عمران سیریز

بلائینڈ مشن

مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

بلائینڈ مشن

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

ناشر ---- مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ---- محمد ارسلان قریشی
تزئین ---- محمد علی قریشی
طابع ---- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان
قیمت ---- -/100 روپے

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول " بلائینڈ مشن " آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس مشن میں جس انداز میں جدوجہد کی ہے وہ آپ کو یقیناً پسند آئے گی ۔ یہ ناول اپنے منفرد انداز کی وجہ سے بھی آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا ۔ مجھے اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے کیونکہ آپ کی آراء حقیقتاً میرے لئے مشعل راہ ہوتی ہیں اور آپ کی آراء کی روشنی میں مجھے مزید بہتر انداز میں لکھنے میں مدد ملتی ہے ۔ البتہ حسب روایت ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کریجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں ۔

شور کوٹ کینٹ سے ناصر محمود لکھتے ہیں ۔ " آپ کے ناول بے حد پسند ہیں ۔ آپ چند ناولوں میں مسلسل کوشش کر رہے ہیں کہ جولیا کی جذباتیت کو ختم کیا جائے ۔ آپ پلیز ایسا نہ کریں ۔ ہمیں جذباتی جولیا زیادہ پسند ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ سے گزارش ہے کہ ان لڑکیوں کو بھی سامنے لایا کریں جو عمران سے متاثر ہوں ۔ اس طرح بھی ناول میں بے حد چاشنی پیدا ہو جاتی ہے ۔ امید ہے آپ ضرور اس پر توجہ دیں گے " ۔

محترم ناصر محمود صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد

الفاظ کا تعلق ہے تو یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ اردو میں وہ تاثر پیدا نہیں کرتا جو تاثر ان الفاظ سے اپنے طور پر پیدا ہوتا ہے اس لئے یہ الفاظ لکھ دیئے جاتے ہیں کیونکہ جو تاثر نانسنس کا ہے بے وقوف یا احمق کا نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک مشوروں کا تعلق ہے تو آپ فکر نہ کریں جولیا مردوں کی بجائے فرشتوں کے درمیان رہتی ہے۔ جہاں تک ناولوں کا ٹیلی ویژن پر فلمیں بنانے کا تعلق ہے تو جس ساز و سامان کے ساتھ یہاں کے سٹوڈیوز آراستہ ہیں وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے کارناموں پر ایسی ہی فلمیں بنیں گی کہ شاید آپ انہیں دیکھ کر سر پیٹنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس لئے فی الحال جو تاثر آپ کو پڑھنے سے ملتا ہے اسی پر اکتفاء کریں۔ ایک درخواست میری بھی ہے کہ آئندہ علیحدہ علیحدہ خط لکھیں اور وہ بھی ذرا مختصر۔ شکریہ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

جوانا رانا ہاؤس کے وسیع و عریض برآمدے میں ایک کرسی پر خاموش بیٹھا سامنے جہازی سائز کے پھاٹک کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کے پار دیکھ رہا ہو۔ جوزف اس کے قریب سے کئی بار گزرا تھا لیکن جوانا کے ایکشن میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ ایک بار گزرتے ہوئے جوزف نے رک کر کہا۔

"کیا واپس ایکریمیا جانے کے بارے میں سوچ رہے ہو"۔ جوزف نے اس کے قریب رک کر کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو"...... جوانا نے کہا۔ شاید اس نے جوزف کا فقرہ پوری طرح نہ سنا تھا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا واپس ایکریمیا جانے کے بارے میں سوچ رہے ہو"...... جوزف نے کہا تو جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب میں ایکریمیا میں جا کر کیا کروں گا۔ اب میں وہ جوانا نہیں ہوں جس کی دہشت سے ایکریمیا کے در و دیوار کانپتے تھے۔ اب میں اس جوانا کی پرچھائیں بھی نہیں رہا جو انسانوں کی گردنیں اس تیزی سے توڑ دیتا تھا کہ اس قدر تیز رفتاری سے پھانسی کا پھندہ بھی گردنیں نہ توڑ سکتا ہو"...... جوانا نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا تو جوزف نے مڑ کر ایک طرف پڑی ہوئی دوسری کرسی اٹھائی اور اسے جوانا کی کرسی کے ساتھ رکھ کر وہ اس پر بیٹھ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب مجھے باس سے درخواست کرنا پڑے گی کہ وہ تمہیں واپس ایکریمیا بھجوا دے۔ وہاں کچھ وقت گزارنے کے بعد تم خود بخود پہلے والی حالت میں آ جاؤ گے ورنہ اب لگتا ہے کہ تم کچھ عرصہ اور یہاں رہے تو کسی روز تمہاری مایوسی سے بھری لاش مجھے اٹھانا پڑے گی"...... جوزف نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"مایوسی سے بھری لاش کا کیا مطلب ہوا"...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"افریقہ میں جب کوئی مایوس ہوتا تھا تو قبیلے کا پجاری اسے چیک کرتا تھا اور اگر وہ سمجھتا کہ وہ آدمی مایوسی سے پوری طرح بھر چکا ہے تو وہ اسے لاش قرار دے دیتا تھا اور قبیلے والے اسے ہلاک کر کے کسی گڑھے میں پھینک دیتے تھے۔ اسے مایوسی سے بھری لاش قرار دے دیا جاتا تھا۔ تمہاری حالت بھی اب وہی ہوتی جا رہی ہے۔ تم عنقریب مایوسی سے بھری لاش بن جاؤ گے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"جوزف، سچ بتاؤ کہ کیا تمہیں افریقہ کے جنگل، وہاں کی خوفناک بارشیں، جانوروں کی آوازیں، اپنا قبیلہ کچھ یاد نہیں آتا"...... جوانا نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے سب کچھ یاد ہے جوانا۔ لیکن میں باس کا غلام ہوں اور غلام کے لئے آقا کی خوشنودی دنیا کی تمام خوشیوں سے بڑی خوشی ہوتی ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"غلامی شاید تمہاری روح میں سرایت کر چکی ہے"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم شاید میری اس غلامی کو وہ غلامی سمجھ رہے ہو جو ایکریمیا کے سیاہ فاموں کا مقدر تھی۔ سنو جوانا، میں جب غلامی کی بات کرتا ہوں تو میرا مطلب اس غلامی سے نہیں ہوتا"...... جوزف نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر غلامی سے تمہارا کیا مطلب ہوتا ہے"...... جوانا بھی شاید خاموش بیٹھے بیٹھے تھک کر اب مسلسل گفتگو پر آمادہ ہو چکا تھا۔

"سنو، جب تمہیں کوئی پسندیدہ چیز نظر آتی ہے تو کیا تمہارے اندر مسرت کی کوئی لہر نہیں دوڑتی"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں، دوڑتی ہے مگر"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بس اسے غلامی کہا جاتا ہے۔ میں باس کا غلام ہوں۔ باس سے ملاقات تو ایک طرف۔ باس کا تصور کرتے ہی میرے اندر مسرت کی

لہریں دوڑ جاتی ہیں اور روح میں جگنو چمکنے لگتے ہیں اور یہی غلامی ہے"۔ جوزف نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"دوسرے لفظوں میں تم ماسٹر کے عاشق ہو۔ ماسٹر تمہارا محبوب ہے"...... جوانا نے کہا۔

"عاشقی، محبوبی کو میں نہیں مانتا۔ میں تو آقا اور غلام کا رشتہ جانتا ہوں اور سنو۔ تم بھی باس کی غلامی میں آ جاؤ پھر تمہاری یہ ساری مایوسی خودبخود ختم ہو جائے گی"...... جوزف نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"اور غلامی کیا ہوتی ہے۔ جوانا یہاں بیٹھا مکھیاں مار رہا ہے۔ شراب جو کبھی اس کی زندگی ہوتی تھی وہ بھی اس نے پینا چھوڑ دی ہے۔ اس کی انگلیاں جو ہر وقت گردنیں توڑنے کے لئے کھجلاتی رہتی تھیں اب اس قدر بے بس ہو چکی ہیں کہ جیسے ان میں جان ہی نہ رہی ہو۔ جوانا جو کبھی پارہ تھا اب پتھر بن چکا ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا غلامی ہو سکتی ہے"...... جوانا نے بھی اس بار فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ غلامی نہیں، مایوسی ہے اور تمہیں اس مایوسی سے نکالنا ضروری ہے۔ ورنہ تم واقعی مایوسی سے بھری لاش بن جاؤ گے اور پھر مجبوراً مجھے تمہیں ہلاک کر کے کسی گندے جوہڑ میں پھینکنا پڑے گا۔ میں باس سے بات کرتا ہوں"...... جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"کاش یہ فقرہ تم نے ایکریمیا میں کہا ہوتا تو اب تک تمہاری لاش وجود میں آ چکی ہوتی۔ اب تو جوانا خود لاش بن چکا ہے کہ یہ فقرہ سننے کے باوجود خاموش اور بے حرکت بیٹھا ہوا ہے"...... جوانا نے اونچی آواز میں کہا لیکن جوزف نے یا تو اس کا فقرہ سنا نہیں یا پھر جان بوجھ کر اس نے اسے نظرانداز کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فون پیس اٹھائے کمرے سے باہر آیا اور سیدھا جوانا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ لو باس سے بات کرو"...... جوزف نے فون پیس جوانا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو جوانا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون پیس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"جوانا بول رہا ہوں ماسٹر۔ نجانے جوزف نے آپ کو کیا کہہ دیا ہے۔ میں تو بس ویسے ہی خاموش بیٹھا ہوا تھا"...... جوانا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے تو مجھے اتنا کہا ہے کہ تم مایوسی سے بھری لاش بنتے جا رہے ہو اور تمہیں لاش بننے سے بچانے کے لئے کوشش کرنا پڑے گی اور یہ کوشش جوزف کے مطابق یہ ہو سکتی ہے کہ تمہیں کچھ عرصہ کے لئے ایکریمیا بھجوا دیا جائے"...... دوسری طرف سے عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں ایکریمیا جا کر کیا کروں گا ماسٹر۔ جوزف پر تو فلسفے کا بھوت سوار ہے۔ میں البتہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ مجھے کوئی نہ کوئی کام بہرحال کرنا ہوگا لیکن ایسا کوئی کام میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا"...... جوانا نے

کہا۔

" تمہارا مطلب سنیک کلر جیسے کام سے ہے"...... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" نہیں باس ۔ یہ معاملہ بھی اب آگے نہیں چل سکتا۔ بیس پچیس غنڈوں اور بدمعاشوں کو ہلاک کرنا اور بس۔ میں تو کوئی ایسا کام چاہتا ہوں جس میں مستقل تھرل ہو۔ کوئی ایسا کام جو میرے جسم میں دوبارہ پارہ بھر دے"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او کے۔ تم بے فکر رہو۔ میں آج ہی پارہ سپلائی کرنے والی بڑی فرموں سے رابطہ کرتا ہوں۔ اب ظاہر ہے تمہارے اندر تولہ دو تولہ پارہ تو نہیں بھرا جا سکتا۔ اس کے لئے ٹنوں پارہ چاہئے ہوگا۔ بہرحال میں آرہا ہوں پھر بات ہوگی"...... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوانا نے ساتھ کھڑے جوزف کو فون پیس واپس کر دیا۔

" مبارک ہو۔ تمہارے لئے کام نکل آیا ہے تمہاری مرضی کے مطابق"...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ فون پیس وہ لے آیا تھا اس لئے اس نے اس پر لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریس کر دیا تھا۔ اس لئے جو کچھ دوسری طرف سے عمران نے کہا وہ بھی جوزف نے سن لیا تھا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ ماسٹر نے تو مذاق کر کے بات ٹال دی ہے"...... جوانا نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" باس بغیر کسی مقصد کے بات نہیں کرتا۔ ٹنوں پارہ کی سپلائی کا مطلب ہے کہ تمہیں اب وہ کسی بڑے کام پر بھجوانے کا فیصلہ کر چکا ہے"...... جوزف نے کہا اور واپس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ فون پیس لے آیا تھا۔

" بس میں نے یہیں بیٹھے بیٹھے مرجانا ہے۔ یہی بلڈنگ جوانا کی قبر بنے گی"...... جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس پر یقیناً ڈپریشن کا سخت دورہ پڑا ہوا تھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعہ میں
مصروف تھا۔ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کسی قسم کا کوئی کام
نہ تھا۔ اس لئے عمران کا زیادہ تر وقت مطالعہ میں ہی گزرتا تھا لیکن
اس کی اس عادت سے سلیمان بے حد تنگ تھا۔ اسے عمران کو
مسلسل چائے سپلائی کرنا پڑتی تھی۔ کیونکہ عمران کا قول تھا کہ چائے
کی جب تک کثیر مقدار معدے میں موجود نہ ہو۔ سائنسی تھیوریاں
دماغ میں جگہ ہی نہیں بنا سکتیں لیکن سلیمان نے آخرکار اس کا حل
بھی نکال لیا تھا۔ اس نے اماں بی سے شکایت کر دی تھی اور اماں بی
نے سارے دن میں دو چائے سے زیادہ عمران کو پلانے سے سختی سے
منع کر دیا تھا۔ عمران کی اماں بی ابھی تک اس کلچر میں رہ رہی تھیں
جہاں گھروں میں چائے اس وقت بنائی اور پی جاتی تھی جب کسی کو
نزلہ زکام یا بخار ہو جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں چائے بطور مشروب

نہیں بلکہ بطور دوا استعمال کی جاتی تھی اور اماں بی کے نزدیک ایک
دو چائے سے زیادہ پینا تو صریحاً خودکشی کے مترادف تھا اور عمران کے
پَر اگر کسی کے سامنے جلتے تھے تو وہ صرف اس کی اماں بی تھیں۔ اس
لئے اس وقت بھی عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رسالے کے
مطالعہ میں مصروف تھا۔ اسے چائے پیئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو
گیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے سلیمان سے جبراً چائے مانگنے
کی کوشش کی تو اماں بی خود یہاں پہنچ جائیں گی اور پھر ظاہر ہے چائے
تو ایک طرف عمران کو نجانے اور کس کس چیز سے محروم ہونا پڑتا۔
اس لئے وہ خون کے گھونٹ پیتا بیٹھا ہوا تھا۔ ایک بار اس کا دل چاہا
کہ وہ اٹھ کر دانش منزل چلا جائے کیونکہ وہاں بلیک زیرو اس کے
ساتھ چائے پینے کا منتظر رہتا تھا۔ بلیک زیرو خود تو بہت کم چائے پیتا
تھا لیکن عمران کو وہ جلد جلد چائے پلانے کی کوشش کرتا رہتا تھا اور
خود بھی ساتھ ساتھ پیتا رہتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے پھر مطالعہ نہیں ہو سکتا
تھا اور مطالعہ کی عادت عمران کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ اسے
مطالعہ کرنے میں واقعی بیحد مسرت ہوتی تھی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی
بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں تعارف
کرانا شروع کر دیا تو دوسری طرف جوزف نے اسے جوانا کے بارے
میں بتایا تو عمران نے جوانا سے بات کی اور پھر اسے یہ کہہ کر وہ آرہا
ہے اس نے نہ صرف رسیور رکھ دیا بلکہ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے
رسالے کو بھی بند کر کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ وہ واقعی جوانا کے

بارے میں سوچنا چاہتا تھا۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب"...... عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو پکارنا شروع کر دیا۔

"سوری، مزید چائے شام سے پہلے نہیں مل سکتی"...... دور سے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"میں چائے نہیں بلکہ ایک مشورہ لینا چاہتا ہوں کیونکہ سر سلطان کے خیال میں تم بہترین مشورہ دینے والے ہو"...... عمران نے اونچی آواز میں قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو چند لمحوں بعد سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔

"آپ نے چونکہ عرصے بعد ایک اچھی بات کی ہے اس لئے لیجئے انعام کے طور چائے کا کپ"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم خود چائے تیار کر کے بیٹھے پی رہے تھے ورنہ اتنی جلدی تو تم چائے نہیں بنا سکتے"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"بڑی بیگم صاحبہ نے مجھے چائے چکھنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ اس لئے میں دو چار پیالیاں چکھ لیتا ہوں"...... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں یہاں بیٹھا پڑھتا رہتا ہوں اور تم دو چار پیالیاں صرف چکھتے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس میں غصہ کھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ رکشے اور ویگنوں کے

پیچھے لکھا ہوتا ہے کہ نصیب اپنا اپنا۔ بس اس بات کو یاد رکھا کریں"...... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

"ارے ارے خوش نصیب صاحب۔ وہ میں نے تم سے ایک مشورہ لینا ہے۔ تمہیں یاد ہے کہ ایک بار ڈیڈی نے استعفے دے دیا تھا اور سر سلطان اور صدر صاحب سمیت کسی کی بات نہیں مان رہے تھے کہ تم نے مشورہ دیا تھا کہ انہیں بتا دیا جائے کہ ان کی جگہ مجھے یعنی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو دی جا رہی ہے تو وہ فوراً استعفے واپس لے لیں گے اور ڈیڈی نے واقعی فوری استعفے واپس لے لیا تھا۔ تب سے سر سلطان تمہارے مشوروں کے بڑے قائل ہیں انہوں نے تو مجھے کئی بار کہا ہے کہ تم آغا سلیمان پاشا کو باورچی خانے تک محدود کر کے اس کا ٹیلنٹ ضائع کر رہے ہو۔ اسے تو ملک کا چیف ایڈوائزر ہونا چاہئے لیکن ظاہر ہے میں کیسے یہ برداشت کر سکتا تھا کہ تم ملک کے چیف ایڈوائزر بن جاؤ۔ اس لئے میں نے انہیں کہا کہ سلیمان کو باورچی کی سیٹ جلیلہ پر اماں بی نے تعینات کیا ہوا ہے۔ اگر سر سلطان میں ہمت ہو تو اماں بی سے پوچھ کر بے شک اسے اس سیٹ سے ہٹا کر جس مرضی سیٹ پر لگا دیں لیکن ظاہر ہے سر سلطان سیکرٹری خارجہ اپنی جگہ لیکن انہیں بھی معلوم ہے کہ اماں بی کے اکلوتے بیٹے کے باورچی کو اس کی سیٹ سے ہٹایا جانا ناممکن ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہو گئے"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے چیف ایڈوائزر بننے کی۔ ایڈوائزر کی یہاں سنتا کون ہے۔ ہر وزارت، ہر محکمے میں ایڈوائزر ہوتے ہیں لیکن بس بیٹھے ایڈوائز دینے کا انتظار ہی کرتے رہ جاتے ہیں۔ سب کام ان سے بالا ہی بالا ہو جاتا ہے۔ بہر حال آپ کو مشورہ مفت مل سکتا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ مشورہ فیس دینے کی کپیسٹی میں ہی نہیں ہیں اور اگر میں نے صرف مشورہ فیس ہی بتادی تو آپ غش کھا کر گر پڑیں گے اور پھر مجھے ہی آپ پر خرچ کرنا پڑے گا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"غش کھا جانے کے بعد خرچہ کیا ہوتا ہے۔ بس تم مجھے پانی پلا دینا اور میں ہوش میں آجاؤں گا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ اور لوگ ہوتے ہیں جو اس قدر شریف ہوتے ہیں کہ پانی سے ہی ہوش میں آجاتے ہیں۔ آپ کو خالص چمڑے کی بو سونگھے بغیر ہوش نہیں آسکتا اور آج کل اول تو خالص چمڑہ ملتا ہی نہیں ہے اور اگر سارے شہر کی جوتوں کی دکانوں پر تلاش کے دوران اگر کہیں سے مل بھی جائے تو پورے دو سال کا بجٹ اس پر خرچ ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوری ہے آپ کو مفت مشورہ ہی دینا پڑے گا"...... سلیمان کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم مجھے خالص چمڑے کا جوتا سونگھا کر ہوش میں لاؤ گے۔ کیوں"...... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے

کہا۔

"آپ صحافیوں کی طرح اپنے الفاظ دوسروں کے منہ میں ڈالنے کی کوشش نہ کیا کریں"...... سلیمان نے ترت جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا، اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے کہ تم نے کیا کہا ہے اور اس کے کیا ممکنہ نتائج نکل سکتے ہیں۔ میں یہ مشورہ چاہتا ہوں کہ جوانا کا کیا کیا جائے۔ وہ جس قسم کی زندگی ایکریمیا میں گزار رہا تھا اس کے برعکس وہ یہاں بالکل فارغ ہو چکا ہے۔ یہ ٹھیک ہے اس کے خیالات میں زمین آسمان کا فرق آچکا ہے لیکن بہر حال اس کی بے حرکتی اس کے لئے ڈپریشن کا باعث بن گئی ہے۔ ابھی جوزف نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ وہ بیٹھا خلاؤں میں گھور رہا ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ میں تمہارے لئے کام تلاش کرتا ہوں لیکن مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا کہ اسے ایسا کیا کام دیا جائے"...... عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے واقعی اس کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ اس کا قبلہ سیدھا کرتے کرتے اسے جسمانی طور پر ہی مفلوج کر دیا ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جوزف بھی تو اس کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ کیوں ڈپریس نہیں ہوا"...... عمران نے کہا۔

"جوزف کی بات دوسری ہے۔ اس کی زندگی آپ کی زندگی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ وہ اسی بات میں خوش ہے کہ آپ نے اسے

اپنے پاس رکھا ہوا ہے جبکہ جوانا کی طبیعت مختلف ہے۔ اس کی زندگی حرکت سے بندھی ہوئی ہے۔ نجانے اتنا عرصہ وہ کیسے نکال گیا ہے۔ ورنہ اسے دو چار روز بعد ہی اس حالت میں پہنچ جانا چاہیئے تھا"۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مشورہ دو کہ اس کے بارے میں مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ کوئی مستقل حل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"آپ اسے ٹائیگر نمبر دو بنا دیں"...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹائیگر نمبر دو۔ کیا مطلب"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس طرح ٹائیگر انڈر ورلڈ میں آزادانہ کام کرتا ہے اور آپ کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتا ہے اسی طرح جوانا کو بھی انڈر ورلڈ میں آزادانہ کام کرنے دیں۔ وہ حرکت میں بھی رہے گا اور آپ کے لئے ٹائیگر سے بھی زیادہ فائدہ مند رہے گا"...... سلیمان نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن اس کی طبیعت اگر جوش میں آ گئی تو پھر معاملات وہی سنیک کلرز جیسے ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اب اسے عقل آ چکی ہوگی کہ یہ ایکریمیا نہیں پاکیشیا ہے۔ البتہ آپ اسے کہہ دیں کہ وہ چھوٹے موٹے سانپوں کی بجائے اژدہوں کی بو سونگھے اور خاص طور پر غیر ملکی اژدہوں کی۔ جو بحیثیت

مجموعی پاکیشیا کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یہ کام زیادہ آسانی سے کر لے گا اور اس کی بے حرکتی اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والا ڈپریشن بھی ختم ہو جائے گا"...... سلیمان نے کہا۔

"گڈ، تم واقعی اچھے ایڈوائزر ہو۔ چلو آج سے بطور ایڈوائزر تمہیں وظیفہ دیئے جانے کی میں سفارش کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"مجھ سے زیادہ آپ کو وظیفے کی ضرورت ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

عمران کو واقعی اس کا یہ مشورہ پسند آیا تھا۔ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"داور بول رہا ہوں۔ کیا تم فوری میرے پاس آ سکتے ہو لیبارٹری میں"...... دوسری طرف سے سر داور کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے۔ کوئی گڑبڑ ہے لیبارٹری میں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ یہاں سب اوکے ہے۔ میں نے تم سے ایک اہم مشورہ کرنا ہے"...... سر داور نے کہا۔

"مشورہ، تو پھر میں آغا سلیمان پاشا کو بھجوا دیتا ہوں۔ وہ بہترین مشورہ دینے والا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں نے خواہ مخواہ تمہیں فون کیا"...... دوسری طرف

سے رنجیدہ سے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو
عمران سمجھ گیا کہ سرداور بے حد پریشان ہیں ورنہ وہ اس کی بات پر اس
انداز کا ردعمل ظاہر نہ کرتے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر
ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں" .... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی
دی۔

"سرداور۔ میں حاضر ہو رہا ہوں" .... عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ڈریسنگ روم
میں جا کر لباس تبدیل کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار ریڈ
لیبارٹری کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ جہاں سرداور کام کرتے تھے۔
پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سرداور کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

"آئی ایم سوری سرداور۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ آپ اس قدر پریشان
ہوں گے" .... عمران نے سلام دعا کے بعد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں واقعی بے حد پریشان ہوں۔ اپنے لئے نہیں اپنے ایک
دوست کے لئے" .... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دوست کے لئے۔ کس دوست کے لئے۔ پلیز مجھے تفصیل
بتائیں" .... عمران نے چونک کر کہا۔

"عمران بیٹے۔ شوگران میں ایک سائنسدان ہیں ڈاکٹر چیانگ۔
وہ میرے ساتھ یونیورسٹی میں بھی پڑھتے رہے ہیں۔ ان سے میری اس
قدر دوستی ہے کہ میرے نزدیک وہ مجھے میرے سگے بھائیوں سے بھی

زیادہ عزیز ہیں۔ وہ شوگران میں کسی ایسے میزائل پر کام کر رہے ہیں
جن کی مدد سے خلا میں تیرتے ہوئے سیٹلائٹ کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے
اور وہ تقریباً کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ ان کی بیوی عرصہ ہوا
فوت ہو چکی ہے۔ ان کا ایک بیٹا ہے جس کا نام شوکائی ہے۔ وہ بھی
سائنسدان ہے اور شوگران کی نیشنل یونیورسٹی میں پڑھاتا ہے۔ ابھی
اس کی شادی نہیں ہوئی۔ کچھ روز پہلے اسے اغوا کر لیا گیا۔ ڈاکٹر
چیانگ کو اطلاع ملی تو وہ بے حد پریشان ہوئے۔ حکومت شوگران
نے ڈاکٹر شوکائی کی تلاش شروع کر دی۔ پھر ڈاکٹر چیانگ کو فون پر
دھمکی دی گئی۔ فون کرنے والے نے اپنا نام گریٹ مین بتایا اور اس
نے کہا کہ اس کا تعلق دنیا کے سب سے خطرناک مافیا سانگر سے ہے۔
ان کا بیٹا شوکائی ان کی تحویل میں ہے اور اگر وہ اپنا سیٹلائٹ شکن
میزائل فارمولا ان کے حوالے کر دیں اور وہ اسے چیک کرا لیں کہ
فارمولا درست ہے تو وہ شوکائی کو رہا کر دیں گے۔ اس کے لئے انہوں
نے تین دن کی مہلت دی ہے۔ تین دن بعد اگر ڈاکٹر چیانگ نہ مانا تو
وہ شوکائی کا ایک ہاتھ کلائی سے کاٹ کر اس کو بھجوا دیں گے اور اگر پھر
بھی تین دن بعد ڈاکٹر چیانگ نہ مانا تو دوسرا ہاتھ اور اس کے تین بعد
اس کے جسم کے دوسرے اعضاء کاٹ کاٹ کر اس کو بھجوا دیں گے اور
اگر پھر بھی ڈاکٹر چیانگ نہ مانا تو وہ اس کی بیٹی کو جو شوگران کی ایک
یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے اغوا کر لیں گے۔ انہوں نے فون پر ڈاکٹر
چیانگ کی بات بھی شوکائی سے کرائی ہے لیکن ڈاکٹر چیانگ نے ان کا

مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ محب وطن ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ انہوں نے شوگران کے بے پناہ اخراجات اس فارمولے پر کرائے ہیں۔ اس لئے اس پر حق صرف شوگران کا ہے اور انہوں نے حکومت شوگران کو اطلاع دے دی لیکن حکومت باوجود کوشش کے اس گریٹ مین یا سانگر مافیا یا اس فون کال کا سراغ نہیں لگا سکی۔ تین دن بعد ڈاکٹر شوکائی کی ایک انگلی کاٹ کر ایک ڈبیہ میں بند کر کے ڈاکٹر چیانگ کو پہنچا دی گئی اور کہا گیا کہ یہ رعایت پہلی بار ہے۔ آئندہ کوئی رعایت نہیں ہوگی اور مزید تین دن دے دیئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر چیانگ کو ایک سائنسی الجھن پر مشورہ کے لئے میں نے فون کیا تو ڈاکٹر چیانگ نے یہ ساری بات مجھے بتا دی۔ مجھے فوراً تمہارا خیال آ گیا۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ فکر نہ کریں ان کا بیٹا صحیح سلامت برآمد کر لیا جائے گا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے بعد تمہارے اوپر بھروسہ کرتے ہوئے یہ وعدہ کیا ہے۔ ویسے میرا یہ پرسنل کام ہے۔ تم چاہو تو انکار بھی کر سکتے ہو"...... سرداور نے قدرے گھمبیر لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ایسا نہیں ہو سکتا کہ ڈاکٹر چیانگ فارمولے کی ایک کاپی انہیں دے دیں۔ اس طرح وہ بھی ان کے بیٹے کو رہا کر دیں گے اور اصل فارمولا وہ حکومت شوگران کو دے دیں"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" نہیں۔ میں نے یہ بات کی تھی لیکن ڈاکٹر چیانگ کا کہنا ہے کہ

فارمولا ان لوگوں کو مل گیا تو وہ اس کا اینٹی نظام تیار کر لیں گے۔ اس طرح سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ وہ اسے بھی ملک سے غداری سمجھتے ہیں"...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن مہلت بے حد کم ہے۔ اتنی مہلت میں تو کسی مافیا کے خلاف کام نہیں ہو سکتا۔ کیا کسی طرح ڈاکٹر چیانگ مزید مہلت نہیں لے سکتے"...... عمران نے کہا۔

" کتنی مہلت"...... سرداور نے پوچھا۔

" اگر ایک ماہ کی مہلت مل جائے تو بہتر ہے"...... عمران نے کہا۔

" نہیں، اتنی مہلت وہ نہیں دیں گے۔ البتہ میرا خیال ہے کہ اگر ڈاکٹر چیانگ مان جائیں تو ایک ہفتے کی مہلت لی جا سکتی ہے"۔ سرداور نے کہا۔

" انہیں ایک ہفتہ نہ کہیں پندرہ دن کہیں۔ پھر وہ ایک ہفتہ پر مانیں گے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن کیا تم ایک ہفتے میں ڈاکٹر شوکائی کو برآمد کر لو گے"۔ سرداور نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

" مسئلہ صرف ڈاکٹر شوکائی کی برآمدگی کا نہیں سرداور۔ وہ ڈاکٹر چیانگ کی بیٹی کو اغوا کر لیں گے اور ڈاکٹر شوکائی کو بھی دوبارہ اغوا کیا جا سکتا ہے اور بھی بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس گریٹ مین کا خاتمہ کیا جائے اور اس مافیا کو جس نے یہ ٹاسک دیا

ہے اس کا خاتمہ کیا جائے اور ساتھ ہی ڈاکٹر چیانگ سے کہا جائے کہ وہ جلد از جلد یہ فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کے حوالے کر دیں۔ پھر حکومت شوگران خود ہی اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ جہاں تک میرے کام کرنے کا تعلق ہے تو میرا ہمیشہ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رہا ہے۔ میں تو اپنی طرف سے کوشش کر سکتا ہوں۔ وہ میں کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی میری مدد کرے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم ہو تو میں تمہاری بات ڈاکٹر چیانگ سے کرا دوں"۔ سرداور نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں [illegible] ل جائے گی اور میرا نام بدنام ہے۔ میرا نام سامنے آتے ہی وہ لوگ ہو سکتا ہے کوئی فائنل ایکشن نہ لے لیں۔ البتہ ان کا فون نمبر مجھے دے دیں اور انہیں کہہ دیں کہ وہ کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ مہلت حاصل کر لیں"...... عمران نے کہا تو سرداور نے اسے ڈاکٹر چیانگ کا فون نمبر دے دیا۔

"عمران بیٹے۔ یہ میں تم پر بوجھ ڈال رہا ہوں لیکن نجانے کیوں میرے ذہن میں تمہارا نام آیا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے تم اس میں کامیاب رہو گے۔ اس لئے میں نے ڈاکٹر چیانگ سے وعدہ کر لیا۔ لیکن ان سے میں نے تمہارا نام نہیں لیا۔ صرف اتنا کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جو یہ کام آسانی سے کر لے گا"...... سرداور نے کہا۔

"سرداور، آپ بے فکر رہیں۔ ڈاکٹر چیانگ آپ کے دوست ہیں تو

شوگران پاکیشیا کا دوست ہے اور ایسا نہ بھی ہو۔ تب بھی آپ کا حکم میرے لئے ڈیڈی کے حکم سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور آپ بے فکر رہیں۔ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ ہماری مدد کرے گا کیونکہ ہم حق پر ہیں"...... عمران نے کہا تو سرداور نے بھی انتہائی خلوص کے ساتھ انشاء اللہ کہہ دیا۔

"اگر ہو سکے تو ڈاکٹر چیانگ سے معلوم کر لیں کہ انہیں آخری کال کس وقت آئی تھی۔ اگر درست وقت کا پتہ چل جائے تو بڑی آسانی ہو جائے گی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم بیٹھو۔ میں معلوم کر لیتا ہوں"...... سرداور نے کہا۔

"آپ معلوم کر لیں۔ میں آپ سے فون پر معلوم کر لوں گا"۔ عمران نے کہا اور پھر سلام کر کے وہ ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار رانا ہاؤس جانے کی بجائے تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں میز کے پیچھے کرسی پر ایک لمبے قد، دوہرے جسم اور چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی تھی۔اس کے سامنے میز پر ایک فائل موجود تھی اور وہ اس فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"یس"....... اس آدمی نے بھاری آواز میں کہا۔

"ایکریمیا سے جان وکٹر کی کال ہے باس"....... دوسری طرف سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"....... اس آدمی نے بدستور بھاری لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ جان وکٹر بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ گریٹ مین بول رہا ہوں"....... اس آدمی نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"کیا رزلٹ رہا ڈاکٹر چیانگ کے کیس کا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ مان گیا ہے۔لیکن اس نے پندرہ دن کی مہلت مانگی ہے تاکہ وہ بکھرے ہوئے فارمولے کو ایڈجسٹ کر کے ہمیں بھجوانے کے لئے تیار کر سکے لیکن میں نے اسے دس روز کی مہلت دی ہے۔ویسے مجھے یقین ہے کہ دس روز بعد فارمولا ہمیں مل جائے گا"....... گریٹ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے ایک اور تشویشناک اطلاع ملی ہے"....... جان وکٹر نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار چونک پڑا۔

"تشویشناک اطلاع۔ کیا مطلب۔ کیسی اطلاع"....... گریٹ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے آدمی ڈاکٹر چیانگ کے گرد موجود ہیں تاکہ اس کا ردعمل چیک کیا جا سکے۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ پاکیشیا سے کسی سائنسدان سرداور کا فون آیا تو ڈاکٹر چیانگ نے جو سرداور کا دوست ہے اسے ساری تفصیل بتا دی اور پھر سرداور کے کہنے پر اس نے مہلت طلب کی ہے"....... جان وکٹر نے کہا۔

"تو اس میں تشویش کی کیا بات ہے"....... گریٹ مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تشویش کی بات آگے آ رہی ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"وہ کیا ہے"...... گریٹ مین نے قدرے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"یہ اطلاع ملنے پر میں نے پاکیشیا میں اپنے ایجنٹوں کو سرداور کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا اور مجھے ابھی ابھی جو اطلاع ملی ہے وہی تشویشناک ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"اب بتاؤ بھی سہی کیا بات ہے۔ تم نے تو باقاعدہ سسپنس پیدا کرنا شروع کر دیا ہے"...... گریٹ مین نے کہا۔

"سرداور کے ایک ساتھی سائنسدان سے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا کا خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران سرداور سے ان کی لیبارٹری میں آ کر ملا ہے اور اس کے جانے کے بعد سرداور نے شوگران میں ڈاکٹر چیانگ سے رابطہ کر کے اسے تسلی دی ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"کیا تسلی دی ہے"...... گریٹ مین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہی تسلی کہ ان کا اور ان کے بیٹے کا کچھ نہیں بگڑے گا"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑ گیا۔ حکومت شوگران بھی تو اس معاملے پر کام کر رہی ہے۔ کرتی رہے۔ سانگر کو اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے اور یہ سرداور ہمارا کیا بگاڑ لے گا"...... گریٹ مین نے اس بار حقیقتاً غصیلے لہجے میں کہا۔

"گریٹ مین تم میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو کہ میں

ایکریمیا کی سب سے حساس ایجنسی کا چیف ہوں۔ میرے ایجنٹ بھی شوگران میں کام کرتے ہیں۔ میں چاہتا تو یہ سارا کام اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بھی کرا سکتا تھا۔ تمہیں مشن اس لئے دیا گیا ہے کہ تمہارے اور تمہاری مافیا کے بارے میں شوگران والے کچھ نہیں جانتے۔ ایکریمیا میں تو لازماً ان کے ایجنٹ کام کرتے ہوں گے۔ وہ انہیں اطلاع مہیا کر سکتے تھے لیکن جس شخص کا نام عمران ہے وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ وہ اگر حرکت میں آ گیا تو پھر نہ تم رہو گے اور نہ ہی تمہاری مافیا۔ اس لئے اس کا نام سامنے آنے پر مجھے تشویش ہوئی ہے۔ اور سنو اگر میں ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کے سامنے یہ نام لے دوں تو وہ سرے سے ہی اس معاملے سے ہاتھ اٹھا لیں گے۔ میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے"...... جان وکٹر نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار ہنس پڑا۔

"جان وکٹر، تمہیں معلوم ہے کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور میں اس وقت کہاں موجود ہوں"...... گریٹ مین نے کہا۔

"نہیں، مجھے نہیں معلوم اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے اپنے طور پر کوشش بھی کی تھی کہ فون کال کے ذریعے تمہاری جگہ ٹریس کروں لیکن جدید آلات بھی اس معاملے میں ناکام رہے ہیں"...... جان وکٹر نے جواب دیا تو گریٹ مین فاتحانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"اس بات سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ سانگر کس قدر طاقتور ہے۔ تم فکر مت کرو۔ پوری دنیا مل کر بھی سانگر کا مقابلہ نہیں کر سکتی"۔

گریٹ مین نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال تم نے محتاط رہنا ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ہم محتاط ہیں"...... گریٹ مین نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگر دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ریڈ الرٹ کا حکم دے دو اور جب تک میں نہ کہوں تب تک ریڈ الرٹ رہے گا"...... گریٹ مین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریٹ مین نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل دیکھنے لگ گیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وہ سرخ ڈائری مجھے دو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس میں سے سرخ جلد والی ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

"کیا ہوا ہے عمران صاحب۔ آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر اسے تفصیل بتا دی۔

"لیکن یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو نہیں ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، یہ میرا ذاتی کیس ہے۔ سرداور نے مجھ پر اعتماد کیا ہے اور

میں انشاء اللہ ان کے اعتماد پر پورا اتروں گا"...... عمران نے ڈائری کھولتے ہوئے کہا۔

" تو کیا آپ اکیلے اس پر کام کریں گے۔ آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں"...... بلیک زیرو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ تمہاری یہاں موجودگی ملک و قوم کے مفاد کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ میں جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے جاؤں گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ڈائری کا ایک صفحہ کھولا اور چونک پڑا۔ چند لمحوں تک وہ اسے بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ گارشین کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" فریڈ سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" کیا آپ کی ان سے پہلی ملاقات ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" پہلی نہیں آخری"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت تھی۔ اس نے یہی سمجھا تھا کہ عمران نے جھنجھلاہٹ میں آخری ملاقات کے الفاظ کہے

ہیں لیکن ان الفاظ کا دوسری طرف جو رد عمل ہوا تھا اس سے بلیک زیرو سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی مخصوص کوڈ ہے۔

" فریڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

" پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ، اوہ آپ عمران صاحب۔ میں سوچ رہا تھا کہ آخر کس نے یہ مخصوص کوڈ استعمال کیا ہے۔ اب آپ کی ڈگریاں سن کر مجھے یاد آگیا ہے۔ آپ نے بڑے طویل عرصے بعد یاد کیا ہے"...... دوسری طرف سے اس بار خاصے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

" اب میری ڈگریاں صرف دوسروں کی یادداشت بحال کرنے کے کام کی رہ گئی ہیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فریڈ بے اختیار ہنس دیا۔

" آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ آپ کی ڈگریاں یادداشت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ بہرحال حکم فرمایئے"۔ فریڈ نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم پوری دنیا میں کام کرنے والے مافیا سے کسی نہ کسی انداز میں منسلک ہو۔ مجھے ایک مافیا کے بارے میں فوری اور تفصیلی معلومات چاہئیں اور یہ سن لو کہ معلومات حتمی ہونی چاہئیں کیونکہ معاملات انتہائی نازک بھی ہیں اور ٹاپ ایمرجنسی

بھی"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے پہلے تو کبھی اس انداز میں بات نہیں کی۔آپ بے فکر رہیں۔فریڈ صرف صاف ستھرا کام کرتا ہے"...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک مافیا ہے جس کا نام سانگر ہے۔اس کا کوئی ہیڈ یا انچارج گریٹ مین ہے۔مجھے اس کے بارے میں معلومات چاہئیں"۔ عمران نے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔مجھے معلوم تو ہے لیکن میں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ مافیا اس وقت پوری دنیا کے مافیاز میں سب سے زیادہ طاقتور، منظم اور باخبر مافیا ہے اور میں چاہے جتنی بھی احتیاط کر لوں۔انہیں بہرحال علم ہو جائے گا اور نہ پھر میں رہوں گا نہ میرا کلب، نہ میرے رشتہ دار اور نہ ہی میرے دوست۔وہ ان معاملات میں ہلاکو خان اور چنگیز خان سے بھی دوگنا ظالم واقع ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے فریڈ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری صاف گوئی بے حد پسند آئی ہے فریڈ اور یہی تمہاری صاف گوئی ہے جو میں پسند کرتا ہوں۔تم بے شک مجھے تفصیل نہ بتاؤ لیکن صرف اتنا بتا دو کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ویری سوری عمران صاحب۔میں اس سلسلے میں منہ سے بھاپ بھی نہیں نکال سکتا۔آئی ایم سوری۔گڈ بائی"...... دوسری طرف سے

کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے یہ آدمی تو بے حد خوفزدہ محسوس ہو رہا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سرداور۔ڈاکٹر چیانگ سے بات ہوئی ہے آپ کی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ڈاکٹر چیانگ مجھ سے بات ہونے سے پہلے ہی اپنے طور پر ان لوگوں سے دس روز کی مہلت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔انہوں نے یہ مہلت اس خیال سے لی ہے کہ وہ ان دس دنوں میں دن رات کام کر کے یہ فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کو دے دیں گے۔اس کے بعد ان کا بیٹا ہلاک ہوتا ہے یا وہ خود، یہ بعد میں دیکھا جائے گا"...... سرداور نے کہا۔

"گڈ، آپ کے دوستوں کو اتنا ہی محب وطن ہونا چاہئے سرداور۔اسے کہتے ہیں ملک و قوم کے لئے قربانی۔بہرحال آپ بے فکر رہیں میں ان دس دنوں میں ان کے بیٹے کو انشاء اللہ اس مافیا کے چنگل سے صحیح

سلامت نکال لاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو میرا دل اور ضمیر دونوں مطمئن ہو جائیں گے۔ کیا کچھ معلوم ہوا ہے ان لوگوں کے بارے میں"...... سرداور نے امید بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کوشش جاری ہے۔ معلوم ہو ہی جائے گا۔ آپ نے ڈاکٹر چیانگ سے گریٹ مین سے ہونے والی آخری کال کے وقت کے بارے میں معلوم کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... سرداور نے جواب دیا اور پھر وقت بتا دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر سامنے پڑی ہوئی سرخ ڈائری اٹھائی اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔

"میں آپ کے لئے چائے لاتا ہوں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر کے اسے واپس میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"تسائی کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ موبو سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

یو، موبو ... ں رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک باریک مگر ن ہو ... سنائی دی۔

مہاری آواز سن کر یوں لگتا ہے جیسے موبو کسی گڑیا کا نام ہو۔ یکن تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ کسی ہاتھی کا نام موبو رکھ دیا گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موبو نہ گڑیا ہے اور نہ ہاتھی۔ موبو تو شیر ہے شیر"۔ دوسری طرف سے قدرے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"چڑیا گھر کا شیر یا قالین کا شیر"...... عمران نے جواب دیا تو اس بار دوسری طرف سے موبو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا۔ بتائیں کیا حکم ہے"۔ اس بار دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ تم نے شوگران میں ایسے جدید ترین آلات نصب کر رکھے ہیں جن کی مدد سے شوگران اور دنیا کے دوسرے ممالک کے درمیان ہونے والی فون کالز نہ صرف مانیٹر کی جاتی ہیں بلکہ ان کے منبع بھی ٹریس کر لئے جاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے نہیں بلکہ حکومت شوگران کے ایک خفیہ پراجیکٹ کے تحت ایسا ہوتا ہے لیکن ان میں سے وہ کالیں چیک کی جاتی ہیں جن کے بارے میں حکومت کی طرف سے ہدایات موجود ہوتی ہیں۔ اس پراجیکٹ کا انچارج میرا اپنا آدمی ہے"...... موبو نے کہا۔

"چلو ایسے ہی سہی۔ شوگران کے سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں۔ ڈاکٹر چیانگ کو شوگران کے وقت کے مطابق دس بجے صبح گریٹ مین نامی ایک آدمی کی فون کال آئی ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کال کہاں سے کی گئی ہے"....... عمران نے کہا۔

"کیا یہ کام حکومت شوگران کا ہے یا آپ حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں"....... موبو نے پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا اور شوگران میں کس قدر گہرے تعلقات ہیں۔ ڈاکٹر چیانگ کو کوئی پارٹی ایک اہم فارمولے کے سلسلے میں بلیک میل کر رہی ہے۔ حکومت شوگران اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں کر سکی۔ ڈاکٹر چیانگ کے ایک دوست سائنسدان پاکیشیا میں ہیں اور وہ میرے بزرگ ہیں۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس پارٹی کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ کر دوں تاکہ ڈاکٹر چیانگ کا فارمولا شوگران کے لئے محفوظ رہ سکے"....... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا اس پارٹی کا کوئی نام پتہ معلوم نہیں ہو سکا"....... موبو نے کہا۔

"اس آدمی جس نے فون کیا ہے نے اپنا نام گریٹ مین بتایا ہے اور اس کا تعلق کسی مافیا سے ہے جس کا نام سانگر بتایا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو نئے نام ہیں شاید جعلی رکھے گئے ہیں۔ بہرحال میں آپ کی بات کا مقصد سمجھ گیا ہوں۔ آپ اس علاقے کو ٹریس کر کے وہاں اس پر کام کریں گے۔ ٹھیک ہے آپ دو گھنٹوں بعد مجھے دوبارہ کال کر لیں"....... موبو نے کہا۔

"اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بھی بتا دو اور معاوضہ بھی"....... عمران نے کہا

"نہیں عمران صاحب۔ اگر آپ پاکیشیائی ہو کر شوگران کے لئے کام کر رہے ہیں تو میں برا آدمی سہی لیکن ہوں تو شوگرانی۔ میں کیسے معاوضہ لے سکتا ہوں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی اٹھا کر لبوں سے لگالی۔ بلیک زیرو فون کے دوران ہی چائے کی پیالی اس کے سامنے رکھ کر دوسری پیالی لے کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"عمران صاحب، اگر یہ حکومت کا پراجیکٹ ہے تو وہ آسانی سے اس بارے میں معلوم کر سکتی تھی جس کے بارے میں آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"انہوں نے یقیناً ایسا کیا ہو گا لیکن میرا خیال ہے کہ فون کرنے والے زیادہ جدید آلات استعمال کر رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بڑے بے باکانہ انداز میں بار بار کال کیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ کا انہیں ٹریس کرنے کا یہ طریقہ بھی تو کامیاب نہیں

رہے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو معلوم ہو گا۔ اس کو مزید محنت کر کے آگے بھی تو بڑھایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ریڈ شائن کلب میں باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں کسی بھی وقت ایک مشن کے سلسلے میں ملک سے باہر جا سکتا ہوں۔ اس مشن میں میرے ساتھ تم، جوزف اور جوانا ہوں گے۔ اس لئے تم تیاری کی حالت میں رہنا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کیا یہ کوئی غیر سرکاری مشن ہے باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے ایک طرف رکھ دیا۔

"ٹائیگر واقعی بے حد ذہین ہے۔ ٹیم کے افراد کے نام سنتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ غیر سرکاری مشن ہی ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے

مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ تم اور جوانا دونوں نے تیار رہنا ہے۔ تم دونوں اور ٹائیگر نے ایک انتہائی اہم مشن پر میرے ساتھ ملک سے باہر جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ آپ کے حکم کی دیر ہے۔ ہم ہر وقت تیار رہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر مزید کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ پھر دو گھنٹے بعد اس نے ایک بار پھر فون پر موبو سے رابطہ کیا۔

"کچھ معلوم ہوا ہے موبو"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ حکومت شوگران نے بھی ان کالوں کے بارے میں چیکنگ کا حکم دے رکھا تھا لیکن کال کرنے والے شاید ایسے جدید ترین آلات استعمال کر رہے ہیں کہ شوگرانی آلات اس کال کا منبع ٹریس کرنے میں ناکام رہے ہیں"...... موبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس آدمی نے چیکنگ کی ہے کیا اس سے میری براہ راست بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، کیوں نہیں۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا۔ اس کا نام شواجو ہے۔ میں آپ کو اس کا نمبر

بتا دیتا ہوں۔ آپ اسے پندرہ منٹ بعد اس نمبر پر کال کر لیں"۔ موبو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شواجو کا فون نمبر بتا دیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میری بات درست ثابت ہوئی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، مجھے بھی پہلے سے احساس تھا کہ ایسا ہی جواب ملے گا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر پندرہ منٹ بعد اس نے رسیور اٹھانے سے پہلے میز پر پڑا ہوا پیڈ اٹھا کر سامنے رکھا اور ساتھ ہی ایک بال پوائنٹ کھول کر رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"شواجو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ موبو نے ابھی میرے بارے میں بات کی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ فرمایئے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ڈاکٹر چیانگ کو آنے والی فارن کال کے سلسلے میں تکنیکی معلومات چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے پہلے بھی جناب موبو کو بتایا ہے کہ ہمیں حکومت کی طرف سے بھی اس کی مکمل چیکنگ کے احکامات ملے ہیں اور ہم نے چیکنگ بھی کی لیکن کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا"...... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

"کیا یہ سیٹلائٹ کال تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ لیکن یہ نامعلوم سیٹلائٹ تھا۔ اس لئے مزید کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... شواجو نے جواب دیا۔

"آپ کے آلات نے یہ تو چیک کیا ہو گا کہ یہ کال کس سمت سے اور کتنے فاصلے سے ہو رہی ہے اور کس میگا مرکز سے نشر ہو رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ جی ہاں۔ آپ تو اس بارے میں کافی کچھ جانتے ہیں"۔ دوسری طرف سے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ یہ تمام تکنیکی معلومات مجھے بتا دیں جو آپ کے آلات نے نوٹ کی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں فائل منگواتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد شواجو کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیا۔

"نوٹ کر لیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کرایئے نوٹ"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے شواجو نے رک رک کر باقاعدہ لکھوانا شروع کر دیا اور عمران نے بال پوائنٹ سے پیڈ پر لکھنا شروع کر دیا۔ آخر میں عمران نے چند سوالات

کئے اور پھر شواجو کا شکریہ ادا کر کے اس نے رسیور رکھ دیا۔

" واقعی انتہائی جدید ترین آلات استعمال کئے جا رہے ہیں اور بہرحال کوشش کرنا فرض ہے ۔میں لائبریری پر اس پر کام کرنے جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور پیڈ اٹھا کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جان وکٹر ایکریمیا کی ایک سرکاری لیکن انتہائی خفیہ اور حساس ایجنسی کا چیف تھا۔ یہ ایجنسی براہ راست وزارت دفاع کے تحت تھی اور اسے کوڈ میں بلیک شیڈو کہا جاتا تھا۔ اس ایجنسی کے تحت ایجنٹوں کا جال تقریباً پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کا کام صرف معلومات حاصل کرنا تھا۔ ایسی معلومات جن سے ایکریمیا کے دفاع کو کسی طرح بھی نقصان پہنچ سکے ۔ایسی معلومات کے بارے میں وہ سیکرٹری دفاع سر رابنس کو رپورٹ کرتا تھا۔ شوگران میں اس کے ایجنٹوں نے اسے جب ڈاکٹر چیانگ کے فارمولے کے بارے میں بتایا تو وہ چونک پڑا تھا کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے زمین سے خلا میں کسی بیلسٹک میزائل کے ذریعے کسی سیٹلائٹ کو تباہ کر دینا انتہائی اہم بات تھی۔ اسے معلوم تھا کہ خلا میں جہاں بے شمار تجارتی اور مواصلاتی سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں وہاں ایکریمیا کے ایسے سیٹلائٹ

بھی موجود ہیں جو انتہائی خفیہ ہیں اور ان کا کام دفاعی نوعیت کی معلومات حاصل کرنا ہے اور ایسے سیٹلائٹ بھی ہیں جن کی مدد سے ایکریمیا ایسے ممالک کی دفاعی تیاریوں کے بارے میں بھی واقف ہوتا رہتا ہے جو اس کے دشمن تھے۔ کئی بار ایسے خفیہ سیٹلائٹ کی معلومات کی بناء پر ایکریمیا ایسے ممالک پر قبضہ کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایکریمیا کے سائنسدان خود بھی اس ٹائپ کے فارمولے پر کام کر رہے ہیں جن کی مدد سے دوسرے ممالک کے سیٹلائٹ کو خلا میں تباہ کیا جا سکتا ہے لیکن ابھی تک ایکریمیا کے سائنسدانوں کو اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن ڈاکٹر چیانگ کے فارمولے کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہ نوے فیصد کامیاب ہو چکا ہے اور اب صرف دس فیصد مزید کامیابی کے بعد حکومت شوگران ایسے بیلسٹک میزائل بھاری تعداد میں تیار کر کے پوری دنیا کے سیٹلائٹس کو آسانی سے نشانہ بنا سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے یہ رپورٹ سرابنس تک پہنچا دی اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق حکومت ایکریمیا نے اس کا فوری نوٹس لیا اور پھر ایک اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں یہ طے ہوا کہ اس فارمولے کو کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حکومت ایکریمیا از خود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے یہ کام نہیں کرانا چاہتی تھی کیونکہ اس طرح شوگران اور ایکریمیا کے درمیان ایک ختم نہ ہونے والی رسہ کشی شروع ہو جاتی جس سے ایکریمیا کو بھاری نقصان بھی اٹھانا پڑ سکتا تھا۔ اس لئے یہ طے ہوا کہ کسی ایسی

پارٹی کو آگے لایا جائے جس کا کوئی تعلق ایکریمیا سے نہ ہو اور وہ اس قدر طاقتور بھی ہو کہ شوگران کے ایجنٹ اس کے خلاف کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکیں۔ چنانچہ جان وکٹر کے کہنے پر سانگر کو اس ٹاسک کے لئے منتخب کیا گیا۔ سانگر نام کی مافیا کو وجود میں آئے صرف چند سال ہی ہوئے تھے لیکن اس نے اپنی کارکردگی سے پوری دنیا کے منشیات کے سمگلروں پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ اس مافیا کا انچارج گریٹ مین نامی آدمی تھا جو جان وکٹر کا گہرا دوست رہا تھا۔ لیکن اب جان وکٹر خود بھی نہ جانتا تھا کہ اس مافیا کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور گریٹ مین خود کہاں موجود ہوتا ہے۔ اس مافیا نے پوری دنیا کے سمندروں پر کنٹرول کر رکھا تھا اور اس کی مرضی کے بغیر دنیا بھر میں بھاری تعداد میں منشیات کی سمگلنگ ہو ہی نہ سکتی تھی۔ یہ مافیا خود منشیات سمگلنگ نہ کرتی تھی بلکہ تمام دنیا کی سمگلنگ پارٹیوں اور مافیاز سے حصہ وصول کرتی تھی اور انہیں تحفظ دیتی تھی۔ اور اگر کوئی اس کی مرضی کے خلاف کام کرے تو اسے حقیقتاً نیست و نابود کر دیا جاتا تھا۔ اس مافیا کا سب سے اہم کام انتہائی جدید ترین آلات کا استعمال تھا۔ ایسے آلات کہ کوئی اس مافیا کے ہیڈ کوارٹر تک بھی نہ پہنچ سکتا تھا اور پوری دنیا میں مخبری کرنے والی تنظیموں اور گروپوں کو بھی یہ مافیا مسلسل چیک کرتا رہتا تھا۔ اگر اس کے خلاف کوئی معلومات مہیا کی جاتی تھیں تو اس ایجنسی یا گروپ کا قلع قمع انتہائی بے دردی سے کر دیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ مافیا اور اس کا

ہیڈ کوارٹر خفیہ تھا۔ صرف دو نام لوگ جانتے تھے۔ ایک مافیا کا نام
سانگر اور دوسرا اس کے چیف کا نام گریٹ مین اور بس۔

چنانچہ جان وکٹر نے جب اعلیٰ حکومتی میٹنگ میں سانگر کا نام
پیش کیا تو تھوڑی سی ردوقدح کے بعد اسے منظور کر لیا گیا اور یہ کام
بلیک شیڈو کے ذمے لگایا گیا کہ وہ گریٹ مین کو اس کام کے لئے کہے
اور اس سے رابطہ رکھے۔ چنانچہ جان وکٹر نے گریٹ مین سے رابطہ کیا
اور پھر بھاری معاوضے اور حکومتی سرپرستی کے وعدوں کی بنا پر گریٹ
مین اس کام پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا وہ بھی
جان وکٹر نے ہی تجویز کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر براہ راست ڈاکٹر
چیانگ پر ہاتھ ڈالا گیا تو شوگران اور اس کے حمایتی ممالک کے ایجنٹ
ان کے خلاف حرکت میں آجائیں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر چیانگ کو بلیک
میل کر کے یہ فارمولا حاصل کرنے کا پلان بنایا گیا۔ ڈاکٹر چیانگ کا
ایک بیٹا شوکائی تھا اور ایک بیٹی شوانی تھی۔ شوکائی شوگران کی ایک
یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا جبکہ بیٹی یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ جان وکٹر
جانتا تھا کہ شوگرانی بھی باقی ایشیائیوں کی طرح اکلوتے لڑکے اور
لڑکی کے اغوا پر انتہائی شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے اس
نے پہلے ڈاکٹر چیانگ کے بیٹے شوکائی کو اغوا کرنے کا پلان بنایا اور
سانگر نے یہ کام انتہائی آسانی سے کر لیا اور اس طرح ڈاکٹر چیانگ کو
بلیک میل کیا گیا۔ اب ڈاکٹر چیانگ نے فارمولا ترتیب دینے اور
ایڈجسٹ کرنے کے لئے دس روز کی مہلت مانگی تھی اور جان وکٹر

مطمئن تھا کہ وہ لازماً اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن پھر
اسے ایک ایسی اطلاع ملی جس نے اسے چونکا دیا تھا کہ ڈاکٹر چیانگ کا
پاکیشیا میں کوئی دوست سائنسدان سرداور ہے۔ ڈاکٹر چیانگ اور
سرداور کے درمیان اس معاملے میں بات ہوئی ہے اور پھر سرداور نے
پاکیشیا کے خطرناک ایجنٹ عمران سے بھی ملاقات کی ہے۔ چنانچہ
اس نے گریٹ مین کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا لیکن گریٹ مین نے
جو ردعمل ظاہر کیا تھا اس سے جان وکٹر سمجھ گیا کہ اسے عمران کے
خطرے کا سرے سے ادراک ہی نہیں ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ صرف
اسے احتیاط کرنے کا ہی کہہ سکتا تھا لیکن اسے مسلسل یہ احساس ہو
رہا تھا کہ اگر عمران سانگر کے خلاف حرکت میں آگیا تو وہ لازماً اس کے
لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسے اس بات سے تسلی ہو جاتی
تھی کہ آج تک پوری دنیا سانگر کا ہیڈ کوارٹر معلوم نہیں کر سکی تو
عمران کو صرف دس دن میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے اور وہ کیسے اسے
تباہ کر سکتا ہے۔ لیکن بہرحال یہ احساس بچھو کی طرح اسے مسلسل
ڈنک مار رہا تھا۔ اس نے بلیک شیڈو میں آنے سے پہلے ایکریمیا کی
ٹاپ سیکرٹ ایجنسیوں میں کام کیا تھا۔ اس لئے وہ عمران اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے بخوبی واقف تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہی
باتیں سوچ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو
اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جان وکٹر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے

کہا۔

" ولنگٹن سے سمتھ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کراؤ بات"...... جان وکٹر نے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سمتھ اسے کوئی خصوصی رپورٹ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ ولنگٹن میں بلیک شیڈو کے ایجنٹوں اور مخبروں کا انچارج سمتھ ہی تھا۔

" ہیلو باس۔ میں سمتھ بول رہا ہوں ولنگٹن سے"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس، کیوں کال کی ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

" باس مجھے مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ گارشین کلب کے فریڈ کو پاکیشیا سے علی عمران نے کال کی ہے اور اس سے سانگر اور گریٹ مین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن فریڈ نے اسے صاف جواب دے دیا۔ عمران نے اس سے پوچھنے کی بے حد کوشش کی لیکن فریڈ نے اسے کوئی اشارہ بھی نہیں دیا اور فون بند کر دیا"...... سمتھ نے کہا تو جان وکٹر بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا فریڈ اس بارے میں کچھ جانتا ہے"...... جان وکٹر نے پوچھا۔

" یس باس۔ اس نے اس عمران سے بھی یہی کہا ہے کہ وہ جانتا ہے لیکن بتا نہیں سکتا۔ ویسے بھی اس کا سپیشل فیلڈ ہی مافیاز کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے آگے فروخت کرنا ہے۔ مافیاز کے لوگ ایک دوسرے کے خلاف معلومات حاصل کرنے کے لئے

اس کی خدمات حاصل کرتے ہیں"...... سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم اس فریڈ کو اغوا کر کے ہر صورت میں اس سے معلوم کرو کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ بعد میں اسے ہلاک کر دینا۔ کیونکہ عمران آسانی سے اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا یا وہ کوئی دوسرا طریقہ استعمال کرے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جہاں بھی سانگر کا ہیڈ کوارٹر ہو۔ وہاں ہم بھی باہر ایک حفاظتی شیلڈ قائم کر دیں تاکہ اگر عمران وہاں پہنچے بھی سہی تو وہ سانگر تک پہنچنے سے پہلے ہمارے آدمیوں کے ہاتھوں ختم ہو جائے"...... جان وکٹر نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جیسے ہی یہ معلومات ملیں۔ تم نے مجھے فوراً آگاہ کرنا ہے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور جان وکٹر نے رسیور رکھ دیا۔

" وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ عمران اس معاملے میں حرکت میں آ گیا ہے۔ اب اس کا راستہ ہمیں روکنا ہو گا۔ سانگر اس قابل نہیں ہے کہ سیکرٹ ایجنٹوں کا مقابلہ کر سکے۔ یہ لوگ منشیات کے سمگلروں پر تو قابو پا سکتے ہیں تربیت یافتہ خطرناک ایجنٹوں پر نہیں"...... جان وکٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اپنے روٹین کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ کئی گھنٹوں بعد اسے سمتھ کی کال آئی۔

"یس۔ کیا معلوم ہوا ہے سمتھ"...... جان وکٹر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ فریڈ نے بتایا ہے کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر جنوبی ایکریمیا کے قریب ایک بڑے لیکن ویران جزیرے پر ہے۔ یہ جزیرہ خاصا وسیع ہے اور سرکاری طور پر اس جزیرے کا نام پاساڈینا ہے۔ لیکن اسے عرف عام میں داجل آئی لینڈ کہا جاتا ہے۔ اس پورے جزیرے پر انتہائی گھنا اور خطرناک جنگل ہے۔ زمین دلدلی ہے کیونکہ یہاں بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں۔ جنگل میں قدیم دور کا ایک قبیلہ رہتا چلا آرہا ہے جس کا نام ڈینا قبیلہ ہے۔ یہ قبیلہ جدید دور سے بہت پیچھے ہے۔ یہ قبائلی انتہائی خونخوار اور خطرناک لوگ ہیں جو اس جزیرے پر کسی اجنبی کا وجود برداشت نہیں کرتے۔ اس جزیرے کے اندر قدرتی طور پر ایک چھوٹی پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی کے نیچے سانگر نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے لیکن اس ہیڈ کوارٹر میں صرف جدید ترین آلات نصب ہیں اور گریٹ مین اس ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اپنے نیٹ ورک کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ قبیلہ اس کو دیوتا تسلیم کرتا ہے اور اس کے احکامات پر بے چوں وچرا عمل کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر ہے"...... سمتھ نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فریڈ زندہ ہے یا مر چکا ہے"...... جان وکٹر نے پوچھا۔

"ابھی زندہ ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس سے پوچھو کہ وہ اس ہیڈ کوارٹر کا دورہ کر چکا ہے یا نہیں اور کیا وہاں ایسی جگہ ہے جہاں کسی کو اغوا کر کے رکھا جا سکے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے پوچھا ہے اس نے بتایا ہے کہ وہ صرف ایک بار وہاں گیا تھا۔ کیونکہ گریٹ مین اس کا رشتہ دار ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ گریٹ مین اپنے علاوہ اور کسی اجنبی کو اس جزیرے پر نہیں رکھتا۔ اس کے لئے ساتھ ہی ایک دوسرا جزیرہ ہے جو اس جزیرے سے چھوٹا ہے۔ وہاں بھی گھنے جنگلات ہیں۔ اس کے نیچے اڈے بنے ہوئے ہیں اور وہاں سانگر کے انتہائی تربیت یافتہ افراد رہتے ہیں۔ اس دوسرے جزیرے کا نام راتھ آئی لینڈ ہے۔ بظاہر یہ خالی اور ویران جزیرہ ہے"...... سمتھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جنوبی ایکریمیا کے کس علاقے سے ان جزیروں پر پہنچا جا سکتا ہے"...... جان وکٹر نے پوچھا۔

"باس۔ جنوبی ایکریمیا کی مشہور بندرگاہ لوپاک سے ان جزیروں کا فاصلہ تین سو ناٹ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں جزیروں کے قریب سے کوئی سمندری راستہ نہیں گزرتا۔ اس لئے یہ دونوں جزیرے تقریباً نظرانداز کر دیئے گئے ہیں۔ چارٹرڈ لانچ کے ذریعے وہاں پہنچا جا سکتا ہے اور بس۔ لیکن فریڈ نے بتایا ہے کہ ان جزیروں پر ایسے آلات درختوں پر نصب ہیں کہ کسی بھی لانچ کو تو کیا کسی بڑے جنگی بحری جہاز کو بھی ایک لمحے میں تباہ کیا جا سکتا ہے"۔ سمتھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں اس بندرگاہ پر اپنے آدمی رکھنے ہوں گے۔ اوکے"...... جان وکٹر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ بلیک سن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسکاٹ سے بات کراؤ۔ میں جان وکٹر بات کر رہا ہوں"۔ جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوری۔ وہ موجود نہیں ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ ریڈایرو میں موجود ہوگا۔ وہاں اس سے رابطہ کرا دو"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"اوہ، یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا اور جان وکٹر بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ریڈایرو مخصوص کوڈ ہے۔ اسکاٹ ایکریمیا کی ایک ایسی ایجنسی کا چیف تھا جس کا تعلق بحریہ سے تھا۔ اس کی ایجنسی سمندروں اور بندرگاہوں پر ایکریمیا کے دشمن ایجنٹوں کا قلع قمع کرنے پر تعینات تھی۔ اس لئے اس ایجنسی کا نام ڈیپ سی تھا۔ اسکاٹ جان وکٹر کا بڑا گہرا دوست تھا اور وہ دونوں اکثر اکٹھے تفریحات کرتے رہتے تھے۔ اسکاٹ بھی اس کی طرح ایکریمیا کی کئی فیلڈ ایجنسیوں میں کام کر چکا تھا اور اب اسے ڈیپ سی کا چیف بنا دیا

گیا تھا۔

"اسکاٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد اسکاٹ کی مخصوص نزلہ زدہ سی آواز سنائی دی۔

"جان وکٹر بول رہا ہوں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"اوہ تم، خیریت۔ آفس ٹائم میں کال کی ہے تم نے"۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"سرکاری اور قومی کام تو آفس ٹائم میں ہی کیا جا سکتا ہے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"اچھا، بتاؤ ایسا کیا کام ہے جس کے لئے تم پریشان نظر آ رہے ہو"...... اسکاٹ نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ عمران کو جانتے ہو"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں لیکن تمہارا اس سے کیا تعلق بن گیا ہے"...... اسکاٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تعلق بنا تو نہیں لیکن خدشہ ہے کہ بن سکتا ہے۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر تمہیں کال کیا ہے"...... جان وکٹر نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو"...... اسکاٹ نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ سانگر مافیا اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ جانتے ہو تم"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میری ایجنسی کا مجرموں یا سمگلروں سے کوئی تعلق

نہیں ہے۔ ہمارا کام صرف بحریہ سے تعلق رکھنے والے دشمن سرکاری ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے"...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

" جنوبی ایکریمیا کی مشہور بندرگاہ لوپاک پر تمہارا نیٹ ورک موجود ہے یا نہیں"...... جان وکٹر نے پوچھا۔

" ہاں۔ اچھا خاصا نیٹ ورک ہے کیونکہ وہاں بے حد آمدورفت رہتی ہے۔ تم صرف سوالات ہی کئے جاؤ گے یا تفصیل بھی بتاؤ گے"۔ اسکاٹ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔ اس لئے تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ حکومت ایکریمیا نے شوگران کے ایک سائنسدان سے دفاعی نوعیت کا اہم فارمولا حاصل کرنے کے لئے ایک مجرم تنظیم سانگر کو آگے بڑھایا ہے۔ اس سائنسدان کے نوجوان لڑکے کو اغوا کر کے سانگر نے کہیں قید کر دیا ہے اور اس شوگرانی سائنسدان سے کہا ہے کہ اگر وہ فارمولا دے دے گا تو اس کا بیٹا زندہ سلامت مل جائے گا ورنہ اسے ہلاک کر کے پھر اس سائنسدان کی بیٹی کو اغوا کر لیا جائے گا اور سائنسدان مان گیا ہے اور اس نے دس روز کی مہلت طلب کی ہے تاکہ فارمولے کو سمیٹ کر ایڈجسٹ کر سکے لیکن یہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران اس معاملے میں دلچسپی لے رہا ہے اور اس نے ایک آدمی سے سانگر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس آدمی نے کچھ نہیں بتایا البتہ ہم نے اس

آدمی سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر جنوبی ایکریمیا کی بندرگاہ لوپاک سے تین سو ناٹ کے فاصلے پر واقع دو غیر آباد ویران جزیروں پر ہے۔ جن میں سے ایک کا نام داجل ہے اور دوسرے کا نام راتھ ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

" اس نے جھوٹ بولا ہے۔ میں نے دونوں جزیروں کی چیکنگ کرائی ہوئی ہے۔ ان دونوں جزیروں پر گھنے جنگلات ہیں۔ زمین دلدلی ہے، جنگل انتہائی گھنے اور خطرناک ہیں۔ وہاں ایک قدیم دور کا قبیلہ بھی رہتا ہے اور یہی صورت دوسرے جزیرے کی بھی ہے"۔ اسکاٹ نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا لیکن ہمیں بہرحال دس روز کے لئے انتہائی محتاط رہنا ہو گا۔ اول تو اس عمران کو سانگر کے ہیڈ کوارٹر کا سرے سے علم ہو ہی نہیں سکے گا اور اگر ہو بھی جائے تب بھی وہ اس اغوا شدہ نوجوان کو چھڑوانے کے لئے ان جزیروں پر ہی آئے گا اور اس کے لئے اسے لامحالہ لوپاک بندرگاہ سے کوئی لانچ وغیرہ حاصل کرنا ہو گی۔ تم نے صرف دس روز کے لئے وہاں انتہائی سخت نگرانی کرانی ہے۔ اگر عمران یا اس کے ساتھی وہاں آئیں تو تم نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے اور اگر نہ آئیں تو تب بھی تم نے مجھے اطلاع دینی ہے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

" کیا وہ اصل چہروں میں آئیں گے"...... اسکاٹ نے پوچھا۔

" نہیں۔ وہ لازماً میک اپ میں ہوں۔ لیکن ان کے ذہن میں یہ

نہیں ہوگا کہ ان کا مقابلہ کسی تربیت یافتہ ایجنسی سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ اس قدر محتاط نہیں ہوں گے جس قدر وہ ہو سکتے ہیں"۔ جان وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں بندرگاہ پر انتہائی رش رہتا ہے۔ تقریباً ساری دنیا کے لوگ یہاں آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ یہاں دنیا کے خوبصورت ترین جزائر ہیں۔ جہاں سارا سال دنیا بھر سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ اگر تم کسی طرح پاکیشیا میں اس عمران کی نگرانی کراؤ اور ان کی یہاں آمد کے بارے میں پیشگی علم ہو جائے تو پھر آسانی سے سارا کام ہو سکے گا"...... اسکاٹ نے کہا۔

"میں کوشش کروں گا کہ ایسا ہو جائے لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا تو تم نے الرٹ رہنا ہے۔ صرف دس یوم کی بات ہے ورنہ ایکریمیا کے مفادات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا"۔ جان وکٹر نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ میں وہاں اپنے تمام آدمیوں کو اس بارے میں ریڈ الرٹ کر دیتا ہوں"...... اسکاٹ نے کہا۔

"اوکے، تھینک یو۔ کوئی بات ہو تو مجھے فون کر دینا"...... جان وکٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جان وکٹر نے بھی اطمینان بھرے انداز میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران جب لائبریری سے واپس آیا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کوئی کامیابی ہوئی ہے"...... بلیک زیرو نے احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ یہ کال ایک خفیہ اسرائیلی سیٹلائٹ کے ذریعے کی گئی ہے۔ اسرائیلی حکومت کا سرکاری سیٹلائٹ نہیں ہے بلکہ اسرائیلی یہودیوں کا خفیہ سیٹلائٹ ہے اور شاید اس سانگر کا تعلق بھی یہودیوں سے ہے۔ اس لئے اسے اس سیٹلائٹ سے رابطہ کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے شوگرانی اسے ٹریس نہیں کر سکے"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا سانگر کا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ جہاں تک میں نے معلوم کیا ہے یہ کال جنوبی ایکریمیا سے مشرق کی طرف تین سو ناٹ کے فاصلے سے کی گئی ہے اور وہاں ایک ویران جزیرہ ہے جس کا اصل نام تو کچھ اور ہے البتہ اسے داجل آئی لینڈ کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جزیرہ انتہائی دلدلی، گھنے اور خطرناک جنگلات پر مبنی ہے اور اس جزیرے پر قدیم دور سے ایک قبیلہ جو ابھی تک نیم وحشی ہے اور جسے ڈینا کہا جاتا ہے، رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا اس سے چھوٹا مگر غیر آباد جزیرہ ہے جسے راتھ آئی لینڈ کہتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"لیکن ان جزیروں پر اس سانگر کا ہیڈ کوارٹر کیسے ہو سکتا ہے۔ دلدلی زمین میں تو انڈر گراؤنڈ عمارتیں بھی نہیں بن سکتیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی تو صرف حساب کتاب کی بات ہے۔ اب پہلے تصدیق کرنا پڑے گی"....... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"....... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"فریڈ سے بات کرتے ہیں۔ اس کے سامنے جب ان جزیروں کی بات ہوگی تو اس کا ردعمل بتا دے گا کہ اندازہ درست ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گارشین کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ فریڈ سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"سوری سر۔ باس فریڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ آپ ان کے بیٹے بروک سے بات کر لیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"ہیلو، میں بروک بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ فریڈ میرا گہرا دوست تھا۔ مجھے یہ سن کر بے حد افسوس ہوا ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"آپ کا شکریہ جناب"....... دوسری طرف سے قدرے غمزدہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہوا کیا ہے۔ کوئی لڑائی وغیرہ ہوئی ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ڈیڈی کو جبراً ان کے آفس سے اغوا کیا گیا اور پھر ان کی لاش ایک ہائی وے پر پڑی ملی ہے۔ ان پر انتہائی بہیمانہ انداز میں تشدد کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے تشدد کرنے والے ڈیڈی سے کوئی معلومات زبردستی حاصل کرنا چاہتے تھے"....... بروک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے کہ وہ کس ٹائپ کی معلومات لینا چاہتے تھے"....... عمران نے کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس میں ایک سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کے آدمی شامل تھے لیکن ظاہر ہے ہم تو کسی سرکاری ایجنسی سے نہیں لڑ سکتے۔ اس لئے خاموش ہو گئے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ بہرحال مجھے فریڈ کی موت پر انتہائی افسوس ہوا ہے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں نے فریڈ کو جو فون کال کی تھی وہ ٹریس ہو گئی ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے تو معلومات سانگر کے بارے میں پوچھی تھی۔ سانگر کا اس بلیک شیڈو سے کیا تعلق"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے سانگر کو آگے کیا گیا ہے۔ اس کے پیچھے اصل ایجنسی بلیک شیڈو ہی ہے کیونکہ بلیک شیڈو دفاعی معاملات کے لئے کام کرتی ہے اور اس فارمولے کا تعلق بھی دفاع سے ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر براہ راست بلیک شیڈو بھی تو کام کر سکتی تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایکریمیا شوگران کے مقابلے پر براہ راست نہ آنا چاہتا ہو گا۔ بہرحال اس بات کی بھی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ تم وہ سرخ ڈائری مجھے دو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی نچلی دراز سے سرخ جلد والی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اسے کھولا اور

پھر اس کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک ایک صفحے کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے ڈائری بند کر کے واپس میز پر رکھی اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مارشل کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارشل سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ مارشل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے کہا۔

"یس۔ فرمایئے کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک مافیا ہے جس کا نام سانگر ہے اور اس کے چیف کا نام گریٹ مین ہے۔ کیا تم جانتے ہو اس بارے میں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن صرف اتنا کہ وہ اس وقت پوری دنیا کی منشیات سمگلنگ پر چھایا ہوا ہے۔ پوری دنیا کے ایسے تمام مافیاز جو منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہیں اس کے تحت آ چکے ہیں لیکن وہ خود یہ کام نہیں

کرتا۔ صرف حصہ وصول کرتا ہے اور بس"...... مارشل نے جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سوری۔ آج تک باوجود کوشش کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکا۔ صرف اس کا نام چلتا ہے اور بس"...... مارشل نے جواب دیا۔

"ایکریمیئن ایجنسی بلیک شیڈو میں تمہارا کوئی آدمی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے"...... مارشل نے جواب دیا۔

"معاوضہ اپنی مرضی سے لینا لیکن کام میری مرضی کا کرو"۔ عمران نے کہا۔

"کام بتاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم معاوضہ دینے میں انتہائی فراخ دل ہو"...... مارشل نے کہا۔

"شوگران کے ایک سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کو سانگر کا چیف گریٹ مین بلیک میل کر رہا ہے تاکہ اس سے انتہائی اہم سائنسی فارمولا حاصل کر سکے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی پشت پر بلیک شیڈو ہے کیونکہ سانگر کا سائنسی فارمولوں سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ میں اس کی تصدیق چاہتا ہوں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالرز معاوضہ ہو گا"...... مارشل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دو"...... عمران

نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی جو حسب دستور سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے لکھ لی۔

"ایک گھنٹے بعد فون کرنا"...... مارشل نے کہا۔

"کیا ایک گھنٹے میں کام ہو جائے گا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کام تو شاید دس منٹ میں ہو جائے۔ میں نے تو احتیاطاً ایک گھنٹہ کہا ہے۔ بلیک شیڈو کے چیف جان وکٹر کی پرسنل سیکرٹری میری ایجنٹ ہے"...... مارشل نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کو ایک لاکھ ڈالرز بھجوا دوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ولنگٹن میں ایجنٹ سے کہہ دو۔ وہ بھجوا دے گا کیونکہ اس اکاؤنٹ میں رقم سرکاری نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کے پاس جتنا وقت کم ہے آپ اتنا ہی زیادہ وقت لے رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے فارن ایجنٹ کو فون کر کے اسے بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا کر ایک لاکھ ڈالرز فوری ٹرانسفر کرنے کے احکامات دے کر رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو میں ٹارگٹ کی حتمی تصدیق چاہتا ہوں ورنہ وہاں جا کر بعد میں اگر معلوم ہوا کہ ٹارگٹ درست نہیں ہے تو پھر ہمارے پاس مزید وقت نہیں ہو گا"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد اس نے دوبارہ مارشل سے رابطہ کیا۔

"معاوضہ پہنچ گیا ہے مارشل" ...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے مجھے بینک کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے۔ شکریہ" ...... مارشل نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے" ...... عمران نے پوچھا۔

"تمہارا خیال درست ہے عمران۔ سانگر کو یہ کام جان وکٹر نے ہی سرکاری طور پر دلایا ہے اور شوگرانی سائنسدان کا بیٹا بھی سانگر کے قبضے میں ہے۔ لیکن کہاں ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہیں ہے"۔ مارشل نے جواب دیا۔

"اور کوئی بات" ...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں، ایک اور بات بھی بتائی گئی ہے۔ جان وکٹر نے ولنگٹن کے کسی فریڈ پر تشدد کر کے اس سے سانگر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ تفصیل کا تو علم نہیں ہو سکا البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ جنوبی ایکریمیا کی مشہور بندرگاہ لوپاک سے تین سو ناٹ کے فاصلے پر دو غیر آباد جزیرے ہیں۔ وہیں کہیں سانگر مافیا کا ہیڈ کوارٹر ہے اور جان وکٹر نے ایک اور ایجنسی ڈیپ سی کے چیف اسکاٹ کو کہہ کر لوپاک بندرگاہ پر انتہائی سخت نگرانی کرانا شروع کر دی ہے۔ ڈیپ سی کے ایجنٹ وہاں کام کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ

اسکاٹ کے کہنے پر جان وکٹر نے پاکیشیائی دارالحکومت میں بھی کسی کو تمہاری نگرانی پر لگا دیا ہے تاکہ تمہارے بارے میں وہ اسے اطلاعات دیتا رہے" ...... مارشل نے کہا۔

"گڈ شو مارشل۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میں ایکریمیا آیا تو تم سے براہ راست ملاقات کر کے بھی تمہارا شکریہ ادا کروں گا"۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ تم نے بھی تو دل کھول کر معاوضہ دیا ہے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہرحال اپنا خیال رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ جان وکٹر تک یہ اطلاع پہنچا دی جائے اور پھر تم بھی فریڈ کی طرح ہلاک ہو جاؤ" ...... عمران نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں ان معاملات میں بے حد محتاط رہتا ہوں" ...... مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ گڈ بائی" ...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مارشل نے سکرین پر چھائی ہوئی ساری دھند صاف کر دی ہے" ...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فریڈ نے تو آپ کو کچھ بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر اسے کیوں ہلاک کیا گیا ہے" ...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا یہ فقرہ کہ وہ جانتا ہے لیکن بتائے گا نہیں۔ اس کے لئے ہلاکت کا باعث بن گیا۔ یقیناً جان وکٹر کو بھی اس کا علم نہیں ہوگا۔

اس لئے اس نے فریڈ پر تشدد کر کے اس سے معلوم کر لیا اور اسی بناء پر اس نے ڈیپ سی ایجنسی کو لو پاک بندرگاہ پر ہماری چیکنگ کے لئے لگا دیا۔ وہ تربیت یافتہ آدمی ہے اس لئے تربیت یافتہ انداز میں سوچے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ان جزیروں کے بارے میں آپ کو معلومات نہیں ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جوزف اور جوانا میرے ساتھ ہیں۔ پھر ٹائیگر بھی ہے۔ پوری جنگل کی ہی ٹیم ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

گریٹ مین اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا اپنے روٹین کے کاموں میں مصروف تھا۔ اس کا یہ آفس راتھ جزیرے میں انڈر گراؤنڈ بنا ہوا تھا۔ یہ خاصا بڑا ایریا تھا جس میں اس کے ساتھ اس کے دس افراد بھی رہتے تھے۔ جن میں چار خوبصورت عورتیں بھی تھیں۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ہر جگہ انتہائی جدید ترین آلات نصب تھے جن کی وجہ سے جزیرے کے چاروں طرف دور دور تک مسلسل اور چوبیس گھنٹے چیکنگ ہوتی رہتی تھی۔ ویسے چونکہ یہ سمندری راستہ نہ تھا اس لئے کبھی کبھی کوئی بھولا بھٹکا جہاز اس طرف آ نکلتا تھا تو اسے اندر سے ہی خصوصی مشینری کے ذریعے چیک کر لیا جاتا اور اگر کوئی خطرہ ہوتا تو لیزر بم کے ایک ہی فائر سے بڑے سے بڑا جہاز راکھ ہو جاتا تھا۔ راتھ جزیرہ چھوٹا تھا اور اس کے قریب دوسرا بڑا جزیرہ داجل تھا۔ داجل کے درمیان میں ایک پہاڑی کے نیچے بھی چند خفیہ کمرے بنے ہوئے تھے۔ لیکن ان

کمروں میں کوئی رہتا نہ تھا بلکہ وہاں بھی انتہائی جدید ترین آلات نصب تھے جن کی مانیٹرنگ مشینری بھی اس جزیرے راتھ پر تھی۔ یہاں ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام مشینری کا انچارج رابرٹ تھا البتہ ہیڈ کوارٹر میں اس کا نائب فریڈرک تھا اور جب گریٹ مین راتھ جزیرے سے بیرونی دنیا جانا چاہتا تو اس کے پاس ہیڈ کوارٹر کے اندر ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جس سے وہ بندرگاہ لوپاک میں واقع اپنی شاندار حویلی میں پہنچ جاتا اور پھر وہاں سے جہاں چاہتا تھا نکل جاتا تھا لیکن اس حویلی کی حد تک وہ گریٹ مین تھا۔ حویلی کے باہر اس کا نام بدل جاتا تھا۔ اس کا نام جارج باکرڈ تھا۔ وہ اپنے آپ کو جنوبی ایکریمیا کا لارڈ کہلواتا تھا۔ چونکہ دولت کی اسے کمی نہ تھی۔ جارج باکرڈ کے نام سے پوری دنیا کے بڑے بڑے بینکوں میں بھاری رقومات مسلسل جمع ہوتی رہتی تھی۔ اس لئے اسے دولت کی پرواہ نہ تھی۔ اس نے اب تک شادی نہ کی تھی کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے شادی ایک پابندی ہے اور کسی قسم کی پابندی وہ برداشت ہی نہ کر سکتا تھا۔

داجل جزیرے پر موجود نیم وحشی قبیلے کا سردار تاگوئی اس کا ماتحت تھا اور اس نے اس جزیرے کی حفاظت کی تمام ذمہ داری سردار تاگوئی پر ڈال رکھی تھی۔ ویسے بھی اس جزیرے میں ایسی کوئی بات نہ تھی کہ ادھر کوئی آتا لیکن اگر کوئی شامت کا مارا آ بھی نکلتا تو سردار تاگوئی اور اس کا قبیلہ اسے ہلاک کر دیتا تھا اور پھر اس کی لاش اس وقت تک درخت پر لٹکی رہتی جب تک پرندے اور درندے اسے

چٹ نہ کر جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے سردار تاگوئی کو باقاعدہ فائرنگ آلات کی ٹریننگ دلوائی تھی اور جنگل میں اس نے ایسے خفیہ آلات بھی نصب کر رکھے تھے کہ اگر سردار تاگوئی چاہتا تو ان آلات کی مدد سے بھی پوری فوج کو ہلاک کر دیتا۔ اس لئے وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھا۔ ویسے اس نے شوگرانی سائنسدان کے جوان بیٹے کو یہاں اپنے ہیڈ کوارٹر میں نہ رکھا تھا کیونکہ وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بے حد حساس تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا بھر میں چند لوگ ہی تھے جنہیں اس ہیڈ کوارٹر کا علم تھا اور انہیں بھی صرف اتنا علم تھا کہ ہیڈ کوارٹر داجل جزیرے پر ہے حالانکہ وہ داجل کی بجائے راتھ جزیرے پر تھا۔ اس لئے ایک لحاظ سے بیرونی دنیا کو اصل ہیڈ کوارٹر کا سرے سے علم ہی نہ تھا۔ وہ بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... گریٹ مین نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"جان وکٹر کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... گریٹ مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ جان وکٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جان وکٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس، گریٹ مین بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات"...... گریٹ مین نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں

کرتے ہوئے کہا ورنہ حقیقت یہ تھی کہ اسے جان وکٹر کے بار بار کال کرنے پر اب بے طرح غصہ آنے لگ گیا تھا۔

" تمہارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اس پاکیشیائی عمران کو علم ہو گیا ہے اور اب وہ لازماً تمہارے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرے گا۔ لیکن میں نے لوپاک بندرگاہ پر ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی کو الرٹ کر دیا ہے۔ وہ انہیں وہیں ختم کر دیں گے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ حد درجہ خطرناک، مکار، عیار اور شاطر ہیں اس لئے تمہیں ہر طرح سے محتاط رہنا چاہئے"....... جان وکٹر نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم مجھے بار بار اس طرح فون کرتے ہو جیسے میں دودھ پیتا بچہ ہوں۔ جیسے چند پاکیشیائی آکر بہلا پھسلا کر اٹھا کر لے جائیں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ یہاں اگر پوری فوج بھی آجائے تب بھی میرا بال بیکا نہیں ہو سکتا اور دوسری بات یہ کہ شوگرانی سائنسدان کا بیٹا یہاں میرے پاس نہیں ہے اور نہ ہی میں اسے یہاں رکھ سکتا تھا لیکن وہ جہاں بھی ہے ہر طرح سے محفوظ ہے اور تیسری بات یہ کہ میرے ہیڈ کوارٹر کا کوئی تعلق لوپاک بندرگاہ سے نہیں ہے اور آخری بات یہ کہ اب اس وقت تک مجھے فون نہ کرنا جب تک کہ اس سائنسدان کا فارمولا تم تک نہ پہنچ جائے"....... گریٹ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

" نانسنس۔ یہ سمجھتا ہے کہ میں احمق ہوں۔ نادان ہوں، بچہ

ہوں"....... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت اس نے چونک کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

" رابرٹ بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہیں دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" رابرٹ، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کچھ افراد شاید داجل یا راقہ پر آئیں۔ تم نے دونوں جزیروں کی طرف سے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ اگر یہ لوگ داجل جائیں تو انہیں جانے دینا اور سردار تاگوئی کو حکم دے دینا کہ انہیں عبرت ناک موت مار دے اور اگر ان کا رخ راقہ کی طرف ہو تو انہیں سمندر میں ہی ٹکڑے ٹکڑے کر دینا"۔ گریٹ مین نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہوگی"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریٹ مین نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

لوپاک بندرگاہ سے ملحقہ بڑے شہر گولڈ کوئین کے ایک ہوٹل میں عمران اپنے ساتھیوں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہمراہ موجود تھا۔ وہ پاکیشیا سے بذریعہ بحری جہاز پہلے کافرستان گئے تھے اور پھر کافرستان سے انہوں نے براہ راست جنوبی ایکریمیا کے دارالحکومت کی فلائٹ لی تھی۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنی اصل صورتوں میں ہی تھے۔ دارالحکومت سے وہ گولڈ کوئین پہنچے اور پھر یہاں ایک ہوٹل میں انہوں نے کمرے حاصل کر لئے۔ عمران کے سامنے ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ اس نقشے پر کافی دیر سے جھکا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"ماسٹر، آپ تو اس طرح چھپتے پھر رہے ہیں جیسے دشمن آپ کے پیچھے لگے ہوئے ہوں"...... اچانک جوانا نے کہا تو عمران سمیت سب

چونک پڑے۔

"تم اپنی بات میں معمولی سی تبدیلی کر لو تو تمہاری بات درست ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسی تبدیلی ماسٹر"...... جوانا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہی کہ ہم اس لئے چھپتے پھر رہے ہیں کہ دشمن ہمارے پیچھے نہ لگ سکیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، اس طرح چھپنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کھل کر سامنے آئیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کون آپ کے مقابل آتا ہے"۔ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس چھپتے نہیں پھر رہے۔ کوئی ایسا راستہ ٹریس کر رہے جس کے ذریعے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے شکار تک پہنچ سکیں کیونکہ باس کے پاس وقت کم ہے"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے جوانا کو جواب دیا۔

"باس۔ لوپاک میں لازماً ایسے لوگ موجود ہوں گے جو ان جزیروں کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہوں گے"...... خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے اور دوسری بات یہ کہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ڈاکٹر چیانگ کا بیٹا ڈاکٹر شوکائی ان جزیروں پر نہیں رکھا گیا ہوگا اور پھر لوپاک میں ہماری چیکنگ ہو رہی ہے۔ لامحالہ ہم نے جیسے ہی کوئی لانچ ان جزیروں پر

جانے کے لئے بک کی یہ لوگ چونک پڑیں گے کیونکہ ان جزیروں پر
کوئی نہیں آتا جاتا"....... عمران نے کہا۔

"ہم کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی تو وہاں پہنچ سکتے ہیں"۔ ٹائیگر
نے کہا۔

"ہاں پہنچ تو سکتے ہیں۔ لیکن جو تنظیم اس قدر جدید آلات
مواصلات کے سلسلے میں استعمال کر رہی ہے کہ شوگران جیسی
حکومت بھی ان جدید آلات کو چیک نہیں کر سکتی۔ اس نے اپنے
ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے لامحالہ انتہائی جدید ترین آلات نصب
کر رکھے ہوں گے۔ اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو
فضا میں یا جزیرے پر اترتے ہی نشانہ بنا دیا جائے"....... عمران نے
تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے اجازت دیں باس۔ میں لوپاک جا کر وہاں سے ضروری
معلومات حاصل کر لیتا ہوں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں، ہم نے اکٹھے وہاں جانا ہے۔ مجھے ایک کال کا انتظار ہے"۔
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پھیلا ہوا نقشہ سمیٹ
دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس، مائیکل بول رہا ہوں"....... عمران نے ایکریمئن لہجے میں
کہا۔

"لوپاک سے مسٹر ولسن کی آپ کے لئے کال ہے"....... دوسری

طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
فون پیس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ولسن بول رہا ہوں لوپاک سے"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر ولسن۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔
عمران نے اسی ایکریمئن لہجے میں کہا۔

"مسٹر مائیکل، ڈیپ سی کا آفس یہاں موجود نہیں ہے البتہ
لوپاک میں ایک کلب ہے جسے ریڈ ڈراگون کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا
مالک اور جنرل مینجر چیف ماسٹر کہلاتا ہے۔ وہ لوپاک میں ڈیپ سی کا
انچارج ہے۔ ویسے عام حالات میں وہ لوپاک کا معروف گینگسٹر ہے
اور ریڈ ڈراگون بھی لوپاک کا بدنام ترین کلب ہے"....... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"لیکن ڈیپ سی تو سرکاری ایجنسی ہے"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہی بات تو پردے کا کام کرتی ہے۔ کسی کو تصور بھی
نہیں ہو سکتا کہ چیف ماسٹر ڈیپ سی کا انچارج ہو سکتا ہے۔ پھر یہ
لوگ چونکہ بذات خود بدمعاش ہیں اس لئے ان کے رابطے بھی تمام
بدمعاشوں سے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ زیادہ آسانی سے اپنا سرکاری
کام اس آڑ میں کر لیتے ہیں"....... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"....... عمران نے جواب دیا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہمیں اس چیف ماسٹر کو کور کرنا ہوگا تاکہ اس سے ڈیپ سی کے آدمیوں کو اپنی نگرانی سے ہٹایا جاسکے"...... عمران نے کہا۔

"یہ کام آپ میرے سپرد کر دیں ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"میں جوزف اور تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ جبکہ ٹائیگر اس دوران وہاں ایسے کسی آدمی کو ٹریس کرے گا جس سے داجل اور راتھ جزیروں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں یہ کام آسانی سے کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہاں سے ہر گھنٹے بعد شٹل فلائٹ لوپاک جاتی ہے۔ تم ہوٹل چھوڑ کر پہلی فلائٹ سے چلے جاؤ۔ ہم اگلی فلائٹ پر وہاں پہنچیں گے۔ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر تمہارے پاس ہے۔ اس سے رابطہ ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ماسٹر، آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہم بھی پہلی فلائٹ سے جا کر اس چیف ماسٹر نمٹ لیتے ہیں۔ آپ اطمینان سے وہاں آجائیں"...... جوانا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم ہاتھ پیروں کو حرکت دینے کے لئے بے چین ہو رہے ہو لیکن یہ عام مشن نہیں ہے۔ انتہائی اہم اور نازک

مشن ہے۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا ہے۔ تم دونوں اپنے کمروں میں جاؤ اور کچھ دیر آرام کرو"...... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جوزف بھی اٹھا اور پھر وہ دونوں مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے لوپاک کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریڈ ڈراگون کے چیف مینجر کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریڈ ڈراگون"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لارڈ البرٹ بول رہا ہوں ولنگٹن سے۔ چیف ماسٹر سے بات کراؤ"...... عمران نے لہجہ بدل کر قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"چیف ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک سخت اور سرد آواز سنائی دی۔

"ولنگٹن سے لارڈ البرٹ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ انتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ لوپاک پہنچ رہے ہیں اور آپ کو ان کی چیکنگ پر بطور انچارج ڈیپ سی لگایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کی اطلاع درست ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح سخت اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اس لئے اگر آپ چاہیں تو لوپاک میں بلیک ایجنسی کے انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ آپ کی مدد کریں"...... عمران نے کہا۔

"سوری لارڈ۔ ہمیں یہاں کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے داجل جزیرے پر جانا ہے اور ہم نے بندرگاہ کے اردگرد باقاعدہ ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اس لئے یہ لوگ کسی صورت بچ کر نہیں جا سکتے"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال آپ محتاط رہیں"...... عمران نے کہا اور پھر

رسیور رکھ دیا۔ وہ دراصل ولسن کی اس اطلاع کو کنفرم کرنا چاہتا تھا اور اب وہ کنفرم ہو گیا تھا کہ ولسن کی اطلاع درست ہے اور یہ بھی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں نے چیکنگ کا کیا طریقہ اپنا رکھا ہے۔ اب وہ آسانی سے انہیں کور کر سکتا تھا۔ ویسے اول تو اسے یقین نہ تھا کہ چیف ماسٹر لارڈ البرٹ کی کال کی تصدیق کرائے گا لیکن اگر ایسا ہوا بھی سہی تب بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ لارڈ البرٹ واقعی ان دنوں بلیک ایجنسی کا چیف تھا۔

ٹائیگر لوپاک بندرگاہ پر ایک ہوٹل ریڈ روز میں داخل ہوا۔ یہاں ماہی گیروں کی بھرمار تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ ہوٹل بندرگاہ پر کام کرنے والے ماہی گیروں کا پسندیدہ ہوٹل ہے۔ ہال کافی بڑا تھا اور وہاں ہر طرف مرد اور عورتیں بھری ہوئی تھیں۔ سستی شراب کی تیز بو اور سستے نشہ جسے یہاں مارجوفین کہا جاتا تھا کے غلیظ دھوئیں نے پورے ہال کو گھیر رکھا تھا۔ ٹائیگر کچھ دیر تک کھڑا ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے آدمی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ بوڑھا اپنی میز پر اکیلا بیٹھا تھا اور مارجوفین پینے میں مصروف تھا اور سستی شراب کی دو خالی بوتلیں اور ایک بھری ہوئی بوتل اس کے سامنے موجود تھی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا تو بوڑھا چونک پڑا۔

"ہاں بیٹھو۔ اجنبی دکھائی دیتے ہو"...... بوڑھے نے کہا۔

"ہاں، میں ولنگٹن سے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور بوڑھے کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کسی خاص چکر میں ہو"...... بوڑھے نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ خاص ہی سمجھ لو۔ میری پارٹی داجل اور راتھ جزیروں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اور میں نے اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں"...... ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ گڈ۔ ویری گڈ۔ مجھے تو واقعی اس کی بے حد ضرورت تھی"...... بوڑھے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے نوٹ کو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔

"سنو، دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہاری یہ بوڑھی ہڈیاں آسانی سے توڑی جا سکتی ہیں"...... ٹائیگر کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"ایسا نہیں ہوگا ینگ مین۔ اولڈ سمتھ نے دنیا دیکھی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو لوگ بھاری رقوم دیتے ہیں وہ اور بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ میں تو وہاں کبھی نہیں گیا البتہ میں تمہیں ایک ایسے آدمی کی ٹپ دے سکتا ہوں جو وہاں نہ صرف جاتا رہتا ہے بلکہ وہاں کے سردار کا خاص مہمان بن کر رہتا ہے۔ اب چونکہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے۔ اس لئے اب وہ صرف اپنے کمرے تک ہی محدود رہتا ہے اور جس طرح مجھے رقم کی ضرورت ہے اسی طرح اسے بھی بھاری رقم کی ضرورت

ہے۔ وہ تمہیں وہاں کے ایک ایک ٹکڑے، ایک ایک درخت کی تفصیل بتا سکتا ہے"...... بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون ہے وہ اور کہاں رہتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس کا نام فرانک ہے۔ اس کی پوری زندگی سمندر میں گزری ہے اور ایک بار جب اس کے دشمن اسے ہلاک کرنے کے درپے ہوگئے تو فرانک جزیرہ داجل میں جا کر چھپ گیا۔ گو سنا ہے کہ وہاں نیم وحشی قبیلہ آباد ہے جو کسی اجنبی کو وہاں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رہنے دیتے لیکن فرانک نے اس قبیلے کے سربراہ کو اپنا دوست بنا لیا اور پھر وہ چھ سال تک وہاں چھپا رہا۔ جب اس کے دشمن خود ہی ختم ہوگئے تو وہ واپس آگیا لیکن اب وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ اس لئے اسے رقم کی بھی ضرورت ہے۔ وہ ہوٹل گارنیز کے کمرہ نمبر بارہ میں مستقل طور پر رہتا ہے۔ یہ ہوٹل اس کے ایک رشتہ دار کا ہے۔ اس نے اس پر رحم کھا کر اسے وہاں رکھا ہوا ہے"...... بوڑھے سمتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم خود کہاں رہتے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا تو سمتھ نے اسے ایک پتہ بتا دیا۔

"او کے، اگر تمہاری بات سچ ہوئی تو ایسا ہی ایک اور نوٹ ملے گا اور اگر تم نے بلف کیا ہے تو پھر اس کے نتائج بھی تمہیں بھگتنا ہوں گے"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ اس ہوٹل سے باہر آگیا۔ ہوٹل گارنیز وہاں سے قریب ہی تھا۔ اس لئے

ٹائیگر جلد ہی وہاں پہنچ گیا۔ کمرے دوسری منزل پر تھے۔ اس لئے ٹائیگر سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوسری منزل پر پہنچا اور اس نے کمرہ نمبر بارہ کے بند دروازے پر دستک دی تو دروازہ جو اندر سے بند نہ تھا تھوڑا سا کھل گیا۔

"کون ہے"...... ایک لرزتی ہوئی بوڑھی سی بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

"میرا نام مارشل ہے اور میں نے آپ سے ملنا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"آ جاؤ اندر۔ دروازہ کھلا ہے"...... اندر سے کہا گیا تو ٹائیگر نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو اس نے ایک بے حد بوڑھے آدمی کو بیڈ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کی ٹانگوں پر چادر پڑی ہوئی تھی۔

"میں معذور ہوں۔ اس لئے تمہارے استقبال کے لئے اٹھ نہیں سکتا۔ مجھے معاف کر دینا"...... بوڑھے فرانک نے کہا۔

"کوئی بات نہیں اولڈ فرانک۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اس نے مڑ کر نہ صرف دروازہ اندر سے بند کر دیا بلکہ اسے لاک بھی کر دیا۔

"تم کون ہو۔ اجنبی لگتے ہو"...... فرانک نے کہا۔

"ہاں، میرا نام مارشل ہے اور میں ولنگٹن سے آیا ہوں۔ میری ایک پارٹی نے مجھے ٹاسک دیا ہے کہ میں لوپاک کے قریب جزیرے داجل اور راتھ کے بارے میں انہیں تفصیلی رپورٹ دوں تاکہ وہ

انہیں حکومت سے خریدنے کے لئے بات چیت کر سکیں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑی مالیت کے دو نوٹ نکال کر بوڑھے فرانک کے لرزتے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"اوہ، اوہ یہ کیا ہے۔ یہ تو بڑی رقم ہے"...... بوڑھے فرانک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا کانپتا ہوا ہاتھ پہلے سے زیادہ زور سے ہلنے لگ گیا تھا۔

"یہ کم ہیں۔ اتنے ہی اور ملیں گے۔ اگر آپ مجھے جزیروں کے بارے میں تفصیل بتا دیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں گذشتہ چند سالوں سے وہاں نہیں گیا البتہ پہلے کے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا سکتا ہوں"...... فرانک نے کہا۔ اس نے نوٹ جیب میں ڈال لئے تھے اور اس کی آنکھوں میں اب تیز چمک آ گئی تھی۔

"آپ وہی کچھ بتا دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو فرانک نے جزیرے کے لوپاک بندرگاہ سے فاصلے سے لے کر وہاں کے بارے میں تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ وہاں ایک نیم وحشی قبیلہ رہتا ہے۔ جس کا نام پاساڈینا ہے۔ یہ اس معنی میں نیم وحشی ہے کہ جدید دور کا کوئی انداز انہوں نے نہیں اپنایا۔ بس وہ آدم خور نہیں ہے لیکن وہ کسی اجنبی کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کرتے۔ اسے فوری ہلاک کر دیتے ہیں اور اس کی لاش درخت سے باندھ دیتے ہیں"۔ فرانک نے کہا۔

"ان کی تعداد کتنی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ پانچ سو سے زائد ہیں۔ ان میں آدھی عورتیں ہیں"۔ بوڑھے فرانک نے جواب دیا۔

"کیا وہ لباس پہنتے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں، وہ لباس بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جدید اسلحہ بھی ہے لیکن بس اسلحے کی حد تک۔ ورنہ ان کا رہنا سہنا اور انداز سب قدیم دور کا ہے"...... فرانک نے جواب دیا۔

"آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ وہاں چھ سال تک رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں، میں اپنی جان کے خوف سے وہاں گیا تو ان کا بوڑھا سردار ان دنوں بیمار تھا۔ میں نے بھی اپنی زندگی میں جڑی بوٹیوں سے علاج کا تجربہ کیا ہوا تھا۔ میں نے اس بوڑھے سردار کا علاج کرنے کا کہہ دیا اور پھر وہیں کی جڑی بوٹیوں سے میں نے اس کا علاج کیا اور میری خوش قسمتی کہ وہ سردار صحت یاب ہو گیا جس پر اس نے مجھے اپنا بھائی قرار دے دیا اور اب قبیلے کے افراد مجھے ہلاک نہ کر سکتے تھے۔ میں وہاں چھ سال تک ان کا مہمان بن کر رہا"...... فرانک نے جواب دیا۔

"کیا اب بھی وہ سردار آپ کا بھائی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں، وہ بوڑھا سردار اس وقت فوت ہو گیا تھا جب میں واپس آ رہا تھا۔ اب اس کا بیٹا تاگوئی سردار ہو گا اور وہ انتہائی سخت مزاج اور ظالم آدمی ہے"...... فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسلحہ انہیں کس نے دیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے سردار سے پوچھا تھا تو اس نے بتایا کہ دو اجنبی ایک لانچ میں وہاں آئے تھے۔ ہم نے انہیں ہلاک کرنا چاہا تو انہوں نے ہمارے دو آدمی اس اسلحے سے ہلاک کر دیئے۔ ہم خوفزدہ ہو گئے۔ پھر ہم نے انہیں امان دے دی۔ انہیں اپنا بھائی بنا لیا۔ انہوں نے ہمیں اس اسلحے کو چلانا سکھایا اور نشانہ بازی کی مشق کرائی۔ ان کے پاس لانچ میں بہت سا اسلحہ تھا۔ وہ اسلحہ انہوں نے ہمیں دے دیا۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ تب سے ہم یہ اسلحہ چلاتے ہیں لیکن اس وقت جب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔ ورنہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں پڑتی"۔ فرانک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنا ہے وہاں کسی مافیا نے قبضہ کر رکھا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے تو نہیں سنا۔ ہو سکتا ہے کر لیا ہو۔ لیکن اس جزیرے پر گھنا اور انتہائی خطرناک جنگل ہے اور وہاں کا سارا علاقہ دلدلی ہے۔ خوفناک چھوٹی بڑی دلدلیں ہر جگہ موجود ہیں اور ان پر جھاڑیاں ہیں۔ اس لئے پتہ بھی نہیں چلتا اور انسان دلدل میں گر کر غرق ہو جاتا ہے۔ صرف پاساڈینا قبیلے کے لوگ ان سے واقف ہیں۔ بارشیں بھی وہاں بے پناہ ہوتی ہیں البتہ جزیرے کے درمیان ایک قدرتی پہاڑی ہے اور شمال مغربی طرف ہموار میدان ہے۔ جس میں قبیلے والوں نے جھونپڑیاں بنائی ہوئی ہیں"...... فرانک نے کہا اور پھر ٹائیگر نے بہت

سے سوالات کر کے اس سے اپنے مطلب کی تمام تفصیل معلوم کر لی تو اس نے دو اور بڑے نوٹ نکال کر بوڑھے کے ہاتھ میں دیئے اور اس کا شکریہ ادا کر کے وہ اٹھ کر مڑا اور دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ پھر وہ سیڑھیاں اترتا ہوا جیسے ہی نیچے ہال میں پہنچا۔ اچانک وہاں کاؤنٹر کے قریب کھڑے دو لمبے تڑنگے آدمیوں نے چونک کر اسے دیکھا اور وہ اس کے پیچھے گیٹ کی طرف چل پڑے۔ ان دونوں کے ہاتھ ان کی جیبوں میں تھے۔

"ایک لمحے میں گولی مار دیں گے۔ سامنے سیاہ کار میں بیٹھو"۔ ان دونوں نے ٹائیگر کے دائیں بائیں آتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کہاں لے جانا چاہتے ہو مجھے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ ورنہ......" ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا کار کے اندر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی پہلے سے موجود تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"چلو اب تو کچھ بتاؤ کہ کون ہو تم اور کہاں لے جا رہے ہو مجھے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔ منزل پر پہنچ کر تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا"...... ان میں سے ایک نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر

اس طرح سر ہلا کر خاموش ہو گیا جیسے بچے استاد کا کہا مان لیتے ہیں۔ ویسے وہ سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق لازماً ڈیپ سی سے ہی ہو گا۔ انہیں کسی طرح یہ اطلاع مل گئی ہو گی کہ وہ داجل جزیرے کے بارے میں پوچھتا پھر رہا ہے لیکن جس طرح وہ اسے دیکھ کر چونکے تھے اور فوری اس کے پیچھے آئے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں باقاعدہ اس کا حلیہ بتایا گیا ہے اور پھر ان کا گارہ بز ہوٹل پہنچنا بتا رہا تھا کہ یہ کام ریڈ روز ہوٹل میں موجود اولڈ سمتھ کا ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اگر اولڈ سمتھ نے بتایا ہوتا تو وہ فوری بتا دیتا۔ اس نے اتنی دیر کیوں لگائی کہ اس دوران وہ نہ صرف فرانک سے مل بھی لیا بلکہ اس کے ساتھ وہ کافی دیر تک رہا بھی۔ یہ سب خیالات اس کے ذہن میں آ رہے تھے کہ کار یکلخت ایک جھٹکے سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر عمارت پر لگے ہوئے ریڈ ڈراگون کلب کا بورڈ پڑھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ کار کو عمارت کی بائیں طرف لے جا کر روک دیا گیا اور پھر وہ دونوں ٹائیگر کو ساتھ لے کر ایک برآمدے سے ہوتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں دو اور مسلح افراد بھی موجود تھے۔ انہوں نے وہاں ٹائیگر کی بڑی تفصیلی تلاشی لی اور اس کی جیب میں موجود زیرو فائیو ٹرانسمیٹر اور مشین پسٹل نکال لیا۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو"...... ان میں سے ایک نے کہا تو ٹائیگر کو سامنے دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بٹھا دیا

گیا اور جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد فولادی کڑے آ گئے۔

"اس کا خیال رکھنا، میں ابھی آ رہا ہوں"...... اس آدمی نے جس نے اسے کرسی پر بٹھانے کا کہا تھا، کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے ہی ایک اور آدمی بھی باہر چلا گیا اور اب کمرے میں صرف دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جو اسے ہوٹل سے لے آیا تھا اور دوسرا وہ جو پہلے سے وہاں موجود تھا۔ ٹائیگر نے کرسی کے راڈز نمودار ہوتے ہی سمجھ لیا تھا کہ کرسی سادہ انداز کی ہے اور اس کے راڈز کھولنے کے لئے عقبی طرف بٹن ہے۔ کرسی پر جب بھی وزن پڑتا تو راڈز نمودار ہو جاتے تھے اور پھر بٹن پریس کر کے انہیں کھولا جا سکتا تھا۔ اس نے اپنی ٹانگ کو اس انداز میں موڑا کہ جیسے ٹانگ تھک گئی ہو اور وہ اسے حرکت دے رہا ہو۔ دوسری ٹانگ کو اس نے ساتھ ہی موڑ دیا تھا تاکہ سامنے موجود دونوں افراد کو شک نہ پڑے اور چند لمحوں بعد جب اس نے کرسی کے عقب پائے میں موجود بٹن کو چیک کر لیا تو اس نے ٹانگ کو واپس سامنے کی طرف کر دیا۔ اب وہ جب چاہتا، چند سیکنڈز میں ٹانگ موڑ کر راڈز کھول سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا سخت چہرے والا آدمی اندر داخل ہوا تو وہاں موجود سب افراد یکلخت الرٹ ہو گئے اور پھر ایک آدمی نے جلدی سے ایک کرسی اٹھا کر اس کے پیچھے رکھ دی اور آنے والا بڑے فاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر

سوچ رہا تھا کہ کیا یہ ریڈ ڈراگون کا چیف ماسٹر ہے یا اس کا کوئی اسسٹنٹ ہے۔

"تم پاکیشیائی ہو"...... آنے والے نے کرخت اور قدرے جھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں ایکریمین ہوں۔ میں تمہیں کس طرف سے پاکیشیائی نظر آ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا میک اپ واش کرو تاکہ اس کی اکڑ ختم ہو"...... اس آدمی نے اپنے آدمی سے کہا۔

"باس، آپ حکم دیں۔ یہ ابھی چند لمحوں میں اصل بات بک دے گا"...... ایک آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور میں اسے فوری طور پر ضائع نہیں کرنا چاہتا"...... باس نے سخت لہجے میں کہا تو وہی آدمی جس نے بات کی تھی تیزی سے مڑا اور کمرے کے کونے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود ایک جدید میک اپ واشر نکالا اور الماری کی سائیڈ پر موجود ایک ٹرالی پر رکھ کر وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا ٹائیگر کے قریب لے آیا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس نے سپیشل میک اپ کیا ہوا ہے اس لئے یہ واشر اس کا میک اپ کسی صورت واش نہ کر سکے گا۔ اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب واشر ہٹایا گیا تو سامنے موجود افراد کے چہروں پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ

کر ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا سپیشل میک اپ واش نہیں ہوا۔

"تو تم واقعی ایکریمین ہو"...... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں، میرا نام مارشل ہے اور میں ولنگٹن سے آیا ہوں"۔ ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے اولڈ سمتھ سے فرانک کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور اسے بھاری رقم دی تھی"...... باس نے کہا۔

"ہاں، کیا سمتھ نے تمہیں اس بارے میں اطلاع دی ہے"۔ ٹائیگر نے اپنے ذہن میں ابھر آنے والے خدشے کے تحت پوچھا۔

"نہیں، اس کے پاس بھاری دولت ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن اس نے بڑا بھاری جوا کھیلا تو اس سے اس دولت کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے تمہارے بارے میں بتایا۔ جس پر ہم سمجھ گئے کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں لانے کے لئے آدمی بھیجے گئے"...... اس بار باس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"پاکیشیائیوں سے تمہیں کیا خطرہ ہے"...... ٹائیگر نے اپنے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم داجل جزیرے کے بارے میں کیوں پوچھتے پھر رہے ہو"...... باس نے کہا۔

"میرا تعلق بلیک ہارڈ سینڈیکیٹ سے ہے۔ بلیک ہارڈ یہ دونوں جزیرے حکومت سے خریدنا چاہتی ہے۔ اس لئے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے

تاکہ میں معلوم کروں کہ ان جزیروں کی کیا پوزیشن ہے اور یہ ان کے کام کے ہیں یا نہیں۔ میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا جو وہاں رہا ہو۔ تاکہ اس سے تفصیلی معلومات حاصل کر کے خود جزیروں پر جاؤں اور پھر سینڈیکیٹ کو تفصیلی رپورٹ دوں"۔ ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ، پھر تو تم پر غلط ہاتھ ڈالا گیا ہے۔ تم ہمارے کام کے آدمی نہیں ہو اور تمہیں ہم زندہ بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے تمہیں بہرحال مرنا ہوگا"...... باس نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ایک منٹ رک جاؤ۔ میری بات سنو"...... ٹائیگر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ تیزی سے مڑ کر کرسی کے عقبی پائے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

" سوری مسٹر مارشل۔ البتہ تمہیں پانچ منٹ دے رہا ہوں۔ تم مرنے سے پہلے جو عبادت کرنا چاہو کر لو اور یہ بھی اس لئے کہ تم بے گناہ مارے جا رہے ہو"...... اس باس نے گردن موڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اتنی مہربانی کر رہے ہو تو اپنا نام بھی بتا دو تاکہ میں مرنے سے پہلے تمہارا شکریہ ادا کر سکوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" میرا نام مارکوئیس ہے"...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گیا۔

" میرے جانے کے پانچ منٹ بعد اسے گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دینا"...... مارکوئیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی آنے والے دو افراد بھی چلے گئے۔ اب کمرے میں صرف وہی دو آدمی رہ گئے تھے جو ٹائیگر کے یہاں آنے سے پہلے موجود تھے۔

" کیا یہ مارکوئیس چیف ماسٹر ہے"...... ٹائیگر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

" تم کیسے جانتے ہو چیف ماسٹر کو"...... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" میرا تعلق سینڈیکیٹ سے ہے۔ کیا تم بھول گئے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اچھا، ٹھیک ہے۔ بہرحال مارکوئیس چیف ماسٹر کا نمبر ٹو ہے۔ چیف ماسٹر تو صرف احکامات دیتا ہے۔ اصل کام مارکوئیس ہی کرتا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

" کیا وہ بھی یہاں ریڈ ڈراگون میں بیٹھتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" نہیں، اس کا آفس الگ ہے اور اب خاموش ہو جاؤ اور جس کام کے لئے باس نے تمہیں مہلت دی ہے وہ کر لو"...... اس آدمی نے کہا۔

" تمہار کیا نام ہے اور اپنے ساتھی کا نام بھی بتا دو"...... ٹائیگر نے

کہا۔

"خاموش رہو"...... اس آدمی نے اس بار جھڑکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔

"بس تین منٹ باقی رہ گئے ہیں"...... اس آدمی نے سر اٹھا کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا، میرا خیال تھا کہ دو منٹ رہ گئے ہوں گے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سامنے کھڑے وہ دونوں اس طرح حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اس آدمی کی سمجھ نہ آ رہی ہو۔ جو یقینی موت کے سامنے اس انداز میں بات کر رہا تھا اور اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا اور ابھی ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے کہ یکلخت کھٹک کی آواز کسی بم کے دھماکے کی طرح گونجی اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں اس آواز کے بارے میں کچھ سمجھتے۔ ٹائیگر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ان کی طرف آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی بے اختیار چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں چونکہ ساتھ ساتھ کھڑے تھے اس لئے ٹائیگر کے دونوں ہاتھوں نے ان کے سینوں پر زوردار ضربیں لگا کر انہیں پشت کے بل اچھال دیا تھا جبکہ ٹائیگر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے ٹائیگر نے ایک زوردار جمپ لگایا اور کونے کی میز پر پڑے ہوئے اپنے مشین پسٹل کو اس نے جھپٹ لیا۔ اسی لمحے اس نے یکلخت چھلانگ لگائی اور گولیاں عین اس جگہ پڑیں جہاں پلک جھپکنے سے پہلے

ٹائیگر موجود تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے جیب سے مشین پسٹل نہ صرف نکال لیا تھا بلکہ ٹائیگر پر فائر بھی کھول دیا تھا لیکن ٹائیگر تو پارہ بنا ہوا تھا۔ اس لئے نہ صرف وہ بچ گیا بلکہ اس نے دوسری جگہ قدم ٹکرانے سے پہلے ہی جوابی فائر کھول دیا اور دوسرا آدمی جو نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل نظر آنے لگا تھا۔ گولیاں کھا کر چیختا ہوا پہلے آدمی پر گرا جو ایک بار پھر ہاتھ گھما کر ٹائیگر پر فائر کرنا چاہتا تھا لیکن دوسرے آدمی کے اچانک گرنے سے اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ذرا فاصلے پر جا گرا۔ یہ سب کچھ واقعی پلک جھپکنے کے عرصے سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ پہلے آدمی نے تڑپ کر اپنے اوپر گرنے والے دوسرے آدمی کو ایک طرف اچھالا ہی تھا کہ ٹائیگر کے مشین پسٹل سے ایک بار پھر فائر ہوا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا پہلا آدمی چیختا ہوا نیچے گرا۔ گولیاں اس کے سینے پر پڑی تھیں اور پھر چند لمحے بری طرح تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جبکہ دوسرا آدمی پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ ٹائیگر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس لئے اس نے بے دریغ فائرنگ کر دی تھی۔ ویسے اسے ایک بار تو یہ سوچ کر ہی جھرجھری سی آ گئی تھی کہ وہ بھی فائرنگ کی زد میں آنے سے بس بال بال ہی بچا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا اپنا زیرو فائیو ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے لئے یہاں سے نکلنا مسئلہ

تھا۔ اس کی اصل کوشش تو یہی تھی کہ ان میں سے ایک آدمی کو زندہ رکھ کر وہ کرسی پر جکڑ کر اس سے اس جگہ کے بارے میں معلوم کرے جہاں مارکوئیس بیٹھتا تھا کیونکہ اسے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ چیف ماسٹر کی بجائے اگر مارکوئیس کو فوری طور پر کور کر لیا جائے تو ڈیپ سی کے آدمیوں کو زیادہ موثر طور پر پاکیشیائیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے روکا جا سکتا تھا۔ لیکن یہاں حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ اسے فوری دونوں کا خاتمہ کرنا پڑا۔ ورنہ اس کی اپنی زندگی کو بھی یقینی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ باہر جانا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا کیونکہ اسے جب یہاں لایا گیا تھا تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور یہ انتہائی شارٹ کٹ تھا۔ وہ دراصل فوری طور پر مارکوئیس کو کور کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال یہاں سے باہر جا کر ہی وہ کچھ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے مشین پسٹل اور زیرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے سے ملحقہ دوسرا کمرہ خالی تھا۔ اس کا دروازہ کھول کر وہ باہر برآمدے میں آ گیا اور پھر برآمدے سے وہ ریڈ ڈراگون کلب کی عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اس دوران اس سے کوئی آدمی بھی نہ ٹکرایا تھا۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر پہنچ گیا۔ اس نے خالی ٹیکسی روکی اور اسے مین مارکیٹ چلنے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین مارکیٹ پہنچ چکا تھا۔ وہاں سے اس نے اپنے ناپ کا نیا لباس خریدا اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے اس نے میک اپ ریڈی میڈ باکس بھی خرید

لیا۔ یہ ریڈی میڈ میک اپ باکسز تھیٹروں میں کام کرنے والوں کے لئے بنائے جاتے تھے تاکہ وہ جلد از جلد مختلف بہروپ بھر کر کام کر سکیں۔ میک اپ باکس اور لباس خرید کر وہ ایک قریبی ریسٹوران میں گیا اور اس کے واش روم میں جا کر اس نے نہ صرف لباس تبدیل کیا بلکہ چہرے اور گردن پر ریڈی میک اپ چڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے مخصوص انداز میں تھپتھپا کر اس نے اسے اچھی طرح ایڈجسٹ کیا۔ پھر پرانے لباس کی جیبوں سے سارا سامان اور ریڈی میڈ میک اپ باکس بھی اس نے نئے لباس میں منتقل کیا۔ پرانا لباس شاپر میں ڈال کر وہ جب واش روم سے باہر آیا تو وہ یکسر مختلف آدمی بن چکا تھا۔ ریسٹوران سے باہر آ کر وہ اس کے عقبی طرف چلا گیا۔ اب اس نے سوچا کہ وہ باس عمران کو اب تک کی رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ عمران نے اگر مارکوئیس کے بارے میں پوچھا تو وہ جواب نہ دے سکے گا۔ اس لئے یہ رپورٹ ادھوری رہتی اور عمران کو ادھوری رپورٹ سے سخت چڑ تھی۔ اس لئے ٹائیگر نے مارکوئیس کو تلاش کرنے کے بعد رپورٹ دینے کا فیصلہ کیا اور پھر زیرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اس ریسٹوران کی عقبی طرف سے باہر سڑک پر آیا اور وہاں ایک خالی ٹیکسی اسے نظر آ گئی۔

"ریڈ ڈراگون چلو"...... ٹائیگر نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے اسے ایک لمحے کے لئے حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر کاندھے اچکاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"تم کچھ کہنا چاہتے تھے"...... ٹائیگر نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ شکل وصورت سے کوئی تاجر لگتے ہیں۔ ریڈ ڈراگون میں تو آپ لٹ جائیں گے۔ وہ لوپاک کی سب سے خطرناک جگہ ہے"۔ ڈرائیور نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ، مجھے تو مارکوئیس سے ملنا تھا جو چیف ماسٹر کا اسسٹنٹ ہے۔ سنا ہے کہ وہ ریڈ ڈراگون میں ہی بیٹھتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ آپ کو جس نے یہ بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ مارکوئیس تو بلیک اسٹف کلب کا انچارج ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، پھر تم مجھے وہیں لے چلو۔ تمہارا شکریہ"...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دومنزلہ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے ذرا آگے رک گئی۔

"اندر ٹیکسی نہیں جا سکتی جناب۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ یہاں کا ماحول بھی ریڈ ڈراگون سے مختلف نہیں ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں نے صرف چند پیغامات پہنچانے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کرایہ کے علاوہ اسے بھاری رقم ٹپ کے طور پر بھی دے دی تو ڈرائیور کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام

کیا اور ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا اور ٹائیگر مڑ کر کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر داخل ہوا تو وہاں آنے جانے والے افراد کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ کلب بھی جرائم پیشہ افراد کی آماجگاہ ہے۔ لیکن ٹائیگر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا جبکہ سروس دینے والی دو نیم عریاں لباس پہنے مقامی لڑکیاں تھیں جن کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ ایسے ماحول کی عادی ہیں۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر بدمعاشوں کے مخصوص جھٹکے دار لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

"ماسٹر مارکوئیس سے کہو کہ سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کا چیف آیا ہے۔ ایک خاص پیغام دینا ہے اسے"...... ٹائیگر کو چونکہ ان کی فطرت کا بخوبی اندازہ تھا اس لئے اس نے اپنا انداز ان کی نفسیات کے مطابق ہی رکھا تھا۔

"سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو"...... اس آدمی کے چہرے پر قدرے مرعوبیت کے تاثرات نمودار ہوئے۔

"تم کچھ نہیں جانتے سمجھے۔ تمہارا ماسٹر سب جانتا ہے۔ بات کرو اس سے"...... ٹائیگر نے اور زیادہ اکڑے ہوئے لہجے میں کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگر دو بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے ستانزا بول رہا ہوں باس۔ ایک آدمی یہاں آیا ہے۔"

اس کا نام جیکب ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کا آدمی ہے اور آپ کو کوئی خصوصی پیغام پہنچانا چاہتا ہے"...... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اوکے باس"...... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"دوسری منزل کے آخر میں باس کا آفس ہے۔ چلے جاؤ"...... کاؤنٹر مین نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر موجود تھا لیکن وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے۔

"آپ کی جیب میں اسلحہ ہو تو وہ ہمیں دے جائیں۔ واپسی پر مل جائے گا"...... ان میں سے ایک آدمی نے بڑے مہذب لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

"شکریہ سر۔ اب آپ جا سکتے ہیں"...... اس آدمی نے مشین پسٹل لے کر کونے میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے وہی مارکوئیس بیٹھا تھا جس نے اس کی ہلاکت کا حکم دیا تھا۔

"میرا نام جیکب ہے اور میرا تعلق بلیک شیڈو سے ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔ چونکہ مارکوئیس اس کی آمد پر اٹھا بھی نہ تھا اس لئے ٹائیگر نے

بھی مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تھا۔

"کیا پیغام ہے"...... ماسٹر مارکوئیس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا کہ تم ڈی سی کے آدمیوں کو الرٹ کر دو کیونکہ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لوپاک پہنچ چکے ہیں"...... ٹائیگر نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"یہ بات تو وہ فون پر بھی کر سکتے تھے اور یہ بات انہیں میری بجائے چیف ماسٹر سے کہنی چاہئے تھی۔ مجھے تو وہ جانتے ہی نہیں"۔ مارکوئیس نے کہا۔

"چیف سرکاری ایجنسی کے چیف ہیں سمجھے۔ اس لئے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ عملی انچارج تم ہو چیف ماسٹر نہیں اور پھر انتہائی خطرناک ایجنٹوں کی موجودگی میں فون پر بات نہیں کی جا سکتی"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو مارکوئیس بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں یہاں کا پتہ کس نے بتایا ہے"...... مارکوئیس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ٹیکسی ڈرائیور نے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ نیا لباس تبدیل کر کے اور ریڈی میڈ میک اپ کر کے تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں پہچان نہیں سکوں گا"...... مارکوئیس نے یکلخت دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی ردعمل ظاہر کرتا، چٹک کی آواز کے ساتھ ہی

چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی اس پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی
اس کا ذہن جیسے تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ البتہ ذہن کے
تاریک ہونے سے پہلے آخری احساس ٹائیگر کے ذہن میں یہی ابھرا تھا
کہ باوجود اپنی مہارت کے وہ مار کوئیس جیسے عام سے آدمی سے مار کھا
گیا ہے۔

ٹیکسی ریڈ ڈراگون کلب سے کچھ فاصلے پر رک گئی۔
" جناب۔ ٹیکسیوں کو کلب کے اندر یا قریب لے جانے سے منع
کیا گیا ہے۔ اگر خلاف ورزی کی جائے تو ٹیکسی تباہ کر دی جاتی ہے "۔
ڈرائیور نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔
" کوئی بات نہیں۔ ہم یہیں اتر جاتے ہیں "...... عمران نے کہا اور
ٹیکسی سے نیچے اتر گیا۔ عقبی سیٹ سے جوزف اور جوانا بھی نیچے اتر
آئے۔ جوزف نے ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی۔ عمران ایکریمین
میک اپ میں تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنے اصل چہروں میں
ہی تھے۔ ان دونوں نے گہرے نیلے رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے
جبکہ عمران نے ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔
" ماسٹر آپ صرف تماشہ دیکھیں گے "...... جوانا نے ٹیکسی کے
آگے بڑھتے ہی کہا۔

"یعنی میرا کام صرف تالیاں بجانا ہوگا لیکن تالی تو سنا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم اور جوزف مل کر تالیاں بجاؤ"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

"خاموش رہو جوانا۔ زیادہ بے تاب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے موقع ہوگا ویسے ہی کیا جائے گا"...... جوزف نے منہ بنا کر جوانا سے کہا۔

"واہ، جوزف کو تو تعلیم بالغاں کے سکول کا ہیڈ ماسٹر ہونا چاہئے" عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا جبکہ جوزف خاموش رہا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئے تو واقعی وہ ایک نئی دنیا میں آ گئے تھے۔ کلب میں آنے اور جانے والے تمام مرد اور عورتیں اپنے انداز اور لباسوں سے جرائم پیشہ ہی دکھائی دے رہے تھے۔ جبکہ عمران، جوزف اور جوانا تینوں ان سب میں منفرد نظر آ رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عورتیں بڑی پسندیدہ نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھیں۔ خاص طور سے آگے جاتا ہوا عمران تو ان کی نظروں کا مرکز تھا۔

"میرا نام سوئی ہے۔ مجھ سے دوستی کرو گے۔ خوش کر دوں گی"۔ اچانک ایک عورت نے آگے بڑھ کر بڑے لاڈ بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چیف ماسٹر سے پوچھنا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ عورت اس طرح بدکی جیسے عمران نے چیف

ماسٹر کا نام نہ لیا بلکہ اسے کوڑا مار دیا ہو۔

"اوہ، اوہ اچھا"...... اس عورت نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اتنی تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گئی جیسے اس کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔ عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں دھوئیں کے ساتھ ساتھ سستی شراب کی تیز بو ہر طرف چھائی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتوں اور مردوں کے بے ہنگم قہقہے بھی سنائی دے رہے تھے۔ چند لمحوں تک گیٹ پر رکنے کے بعد انہیں ہال کا ماحول پوری طرح نظر آیا اور وہ بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ کاؤنٹر پر چار لحیم شحیم آدمی موجود تھے جن میں سے تین سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک فون سننے میں مصروف تھا۔ عمران ایک لمحے کے لئے کاؤنٹر پر رکا، دوسرے لمحے اس نے اس آدمی کے ہاتھ سے رسیور جھپٹا اور اسے ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھ دیا۔

"پہلے ہماری بات سنو مسٹر۔ ہم تمہاری فون کال ختم ہونے کا انتظار نہیں کر سکتے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور وہ آدمی چند لمحے تو حیرت بھری نظروں سے عمران اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف اور جوانا کو دیکھتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں۔ میرا نام ساکہ ہے ساکہ۔ دو انگلیوں میں ہاتھیوں کو مسل دیتا ہوں۔ سمجھے"...... اس آدمی نے

یکلخت غصے سے کاؤنٹر پر مکا مارتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی لحیم شحیم جسم کا
مالک تھا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم نہیں ہوا تھا کہ کاؤنٹر کے بالکل
قریب کھڑے عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ
ہی ساکہ چیختا ہوا اچھل کر کاؤنٹر پر کھڑے باقی تینوں آدمیوں پر جا
گرا۔ پھر پلٹ کر کاؤنٹر کے نیچے گر گیا۔ پورا ہال تھپڑ کی زوردار آواز اور
ساکہ کے چیخنے کی وجہ سے یکلخت خاموش ہو گیا۔

"یہ، یہ تم نے کیا کیا۔ ساکہ۔ ساکہ تو انتہائی ماہر لڑاکا ہے"۔
کاؤنٹر پر موجود ایک آدمی نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا
اور اسی لمحے جیسے کوئی آتش فشاں اچانک پھٹتا ہے اور اس میں سے
ایک زوردار جھٹکے سے لاوا باہر ابلتا ہے اس طرح چیختا ہوا ساکہ اچھل
کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس
بار لحیم شحیم ساکہ چیختا ہوا ہوا میں قلابازی کھا کر کاؤنٹر کے اوپر سے اڑتا
ہوا ایک زوردار دھماکے سے خالی جگہ پر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی
خاموش کھڑے جوانا نے قدم بڑھا کر پیر اس کے سینے پر رکھ دیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو چیونٹی کی طرح مسل دوں گا"۔ جوانا
نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ساکہ نے جو اٹھنے کی
کوشش کر رہا تھا۔ جوانا کے پیر کے ایک ہی جھٹکے سے یکلخت ڈھیلا پڑ
گیا۔

"پڑے رہو"...... جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔ پورے ہال پر
موت کا سا سکوت طاری تھا۔

"چیف ماسٹر کہاں بیٹھا ہے۔ اسے کہو کہ سائبرس سے رونالڈ آیا
ہے۔ کہو اسے"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ایک
سائیڈ پر کھڑا ایک آدمی تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

"چھوڑ دو اسے۔ اب اگر اس نے کوئی غلط حرکت کی تو زندہ قبر میں
اتار دوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ چیف ماسٹر کا کوئی آدمی میرے ہاتھوں
ضائع ہو"...... عمران نے اونچی آواز میں جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے پیر پیچھے ہٹا لیا۔ لیکن ساکہ نے چند لمحوں تک کوئی
حرکت نہ کی۔ پھر اس نے اس انداز میں حرکت کرنا شروع کی جیسے
کسی فلم کا کردار سلوموشن میں حرکت کرتا ہے۔ دل پر پڑنے والے
دباؤ نے اس کے اعصاب کو جیسے منجمد کر دیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ
وہ اٹھتا سیڑھیوں پر سے اس طرح دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں جیسے
کوئی بڑا رولر سیڑھیاں اتر رہا ہو۔ دوسرے لمحے ایک دیو قامت آدمی
جس کی ایک آنکھ خراب تھی جینز اور جیکٹ پہنے نیچے پہنچا۔ اس کے
چہرے کے اعصاب غصے کی شدت سے تھرتھرا رہے تھے۔ اکلوتی آنکھ
میں سرخی جیسے تھوپ دی گئی تھی۔ اس کے پیچھے مشین گن بردار دو
قوی ہیکل آدمی تھے۔

"یہ، یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ساکہ کو کیا ہوا ہے۔ یہ نیچے گرا پڑا ہے۔
اسے گولی مار دو"...... اس آنے والے نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور پھر
اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی

حرکت کرتا ہوا ساکہ چیختا ہوا واپس گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

" تم ہو چیف ماسٹر"....... عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

" ہاں، تم کون ہو اور تم نے کیسے ساکہ کو زیر کر لیا۔ تم لگتے تو چڑیا جتنے ہو"....... اس نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" تمہیں بتایا نہیں گیا کہ ہمارا تعلق سائبرس سے ہے اور میرا نام رونالڈ ہے۔ کبھی نہیں سنا رونالڈ کا نام۔ تمہارے ایکریمیا کے ریڈ ڈاگز بھی رونالڈ کا نام سنتے ہی اپنی دمیں ٹانگوں میں دبا لیتے ہیں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ریڈ ڈاگز کا نام سن کر چیف ماسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ، اوہ تو تم ہو وہ مشہور زمانہ رونالڈ۔ اوہ، اوہ اچھا اچھا۔ تمہارے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ سانڈ بھی تم سے کترا کر نکل جاتا ہے۔ اوہ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ ویلکم رونالڈ ویلکم"....... چیف ماسٹر نے یکلخت مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا سارا غصہ یکلخت ختم ہو گیا تھا۔

" میرا ساتھی چاہتا تو ذرا سا جھٹکا دینے سے اس ساکہ کا دل پھٹ جاتا اور میں چاہتا تو کاؤنٹر کے پیچھے سے اس کے آگے گرنے کے دوران اس کی گردن ٹوٹ چکی ہوتی لیکن میں تمہارا آدمی نہیں مارنا چاہتا تھا۔ اب بھی تم نے اسے مروایا ہے"....... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" ارے، ارے۔ آؤ رونالڈ ایسے کیڑے مکوڑے تو مرتے ہی رہتے ہیں۔ آؤ"....... چیف ماسٹر نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا اور واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران، جوزف اور جوانا سمیت ایک وسیع کمرے میں موجود تھا۔ اس کمرے کو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن دیواروں پر ہر طرف نیم عریاں لڑکیوں کی بڑی بڑی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ ایک بڑی تصویر میں دو جنگلی سانڈوں کو لڑتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

" بیٹھو اور بتاؤ کیا پیو گے۔ میرے پاس تین سو سال پرانی شراب بھی ہے"....... چیف ماسٹر نے انہیں صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ سائیڈ سے گھوم کر بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کچھ نہیں۔ رونالڈ اور اس کے ساتھیوں نے شراب چھوڑ دی ہے۔ کیا تمہیں واقعی اس کی اطلاع نہیں تھی حالانکہ دنیا کے تمام براعظموں میں یہ بریکنگ نیوز کی طرح پھیل گئی تھی"....... عمران نے کہا۔

" اچھا۔ حیرت ہے ساری دنیا جانتی ہے اور مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ بہر حال بتاؤ کیسے آنا ہوا"....... چیف ماسٹر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" ہمیں معلوم ہے کہ تم یہاں ایک سرکاری ایجنسی ڈیپ سی کے

انچارج بھی ہو اور اس سلسلے میں ہم آئے ہیں"...... عمران نے کہا تو چیف ماسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ تمہارا کیا تعلق ہے کسی سرکاری ایجنسی سے"۔ چیف ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہمارا کسی سرکاری ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ لیکن جن لوگوں کو ہلاک کرنے کا ٹاسک تمہیں دیا گیا ہے یعنی پاکیشیائی ایجنٹوں کا وہ ہمارا بھی ٹارگٹ ہیں اور انہیں ہم نے ہلاک کرنا ہے، تم نے نہیں"...... عمران نے کہا۔

" پاکیشیائی ایجنٹوں سے تمہارا کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... چیف ماسٹر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

" رونالڈ سینڈیکیٹ کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے اور رونالڈ سب کچھ معاف کر سکتا ہے لیکن دھوکہ معاف نہیں کر سکتا"...... عمران نے کہا۔

" اگر تمہارا مقصد انتقام لینا ہے تو چاہے وہ ہمارے ہاتھوں ہلاک ہوں یا تمہارے ہاتھوں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

" فرق پڑتا ہے چیف ماسٹر، بہت زیادہ فرق پڑتا ہے۔ رونالڈ اپنا انتقام خود لیتا ہے سمجھے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ان کی لاشیں مل جائیں گی اور تمہیں تو دلچسپی ان کی ہلاکت سے ہی ہو گی ان سے تو نہیں۔ اس لئے تم اپنے آدمیوں کو فون کر کے منع کر دو۔ تمہارے

لوگ پیچھے ہٹ جائیں تاکہ ہم اپنا شکار کھیل سکیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سوری مسٹر رونالڈ، ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ چیف نے مجھے حکم دیا ہے اور میں نے چیف کا حکم ہر حالت میں بجا لانا ہے"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

" سوچ لو۔ میں تو اس لئے خود چل کر یہاں آیا ہوں ورنہ رونالڈ سے ملنے کے لئے تو لوگ سالوں اپنی باری کا انتظار کرتے رہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" لیکن اگر وہ تم سے مارے نہ گئے تب"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

" یہ بات دوبارہ مت منہ سے نکالنا۔ جس طرح تیز رفتار گھوڑے کو چابک مارنے سے وہ بدک جاتا ہے اس طرح تمہاری یہ بات مجھے چابک کی طرح لگی ہے۔ بہرحال آئندہ یہ بات منہ سے نہ نکالنا۔ وہ لوگ یہاں قدم رکھتے ہی دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ چیف ماسٹر کوئی جواب دیتا۔ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور چیف ماسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... چیف ماسٹر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

" ٹھیک ہے۔ یہ کام میں خود کر لوں گا۔ تم اسے فوری طور پر کلب کے بلیک روم میں پہنچا دو"...... چیف ماسٹر نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔

"ایک آدمی تو پکڑا گیا ہے باقی بھی پکڑے جائیں گے"...... چیف ماسٹر نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیا وہ زندہ ہاتھ آیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہاں، میرے نمبر ٹو مار کوئیس کا فون تھا۔ میں تو یہاں رہتا ہوں اور صرف احکامات صادر کرتا ہوں۔ کام مار کوئیس کرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ آدمی اس کے آفس پہنچ گیا لیکن وہ اسے پہچان گیا تو اس نے اسے بے ہوش کر دیا۔ وہ اسے ہلاک کر دیتا لیکن میں نے حکم دیا ہوا تھا کہ پہلے ایسے آدمی کی تصدیق ہونا ضروری ہے۔ اس لئے مجھے بتایا کہ وہ ایکریمین میک اپ میں ہے لیکن اس کا میک اپ واش نہیں ہو رہا۔ ویسے جب وہ مار کوئیس کے آفس میں پہنچا تو اس نے ریڈی میڈ میک اپ کر رکھا تھا اور مار کوئیس خود ریڈی میڈ میک اپ کا ماہر ہے۔ اس لئے وہ فوری پہچان گیا کہ یہ آدمی ریڈی میڈ میک اپ میں ہے"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم بھی اسے چیک کریں گے۔ تم اس مار کوئیس کو کہہ دو کہ وہ اب باقی پاکیشیائیوں کو چیک نہ کرے"...... عمران نے کہا۔

"تم پہلے اس گرفتار آدمی سے مل لو۔ پھر یہ بات بھی ہو جائے گی"...... چیف ماسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے جواب دیا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم

ہی ہوا تھا کہ چھت سے چٹک چٹک کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کی تیز روشنی کا دھارا عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑا اور عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ کرسی سمیت نیچے کہیں بہت نیچے اترتا چلا جا رہا ہو۔ البتہ آخری احساس ختم ہونے سے پہلے اس کے ذہن میں چیف ماسٹر کا بلند آہنگ قہقہہ گونج رہا تھا۔

ٹائیگر کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحے تک تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن اور اعصاب دونوں بیک وقت منجمد ہو گئے ہوں لیکن پھر جیسے اچانک اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کی لہریں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہو جانے سے پہلے کے تمام مناظر فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ ریڈی میڈ میک اپ کر کے مارکوئیس کے آفس گیا تھا کہ اچانک چھت سے چٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس پر سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا سا پڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ کسی بڑے کمرے میں دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا موجود ہے۔ اس کے دونوں بازو اوپر کر کے دیوار کے ساتھ کڑوں میں

جکڑے ہوئے تھے جبکہ ایک زنجیر ایک کڑے سے نکل کر اس کے جسم کے گرد گھوم کر اس کی پنڈلیوں کے قریب دیوار میں موجود کڑے سے منسلک تھی۔ لیکن اس کی پنڈلیاں اور پیر کڑوں سے آزاد تھے۔ گو وہ بے ہوش ہونے کی وجہ سے اپنے بازوؤں اور اپنی ٹانگوں کے بل پر کھڑا ہوا تھا اور اب ہوش آنے پر سیدھا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے بازوؤں میں درد کی لہریں موجود نہ تھیں۔ اس کی وجہ کڑوں کا زیادہ اوپر ہونا نہ تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ٹارچنگ کا تمام سامان موجود تھا۔ لیکن کمرے میں کوئی اور آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر ہوش میں آنے کے بعد صرف اس بات پر حیران تھا کہ مارکوئیس نے اسے زندہ کیوں رکھا تھا۔ بہرحال اس نے اپنے ہاتھ کڑوں پر پھیرنے شروع کر دیئے۔ زنجیریں چونکہ قدرے ڈھیلی تھیں اس لئے اسے کڑوں کو چیک کرنے میں بے حد آسانی محسوس ہو رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے انگلیوں کی مدد سے کڑوں میں موجود بٹن چیک کر لئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ انہیں پریس کر کے ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتا، دروازے کے باہر سے تیز اور بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر نے آنکھیں بند کر لیں اور جسم کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دیا جیسے وہ ابھی تک بے ہوش ہو۔ کیونکہ اسے یہ تو معلوم تھا کہ اسے ریز کے فائر سے بے ہوش کیا گیا ہے اور ایسا آدمی ان ریز کا اینٹی انجکشن کے بغیر ہوش میں نہ آتا تھا۔ یہ دوسری بات تھی کہ ٹائیگر، عمران سے سیکھی ہوئی ذہنی

ورزشیں روزانہ باقاعدگی سے کرتا تھا اور یہ انہی ذہنی ورزشوں کا کمال
تھا کہ اسے از خود ہوش آگیا تھا لیکن وہ اپنے ہوش کو فوری طور پر ظاہر
نہ کرنا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد فولادی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا
اور ٹائیگر جو بند آنکھوں کے درمیان معمولی سی جھری سے دروازے کی
طرف دیکھ رہا تھا ذہنی طور پر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ آنے والے
کافی تعداد میں تھے اور انہوں نے تین افراد کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا کہ
جیسے بے ہوش افراد کو اٹھا کر لے جایا جاتا ہے اور پھر جیسے ہی وہ اندر
آئے ٹائیگر اچھلنے سے اپنے آپ کو بمشکل روک سکا کیونکہ وہ انہیں
دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ آنے والے عمران، جوزف اور جوانا تھے۔
عمران کو دو آدمیوں نے اٹھایا ہوا تھا جبکہ جوزف اور جوانا کو تین قوی
ہیکل افراد نے علیحدہ علیحدہ اٹھایا ہوا تھا۔ پھر ان تینوں کو بھی ٹائیگر
کے ساتھ ہی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔

"چیف ماسٹر نے انہیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"...... ایک آدمی
نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ رونالڈ دنیا کا سب سے خطرناک گینگسٹر سمجھا جاتا ہے۔ چیف
ماسٹر کو ابھی شبہ ہے کہ یہ اصل آدمی نہیں ہے لیکن وہ اب چیک کرا
رہے ہیں۔ اگر یہ اصل نکلا تو شاید چیف ماسٹر ہاتھ جوڑ کر اس سے
معافی مانگ لیں"...... دوسرے آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر چلیں"...... دوسرے نے کہا اور پہلے نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔

"ہم میں سے ایک دو کو یہاں رہنا چاہئے"...... اچانک ایک آدمی
نے کہا۔

"یہ بے ہوش ہیں اور بغیر انجکشن لگائے ہوش میں نہیں آسکتے اور
اگر آ بھی جائیں تب بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ چیف ماسٹر
کو نجانے تصدیق کرنے میں کتنا وقت لگے۔ اس لئے یہاں کھڑے ہو
کر ہم صرف بور ہی ہوں گے"...... دوسرے آدمی نے کہا اور پھر سب
نے ہی اس کی بات کی تائید کر دی اور وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے
چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے اور فولادی دروازہ ان کے عقب
میں بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے نہ صرف آنکھیں کھول
دیں بلکہ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کڑوں پر
حرکت کرنے لگیں اور چند لمحوں بعد یہ محسوس کر کے اس کے ذہن کو
زوردار جھٹکا لگا کہ اس کے کڑوں کے بٹنوں کو باقاعدہ پریس کر کے
پھیلا دیا گیا ہے اور اب سوائے ان کڑوں کے کاٹنے کے اور رہائی کی
کوئی صورت نہ تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ صرف اس کے ساتھ ہی ایسا
کیوں کیا گیا ہے کیونکہ اس کے سامنے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں
کو زنجیروں میں جکڑا گیا تھا۔ لیکن ان کے کڑوں کے بٹنوں کو پریس
کر کے نہیں پھیلایا گیا تھا اور پھر جس طرح بجلی کا جھماکا ہوتا ہے اس
طرح اس کے ذہن میں بھی اس کی وجہ بھی آگئی۔ اس نے چونکہ کرسی
پر بیٹھے بیٹھے راڈز ہٹا دیئے تھے اس لئے انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور
پر کڑوں کے بٹنوں کو پریس کر کے پھیلا دیا تھا۔ اس نے ہاتھوں کو

سکیڑ کر کڑوں سے نکالنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو اس نے بے اختیار طویل سانس لیا۔ اب اس کے پاس سوائے انتظار کرنے کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ اب تو یہی ہو سکتا تھا کہ عمران ہوش میں آئے اور ان زنجیروں سے خود بھی آزادی حاصل کرے اور پھر باقی ساتھیوں کو بھی آزاد کرائے لیکن اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال آرہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں بھی ریزاٹیک سے بے ہوش کیا گیا ہے اور یہ ریزاٹیک تھوڑی دیر پہلے کیا گیا ہے۔ اس لئے عمران صاحب کی ذہنی مشقوں کے باوجود انہیں ہوش میں آنے میں بہر حال کافی وقت چاہئے تھا اور جو گفتگو اس نے انہیں لے آنے والوں کی سنی تھی اس سے اسے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ کسی بھی لمحے وہ لوگ یہاں آکر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور ٹائیگر یہ برداشت نہ کر پا رہا تھا کہ اس کے سامنے عمران اور اس کے ساتھی بے بسی کی موت مر جائیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر کڑوں کے بٹنوں کو پریس کرنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن اس کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہو رہی تھیں اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی جھنجھلاہٹ بڑھتی جا رہی تھی لیکن وہ حقیقتاً بے بس سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کس طرح آزادی حاصل کرے کہ اسے دروازے کی دوسری طرف قدموں کی آواز سنائی دی اور اس کا جسم تن گیا۔ اس نے اب بے ہوش رہنے کی ایکٹنگ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ وہ آنے والوں

کو اگر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ختم کرنے آرہے ہیں، اپنی طرف متوجہ کر کے مزید وقت لے سکے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور مشین گنوں سے مسلح دو افراد اندر داخل ہوئے۔

" ارے تمہیں ہوش آگیا۔ کیسے "...... ان میں سے ایک نے ٹائیگر کو ہوش میں دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے یہاں لے آنے والا کون تھا "...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا تو وہ دونوں ہی طنزیہ انداز میں ہنس پڑے۔

" اس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا مسٹر۔ کیونکہ تم سب کی موت کا حکم دیا جا چکا ہے۔ اس لئے موت کے لئے تیار ہو جاؤ "۔ ان میں سے ایک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میرے ساتھیوں کو پانی پلا کر ہوش میں لے آؤ۔ پھر بے شک ہم سب کو گولی مار دینا "...... ٹائیگر نے کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر طنزیہ انداز میں ہنس پڑے۔

" ہم کیوں اتنی تکلیف کریں۔ جبکہ تم سب کو بے ہوشی کے دوران ہی گولی مارنے کا حکم دیا گیا ہے "...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی جبکہ دوسرا پہلے ہی مشین گن ہاتھوں میں لئے ہوئے تھا۔

" وقت مت ضائع کرو کالگر۔ واپس جا کر چیف ماسٹر کو رپورٹ بھی کرنی ہے "...... دوسرے آدمی نے جو اب تک سوائے دو بار ہنسنے کے خاموش رہا تھا، منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ شخص میری سمجھ میں نہیں آرہا جی۔ یقینی موت کو سامنے دیکھ کر بھی اس کے چہرے پر خوف کے معمولی سے اثرات بھی نہیں ہیں۔ حالانکہ میں نے ایسے وقت میں بڑے بڑے بہادروں کا رنگ زرد پڑتے ہوئے دیکھا ہے"...... کالگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ لوگ تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور موت زندگی ان کے لئے کھیل سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ نجانے اس آدمی کے ہاتھوں کتنے افراد ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ اب اگر اس کی موت آ گئی ہے تو اس کو کیا فرق پڑتا ہے"...... دوسرے آدمی جی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے ٹائیگر کے ذہن میں یکلخت جھماکا سا ہوا۔ اسے عمران کی بات یاد آ گئی تھی کہ جب کڑوں کے بٹنوں کو پریس کر دیا جائے تو انہیں اوپر سے نیچے دبانے کی بجائے دائیں بائیں دبایا جائے تو بٹنوں کے نیچے موجود میکنزم حرکت میں آجاتا ہے۔

" تھینک یو کالگر۔ تم واقعی بہادر آدمی ہو۔ بہرحال مرنے سے پہلے جانور کو بھی پانی پلا دیا جاتا ہے۔ اگر تم مجھے چار گھونٹ پانی پلوا دو تو کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی"...... ٹائیگر نے فوراً ہی انگلیوں کی مدد سے بٹنوں کو دائیں بائیں دبانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" تم نے جنہیں موت کے گھاٹ اتارا تھا کیا انہیں پانی پلایا تھا"...... کالگر نے کہا۔

" نہیں، انہوں نے پانی مانگا ہی نہیں تھا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور وہ دونوں اس کے جواب پر بے اختیار ہنس پڑے۔

" اوکے، پھر تمہیں مانگنے کے باوجود پانی نہیں مل سکتا"...... کالگر نے کہا اور مشین گن کو سیدھی کرنے ہی لگا تھا کہ یکلخت کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کے نہ صرف دونوں ہاتھ کڑوں سے باہر آ گئے بلکہ اس کے جسم کے گرد موجود زنجیر بھی کھڑکھڑاتی ہوئی ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گری تھی۔

" یہ، یہ کیا"...... ان دونوں کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ ٹائیگر کسی بھوکے عقاب کی طرح ان پر جھپٹ پڑا اور اس کے ساتھ ہی تیز فائرنگ اور ایک انسانی چیخ سنائی دیں لیکن ابھی فائرنگ ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور دوسری انسانی چیخ سنائی دی۔

" تمہیں بھی پانی پیئے بغیر مرنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے ٹریگر سے انگلی ہٹاتے ہوئے کہا۔ پہلی فائرنگ جی نے کی تھی۔ یہ وہ لمحہ جب ٹائیگر کالگر کے ہاتھوں سے مشین گن جھپٹ کر سائیڈ پر ہوا تھا اور کالگر اس سے مشین گن واپس لینے کے لئے تیزی سے گھوما تھا اور عین اسی لمحے گھبراہٹ میں مڑ کر جی نے فائر کھول دیا تھا لیکن اس کا نشانہ ٹائیگر نہیں بلکہ کالگر بن گیا تھا اور کالگر کی چیخ اور نیچے گرنے سے جی بوکھلایا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اس پر فائر کھول دیا اور اب وہ دونوں فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ جی کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر کچھ دور جا گری تھی۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر وہ پہلے ہی اندازہ کر

چکا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ ویسے بھی ٹارچنگ کے لئے استعمال
ہونے والے کمرے ساؤنڈ پروف ہی بنائے جاتے تھے۔ پھر اس نے
مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور تیزی سے کونے میں موجود لوہے کی
الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی تو اس کی آنکھوں میں
چمک آگئی۔ اس کی توقع کے عین مطابق الماری کے نچلے حصے میں پانی
کی بوتلیں کافی تعداد میں موجود تھیں۔ ٹارچنگ کے دوران چونکہ شکار
کو اگر زندہ رکھنا مقصود ہو تو اسے وقفے وقفے سے پانی پلانا ضروری
ہوتا ہے۔ اس لئے ٹارچنگ روم میں پانی کی بوتلوں کا ذخیرہ لازماً رکھنا
پڑتا ہے۔ اس لئے ٹائیگر کو توقع تھی کہ اس الماری میں پانی کی بوتلیں
موجود ہوں گی اور اس کی توقع پوری ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ریز
کا ایک توڑ سادہ پانی بھی ہے اس لئے اس نے ایک بوتل اٹھا کر اس کا
ڈھکن کھولا اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا اور عمران کا سر اٹھا کر
پانی کی بوتل کا دہانہ جبراً اس کے منہ میں ڈال کر بوتل کو اوپر کر دیا۔
چند لمحوں کی کوشش کے بعد عمران کے حلق سے کچھ پانی نیچے اتر گیا تو
ٹائیگر نے بوتل ہٹائی اور پھر جوزف اور جوانا کی طرف بڑھ گیا۔ اس
نے ان دونوں کو بھی باری باری پانی پلایا۔ اسی لمحے عمران کے جسم
کے گرد موجود زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی اور وہ عمران کی طرف مڑ
گیا۔ عمران ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہا تھا۔
" عمران صاحب۔ عمران صاحب"....... ٹائیگر نے قریب جا کر کہا
تو عمران ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

" ٹائیگر تم، یہ کون سی جگہ ہے"....... عمران نے حیرت بھرے
انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی
ہوش میں آنے لگ گئے۔ ٹائیگر نے دونوں ہاتھ اٹھا کر عمران کے
کڑوں کے عام سے بٹنوں کو پریس کیا تو کھڑکھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ
ہی نہ صرف عمران کے ہاتھ کڑوں سے آزاد ہو گئے بلکہ اس کے جسم
کے گرد موجود زنجیر بھی کھڑکھڑاتی ہوئی نیچے فرش پر گر گئی اور ٹائیگر،
عمران کی طرف سے بے فکر ہو کر جوزف اور جوانا کی طرف بڑھ گیا اور
چند لمحوں بعد وہ دونوں بھی زنجیروں سے آزادی حاصل کر چکے تھے۔
" یہ کون سی جگہ ہے اور یہ لوگ کیسے مرے ہیں"....... عمران نے
آگے بڑھ کر جی کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین
گن اٹھاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے مختصر طور پر اسے ساری بات بتا
دی۔
" اس کا مطلب ہے کہ اصل آدمی مار کوئیس ہے۔ اسے کور کرنا
چاہئے"....... عمران نے کہا۔
" میں نے اسے کور کر لیا تھا۔ لیکن ...." ٹائیگر کہتے کہتے رک
گیا۔
" پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم بھی تمہاری طرح ریز کا
شکار ہوئے ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" باس، اس چیف ماسٹر کا خاتمہ بھی ضروری ہے"....... جوانا نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں، اگر ٹائیگر یہاں موجود نہ ہوتا اور ہوش میں نہ آتا تو ہم تینوں موت کا شکار ہو چکے ہوتے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ہمیں اس یقینی موت کے منہ سے نکال لیا"...... عمران نے کہا۔

"باس، میرا خیال ہے کہ ان دونوں کی جیبوں میں پسٹلز موجود ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تلاشی لو۔ ہمیں بہرحال اسلحہ کی ضرورت ہے"...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے آگے بڑھ کر فرش پر مردہ پڑے ہوئے کالگر اور جمی کی جیبوں کی تلاشی لی اور چند لمحوں بعد وہ مشین پسٹلز برآمد کر لینے میں کامیاب ہو گئے۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی اور پھر وہ یہ دیکھ کر واقعی حیران رہ گئے کہ وہ اس راہداری سے گزر کر کلب کی عقبی گلی میں پہنچ گئے تھے۔ شاید یہ خفیہ راستہ تھا۔

"میں اور ٹائیگر مارکوئیس کے پاس جا رہے ہیں۔ تم دونوں اس چیف ماسٹر کا خاتمہ کر کے بندرگاہ پر موجود ہوٹل گرین لائٹ پہنچ جانا۔ وہاں کاؤنٹر پر تم ماسٹر ڈیاس کا نام لو گے تو تمہیں ہوٹل کے مالک اور جنرل مینجر ماسٹر ڈیاس تک پہنچا دیا جائے گا۔ ہمارے پہنچنے تک تم نے وہیں رہنا ہے"...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر اپنے آفس میں موجود تھا اور سامنے رکھی فائل پڑھنے میں مصروف تھا لیکن درحقیقت اس کا ذہن مسلسل سانگر کے کیس کی طرف ہی متوجہ تھا۔ وہ دن رات اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ کسی طرح سانگر کامیاب ہو جائے اور وہ ڈاکٹر چیانگ کا فارمولا سانگر کے ذریعے سیکرٹری دفاع تک پہنچا دے تاکہ اس کا ہاتھ اونچا رہے کیونکہ اس کیس کو سانگر کے حوالے اسی نے ہی کرایا تھا۔ اس لئے اب سانگر کی کامیابی اس کی اپنی کامیابی تھی اور سانگر کی ناکامی بہرحال اس کے کھاتے میں ہی پڑے گی۔ ویسے تو اسے کسی اور طرف سے کوئی خدشہ نہ تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شوگرانی ایجنٹ چاہے لاکھ کوشش کر لیں لیکن وہ کسی طرح بھی سانگر تک نہیں پہنچ سکتے لیکن اسے اصل خدشہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران سے تھا۔ عمران کے بارے میں اسے پاکیشیا سے یہی اطلاع ملی تھی کہ عمران اچانک

پاکیشیا سے غائب ہو گیا ہے۔ جبکہ وہ نہ ایئر پورٹ پر پہنچا تھا اور نہ ہی اسے چارٹرڈ ایئر پورٹ پر دیکھا گیا تھا۔ اس کے باوجود وہ پاکیشیائی دارالحکومت میں موجود نہ تھا اور اس کے باورچی کا بیان یہی تھا کہ عمران کسی مشن کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا ہے لیکن باورچی یہ نہ بتا سکتا تھا کہ وہ کہاں گیا ہے اور اسے معلوم تھا کہ عمران جیسا آدمی کیسے اپنے باورچی کو بتا کر جا سکتا ہے کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اس لئے اس نے لوپاک میں ڈیپ سی کو الرٹ کرا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران سانگر کے پیچھے ہے اور اپنی شہرت کے مطابق اگر عمران نے سانگر کا سراغ لگا لیا ہے تو بہرحال اسے ہر صورت میں لوپاک آنا ہی پڑے گا اور لوپاک سے وہ کسی لانچ کے ذریعے ہی داجل آئی لینڈ پر پہنچ سکتا تھا کیونکہ جہازوں کا وہ روٹ نہ تھا اور ہیلی کاپٹر کو داجل پر موجود حفاظتی انتظامات کے ذریعے فضا میں ہی تباہ کر دیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے سانگر کے چیف گریٹ مین کو بھی ریڈ الرٹ کر دیا گیا تھا۔ اپنے ان انتظامات کی وجہ سے وہ کافی حد تک مطمئن تھا لیکن اس کے باوجود جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے اندر ایک نامعلوم سی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن وہ اس لئے خاموش تھا کہ بار بار اسکاٹ یا گریٹ مین کو فون کر کے خدشات کا اظہار کرنے سے اس کی پوزیشن میں فرق پڑ سکتا تھا۔ اس لئے وہ فائل پڑھنے کے ساتھ ساتھ عمران اور سانگر کے بارے میں سوچ رہا تھا اور دل ہی دل میں مسلسل دعائیں مانگ رہا تھا کہ دس روز گزر جائیں

اور فارمولا سانگر کے ذریعے اسے مل جائے لیکن ظاہر ہے دس روز ایک لمحے میں تو نہیں گزر سکتے تھے۔ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ اپنے خیالات سے چونک پڑا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... جان وکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"لوپاک سے اگسٹس کی کال ہے باس"....... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"لوپاک سے۔ اوہ ملاؤ فوراً"....... جان وکٹر نے چونک کر کہا۔ اگسٹس اس کا آدمی تھا جسے اس نے لوپاک بھجوایا تھا تاکہ وہ ڈیپ سی کی کارکردگی کے بارے میں اسے رپورٹیں بھجواتا رہے اور جب سے وہ وہاں گیا تھا آج اس کی پہلی کال آئی تھی۔ اس لئے جان وکٹر کا خیال تھا کہ کوئی خاص بات ہوئی ہے اور ظاہر ہے یہ خاص بات یہی ہو سکتی ہے کہ ڈیپ سی کے آدمیوں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔

"ہیلو۔ اگسٹس بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ جان وکٹر بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے اگسٹس"۔ جان وکٹر نے تیز لیکن اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس، یہاں ڈیپ سی کے آدمیوں پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ لوپاک میں ڈیپ سی کا انچارج یہاں کا بہت بڑا گینگسٹر چیف ماسٹر ہے جو لوپاک کے بدنام ترین کلب ریڈ ڈراگون کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ اس کا نائب مارکوئیس ہے جو عملی طور پر یہاں ڈیپ سی کا انچارج ہے۔ وہ بھی ایک کلب بلیک اسٹف کا مالک اور جنرل مینجر ہے اور مشہور بدمعاش بھی ہے۔ اس لئے لوپاک میں ڈیپ سی کا بڑا رعب و دبدبہ اور اثرورسوخ ہے۔ کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ مارکوئیس نے ایک آدمی کو پاکیشیائی ایجنٹ کے طور پر پکڑا ہے اور اسے چیف ماسٹر کے حکم پر ریڈ ڈراگون کلب کے ٹارچنگ روم میں بھجوا دیا گیا ہے تاکہ چیف ماسٹر اس سے پوچھ گچھ کر سکے۔ ادھر یہ بھی اطلاع ملی کہ چیف ماسٹر کے پاس تین آدمی سائبرس کے رونالڈ گروپ کے افراد بن کر پہنچے لیکن چیف ماسٹر کو ان پر شک پڑ گیا اور اس نے انہیں بے ہوش کر کے ٹارچنگ روم میں بھجوا دیا۔ پھر چیف ماسٹر نے سائبرس میں رونالڈ سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ رونالڈ یا اس کے گروپ کا کوئی آدمی لوپاک نہیں گیا۔ چنانچہ چیف ماسٹر کنفرم ہو گیا کہ یہ لوگ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اس لئے ان سب کو بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ مارکوئیس والا آدمی اور چیف ماسٹر کو ملنے والے تینوں آدمی ٹارچنگ روم سے غائب ہو چکے ہیں جبکہ چیف ماسٹر کے دو آدمیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی تھیں

جبکہ یہ سب لوگ ریزاٹیک سے بے ہوش تھے اور بغیر اینٹی انجکشن کے انہیں ہوش نہ آ سکتا تھا اور ان میں سے دو آدمی جو چیف ماسٹر کے پاس آئے تھے، ریڈ ڈراگون کلب کے سامنے نمودار ہوئے۔ یہ دونوں حبشی تھے۔ ایک افریقی حبشی تھا اور ایک ایکریمین حبشی۔ ان دونوں نے ریڈ ڈراگون پر پلک جھپکنے میں پچاسیوں خوفناک اور انتہائی طاقتور میزائل فائر کئے اور پھر غائب ہو گئے۔ ریڈ ڈراگون بری طرح بلکہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو گیا اور اس میں موجود چیف ماسٹر سمیت تقریباً ساڑھے تین سو افراد ہلاک ہو گئے۔ ان سب کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے۔ اردگرد کی عمارتیں بھی تباہ ہو گئیں۔ بے حد خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ دوسری طرف دو آدمی مارکوئیس کے کلب بلیک اسٹف پہنچے اور وہ کافی دیر تک مارکوئیس کے آفس میں رہے۔ پھر وہاں سے نکل گئے اور بعد میں معلوم ہوا کہ مارکوئیس کی لاش اس کے آفس میں پڑی ہوئی ہے اور پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ مارکوئیس کے تحت ڈیپ سی کے اٹھارہ آدمی جو شہر میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر رہے تھے انہیں مارکوئیس نے اپنے ایک اڈے پر فوری اکٹھے ہونے کا حکم دیا۔ یہ اٹھارہ آدمی وہاں اکٹھے ہوئے تو اس عمارت پر دو آدمیوں نے ریڈ کیا اور یہ اٹھارہ کے اٹھارہ آدمی ہلاک کر دیئے گئے۔ اس لحاظ سے لوپاک میں ڈیپ سی کا مکمل صفایا کر دیا گیا ہے اور یہ چاروں آدمی ابھی تک ٹریس نہیں ہو سکے"...... اگسٹس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جان وکٹر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے یوں

محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے اپنے اوپر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

"کیا، کیا تم درست کہہ رہے ہو"...... جان وکٹر نے رک رک کر کہا۔

"یس باس، میں پوری تحقیق کے بعد آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں"...... اگسٹس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈیپ سی ان کے مقابل ریت کی دیوار ثابت ہوئی ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ لازماً اب داجل آئی لینڈ جائیں گے اور لامحالہ کسی لانچ پر ہی جائیں گے۔ تم بندرگاہ پر اس جگہ کی نگرانی کرو جہاں سے لانچیں ہائر کی جاتی ہیں"...... جان وکٹر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ڈیپ سی کا چیف اسکاٹ جہاں بھی ہو میری اس سے بات کراؤ"...... جان وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ اس کے ذہن میں جو خدشات تھے وہ درست ثابت ہو رہے تھے لیکن اسے بہرحال اتنا اطمینان ضرور تھا کہ سانگر پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے اس طرح

تر نوالہ ثابت نہیں ہوگی جس طرح ڈیپ سی ثابت ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جان وکٹر نے کہا۔

"مسٹر اسکاٹ سے بات کیجئے باس"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ اسکاٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈیپ سی کے چیف اسکاٹ کی آواز سنائی دی۔

"اسکاٹ تمہیں لوپاک میں ہونے والی واردات کا علم ہوا ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ہاں، مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے۔ میرا وہاں مکمل سیٹ اپ ہی ختم کر دیا گیا ہے"...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

"کیا تمہارے آدمی اس قدر غیر تربیت یافتہ تھے کہ چار آدمی ان سے نہیں سنبھالے گئے"...... جان وکٹر نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"میرے آدمیوں سے ایک غلطی ہوئی ہے کہ وہ انکوائری کے چکر میں پڑ گئے اور انہوں نے ان کا فوری خاتمہ نہیں کیا ورنہ میرے آدمیوں نے ان چاروں کو بے ہوش کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا تھا"...... اسکاٹ نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ واقعی یہ ان کی مہلک غلطی تھی۔ کیا اب وہاں تمہارا فوری طور پر کوئی اور سیٹ اپ ہے جو ان پاکیشیائیوں کو ٹریس کر سکے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"نہیں۔فی الحال تو نہیں ہے"...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر میں کوئی اور انتظام کرتا ہوں۔ گڈ بائی"...... جان وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔کافی دیر تک وہ نمبر پریس کرتا رہا پھر دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف بلیک شیڈو جان وکٹر بول رہا ہوں۔گریٹ مین سے بات کراؤ"...... جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس، ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، گریٹ مین بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد گریٹ مین کی بھاری آواز سنائی دی۔

"گریٹ مین۔پاکیشیائی ایجنٹ اس وقت لوپاک میں موجود ہیں اور وہ کسی بھی لمحے داجل آئی لینڈ پر پہنچ سکتے ہیں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"آپ کو کیسے اطلاع مل گئی ہے"...... دوسری طرف سے گریٹ مین نے کہا۔

"میں نے وہاں سرکاری ایجنسی ڈیپ سی کی ڈیوٹی لگائی تھی لیکن ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ چار آدمی لوپاک پہنچے اور انہوں نے ریڈ ڈراگون کلب کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے اور لوپاک میں ڈیپ

سی کے انچارج چیف ماسٹر کو ہلاک کر دیا۔اس کے نائب مارکوئیس اور اس کے اٹھارہ آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے"...... جان وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہی رپورٹ ملی ہے کہ لوپاک میں ریڈ ڈراگون کلب کو میزائلوں سے تباہ کر دیا گیا ہے۔بہرحال آپ بے فکر رہیں۔وہ اگر ادھر کا رخ کریں گے تو ان کی موت یقینی ہے۔سانگر اپنی اور اپنے اثاثوں کی حفاظت کرنا جانتی ہے"...... گریٹ مین نے کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم ہے ورنہ میں حکومت ایکریمیا کو سانگر کا نام ہی نہ دیتا۔مجھے فکر صرف اس بات کی ہے کہ وہ سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کے بیٹے کو نہ چھڑوا کر لے جائیں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ایسا قطعی ممکن ہی نہیں ہے"...... دوسری طرف سے بڑے قطعی لہجے میں کہا گیا۔

"او کے، بہرحال کوئی بھی خلاف معمول بات ہو تو تم نے مجھے اطلاع دینی ہے اور ہاں۔یہ بھی سن لو کہ ان لوگوں کو معمولی سا وقفہ بھی نہیں ملنا چاہئے ورنہ یہ لوگ سچوئیشن بدل دینے کے ماہر ہیں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں۔سانگر اپنا کام بخوبی سرانجام دے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو جان وکٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ظاہر ہے اب اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

گرین لائٹ ہوٹل کے ایک تہہ خانے میں جوزف اور جوانا بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ابھی یہاں پہنچے تھے۔ انہوں نے عمران کی ہدایت کے مطابق کاؤنٹر پر ماسٹر ڈیاس کا نام لیا تھا تو انہیں فوراً ماسٹر ڈیاس کے آفس پہنچا دیا گیا جہاں لحیم شحیم ماسٹر ڈیاس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں ان کا استقبال کیا اور پھر انہیں عمران کی آمد تک آرام کرنے کے لئے اس تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا تھا۔

"تمارا ڈپریشن کچھ دور ہوا ہے یا نہیں"...... جوزف نے مسکراتے ہوئے جوانا سے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"ڈپریشن کیا دور ہونا ہے۔ ماسٹر یہ سارے کام مجھ پر چھوڑ دیتا تو ذرا ہاتھ مزید کھل جاتا"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر ٹائیگر ہمت نہ کرتا تو ہم دونوں اس وقت کسی گٹر میں لاشوں کی صورت میں تیر رہے ہوتے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ باس نے

ٹائیگر کی کس طرح کھل کر تعریف کی تھی"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں، ٹائیگر واقعی ماسٹر کا شاگرد ثابت ہو رہا ہے۔ وہ واقعی ماسٹر کے نقش قدم پر چل رہا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں سے واپسی پر تمہیں اب ٹائیگر کے نقش قدم پر چلنا پڑے گا"...... جوزف نے کہا تو جوانا بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا مجھے ٹائیگر کا شاگرد بنایا جا رہا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا"...... جوانا نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ٹائیگر کی بات کر رہے ہو۔ مجھے اگر باس حکم دے تو میں سلیمان کا شاگرد بننے کے لئے تیار ہوں۔ میرے نزدیک باس کا حکم فائنل ہوتا ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تمہارے اور میرے درمیان فرق ہے جوزف۔ تم جو کچھ کر سکتے ہو وہ میں نہیں کر سکتا۔ تم واقعی ماسٹر کے حکم پر سلیمان کے شاگرد بن سکتے ہو میں نہیں"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ باس خود سلیمان کا شاگرد ہے"...... جوزف نے کہا تو جوانا اس طرح اچھل پڑا جیسے کرسی میں اچانک ہائی وولٹیج الیکٹرک کرنٹ آ گیا ہو۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سلیمان محض باورچی ہے"...... جوانا نے کہا۔

"وہ عملی کام نہیں کرتا لیکن اس کا ذہن بے حد کام کرتا ہے۔ جب

باس کسی مسئلے پر پھنس جاتا ہے اور اسے کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آتا تو وہ سلیمان سے مشورہ کرتا ہے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ سلیمان کا مشورہ ایسا کامیاب اور عملی ہوتا ہے کہ باس کی ساری الجھنیں دور ہو جاتی ہیں"...... جوزف نے جواب دیا۔

"ماسٹر سلیمان سے مشورہ کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ حیرت ہے"...... جوانا نے کہا۔

"اصل میں باس کا ذہن بے حد کھلا ہے۔ اس کی نظر میں سیٹوں کی کوئی اہمیت نہیں آدمیوں کی اہمیت ہے۔ سلیمان باورچی ہے تو کیا ہوا۔ باس اس کے ذہن کا قائل ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تم یہ کیا کہہ رہے تھے کہ مجھے ٹائیگر کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔ کیا مطلب ہوا اس کا"...... جوانا نے کہا۔

"یہ مشورہ بھی سلیمان نے باس کو دیا ہے کہ تم واقعی بے حرکت ہو کر رہ گئے ہو۔ اس لئے تمہیں ٹائیگر کی طرح انڈر ورلڈ میں کھل کر اور اپنی مرضی سے کام کرنے کا موقع دیا جائے"...... جوزف نے کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے"...... جوانا نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"ماسٹر نے خود بتایا تھا جب ہم سمندری راستے سے کافرستان جا رہے تھے اور میں نے سلیمان کے مشورے کی تائید کی تھی"۔ جوزف نے جواب دیا تو جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔

"واقعی مشورہ تو اچھا ہے۔ میں ایک کلب بناؤں گا جس میں ایسے لوگوں کا باقاعدہ گروپ بناؤں گا جو انڈر ورلڈ میں بڑے بڑے اژدہوں

کو ٹریس کریں گے اور میں ان کا خاتمہ کروں گا"...... جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے ساتھ ساتھ تمہیں ایک اور کام بھی کرنا ہوگا"۔ جوزف نے کہا۔

"وہ کیا"...... جوانا نے چونک کر پوچھا۔

"اور یہی وہ اصل کام ہے جس کے لئے تمہیں انڈر ورلڈ میں بھیجا جائے گا"...... جوزف نے کہا۔

"کونسا کام۔ کچھ بتاؤ بھی سہی"...... جوانا نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو کام انڈر ورلڈ میں رہ کر ٹائیگر کرتا ہے۔ وہ پارٹیوں سے رابطے رکھتا ہے اور جیسے ہی اسے کسی ایسی سازش یا ایسے کسی اقدام کا پتہ چلتا ہے کہ جس کے ذریعے پاکیشیا کے مجموعی مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو وہ اس بارے میں باس کو اطلاع دیتا ہے اور باس فوری اقدام کر کے اس سازش کا خاتمہ کر دیتا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"اوہ، پھر تو میں وہ کام نہیں کر سکتا جو میں نے پہلے بتایا ہے۔ ورنہ تو لوگ مجھ سے رابطے ہی نہ رکھیں گے۔ بہرحال ٹھیک ہے میں دیکھوں گا کہ انڈر ورلڈ میں میری کیا جگہ بنتی ہے"...... جوانا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران اور اس کے پیچھے ٹائیگر اندر داخل ہوئے تو جوزف اور جوانا دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

" تم دونوں نے بڑا زبردست ہنگامہ کیا ہے۔ پورا کلب ہی زمین بوس کر دیا ہے"...... عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" وہ لوگ تو اس سے بھی زیادہ کے قابل تھے ماسٹر۔ میں تو چن چن کر انہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن جوزف نے مجھے ایسے کرنے سے روک دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس صورت میں چیف ماسٹر غائب ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوراً ہمیں سپیشل مارکیٹ جا کر میزائل گنیں خریدنا پڑیں"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بہر حال تم نے ایک ہی قدم اٹھا کر پورے لوپاک پر اپنی دہشت طاری کر دی ہے۔ مجھے ماسٹر ڈیاس بتا رہا تھا کہ پورے لوپاک میں لوگ تم دونوں سے انتہائی خوفزدہ ہو رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا اسے مسکراتے دیکھ کر اس طرح خوش ہو گیا جیسے عمران نے مسکرا کر اس کے اقدام پر انتہائی پسندیدگی کا اظہار کر دیا ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔

" میرا نام لوگر ہے۔ مجھے ماسٹر ڈیاس نے آپ کے پاس بھیجا ہے"...... بوڑے نے بڑے عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔

" بیٹھو"...... عمران نے کہا تو بوڑھا ایک کرسی پر اس طرح سمٹ کر بیٹھ گیا جیسے عمران نے اسے غلطی سے کرسی پر بیٹھنے کا کہہ دیا ہو اور کسی بھی لمحے اسے دوبارہ اٹھنا پڑ جائے گا۔

" لوگر، مجھے ماسٹر ڈیاس نے بتایا ہے کہ تم حال ہی میں داجل

جزیرے پر جا چکے ہو"...... عمران نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر بوڑھے لوگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور بوڑھے لوگر نے نوٹ اس طرح جھپٹا جیسے ایک لمحے کا توقف بھی ہو گیا تو شاید نوٹ غائب ہو جائے گا اور اسی تیزی سے اس نے نوٹ کو جیب میں رکھ لیا۔

" آپ کی بات درست ہے جناب۔ میں گذشتہ ہفتے داجل گیا تھا"...... لوگر نے جواب دیا۔

" کس طرح گئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ لانچ کو بھی سمندر میں ہی تباہ کر دیا جاتا ہے اور جو اجنبی وہاں قدم رکھتا ہے اسے بھی درختوں میں چھپی ہوئی مشین گنوں سے گولی مار دی جاتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے جناب۔ لیکن یہ تمام انتظامات جزیرے کے شمالی حصے کی طرف ہیں کیونکہ یہ علاقہ دلدلی نہیں ہے۔ جبکہ مغربی حصے کی زمین دلدلی ہے۔ وہاں گھنا جنگل بھی ہے اور جھاڑیوں کی کثرت بھی ہے۔ وہاں کوئی اجنبی زیادہ دور جا ہی نہیں سکتا۔ کسی نہ کسی دلدل میں اتر کر غائب ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہاں ایسے انتظامات نہیں ہیں۔ میں لانچ پر نہیں گیا تھا۔ میں غریب آدمی ہوں لانچ کا کرایہ کیسے ادا کر سکتا ہوں۔ ماہی گیروں کی کشتیاں ادھر جاتی ہیں لیکن یہ سب کشتیاں گاس ٹاپو کے باہر سے مڑ جاتی ہیں۔ گاس ٹاپو داجل

جزیرے سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ میں ایک کشتی میں گاس ٹاپو پر اتر گیا اور پھر وہاں سے میں تیرتا ہوا جزیرے پر گیا اور جنوبی حصے میں چڑھ کر اندر گیا تھا"...... بوڑھے لوگر نے کہا۔

"وہاں تم کیا کرنے گئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ اگر کسی کو نہ بتائیں تو میں بتا دیتا ہوں"...... لوگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بے فکر ہو کر بتا دو۔ لیکن سچ بتانا"...... عمران نے کہا۔

"جناب، اس جزیرے پر ڈینا قبیلہ رہتا ہے۔ ان کا سردار تاگوئی میرا بیٹا ہے۔ میں اس سے ملنے گیا تھا"...... لوگر نے جواب دیا۔

"تمہارا بیٹا، کیا مطلب۔ تم ڈینا قبیلے سے تعلق رکھتے ہو اور اگر رکھتے ہو تو پھر سردار تمہیں ہونا چاہئے تھا۔ تمہاری زندگی میں تمہارا بیٹا کیسے سردار بن سکتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا یا میرے بیٹے کا تعلق ڈینا قبیلے سے نہیں ہے۔ وہ اپنی مہارت سے قبیلے کا سردار بن گیا ہے۔ میں بوڑھا ہونے سے پہلے ماہی گیر تھا اور میرا بیٹا بھی۔ پھر ڈینا قبیلے کا سردار فوت ہو گیا۔ ان کے ہاں رواج ہے کہ وہی سردار بنتا ہے جو دلدل میں رہنے والی خاص مچھلی کوشوکو کو پکڑ سکے۔ کوشوکو مچھلی دلدل کے اندر رہتی ہے اور اسے پکڑنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے لیکن میں نے بزرگوں سے سنا تھا کہ کوشوکو مچھلی سفید کینچوے کی بو دلدل کی تہہ سے بھی سونگھ لیتی ہے اور اسے کھانے

کے لئے کھنچی چلی آتی ہے۔ جب پورے قبیلے میں کوئی بھی کوشوکو مچھلی نہ پکڑ سکا تو قبیلے کے لوگ پریشان ہو گئے اور ان میں سے کئی یہاں لوپاک میں آ کر ماہی گیروں سے ملے اور انہیں بتایا تو میرے بیٹے نے قبیلے کا سردار بننے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ وہ ان کے ساتھ چلا گیا۔ اس کے پاس سفید کینچوا تھا۔ اس نے سفید کینچوے کی مدد سے کوشوکو مچھلی پکڑ لی اور وہ قبیلے کا سردار بن گیا اور اب وہ وہیں رہتا ہے۔ میں اکثر اس کے پاس جاتا ہوں۔ وہ خاموشی سے مجھے بھاری رقم دے دیتا ہے اور میں اس رقم سے جی بھر کر شراب پیتا ہوں، جوا کھیلتا ہوں لیکن اس بات کا کسی کو علم نہیں ہے۔ سوائے میرے بیٹے کے وہ مجھے جنوبی حصے میں آ کر ایک خاص جگہ پر ملتا ہے اور میں اس سے مل کر اور اس سے رقم لے کر واپس آ جاتا ہوں"...... لوگر نے جواب دیا۔

"وہ وہاں کیوں رہتا ہے اور اس کے پاس بھاری رقم کہاں سے آتی ہے"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب، اب سب کچھ بتا دیا ہے تو یہ بھی بتا دوں کہ سردار قبیلے کی ہر عورت کا مالک ہوتا ہے اور میرا بیٹا قبیلے کی عورتوں کا دیوانہ ہے۔ اس لئے وہ وہاں خوشی سے رہتا ہے اور جہاں تک رقم کا تعلق ہے تو یہ رقم نقد نہیں ہوتی۔ منشیات کی شکل میں ہوتی ہے۔ وہاں کسی بڑی تنظیم کے منشیات کے سٹور ہیں۔ میرا بیٹا وہاں سے کچھ منشیات حاصل کر لیتا ہے اور میں وہ منشیات یہاں لا کر فروخت کر کے رقم حاصل کر لیتا ہوں"...... لوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تمہارا بیٹا ہے۔ پھر وہ تم سے چھپ کر کیوں ملتا ہے جبکہ وہ قبیلے کا سردار بھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب، وہ قبیلے کا سردار اس لئے ہے کہ اس نے سفید کینچوے کی مدد سے کوشو کو مچھلی پکڑ لی تھی۔ اس لئے صدیوں کے رواج کے مطابق قبیلے والوں کو اس کی سرداری قبول کرنا پڑی لیکن یہ بھی وہاں کا رواج ہے کہ وہ کسی اجنبی کو برداشت نہیں کرتے"...... بوڑھے لوگر نے جواب دیا۔

"اگر ہم وہاں جائیں تو کیا تمہارا بیٹا ہماری کوئی مدد کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کس قسم کی مدد جناب"...... لوگر نے چونک کر پوچھا۔

"کسی بھی قسم کی۔ مثلاً ہم چند روز وہاں رہ سکیں"...... عمران نے کہا۔

"چند دن تو نہیں البتہ چند گھنٹوں کی بات ہو سکتی ہے۔ سورج طلوع ہونے سے سورج غروب ہونے تک اگر میرا بیٹا چاہے تو آپ کو رواج کے مطابق پناہ دے سکتا ہے۔ مجھے اس نے خود بتایا تھا لیکن یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ پناہ دیتا ہے یا نہیں"...... بوڑھے لوگر نے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تمہارا بیٹا یہاں بھی آتا رہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ سردار کو جزیرے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اسے ساری زندگی وہیں رہنا پڑے گا اور میرا بیٹا اس میں خوش

ہے کیونکہ ڈینا قبیلے کی عورتیں بے حد خوبصورت اور جوان ہوتی ہیں اور ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور میرا بیٹا سب کا مالک ہے"۔ بوڑھے لوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس قبیلے کی تعداد کتنی ہو گی"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈیڑھ دو ہزار تو ہو گی"...... لوگر نے جواب دیا۔

"تم کوئی خاص نشانی دے سکتے ہو جو تمہارے بیٹے کو دے کر بتایا جا سکے کہ ہماری تم سے بات ہو چکی ہے"...... عمران نے کہا تو بوڑھے لوگر نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی ایک پرانی سی انگوٹھی اتار کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

"یہ اسی کی دی ہوئی ہے۔ وہ اسے اچھی طرح پہچانتا ہے۔ لیکن جناب وہ میرا بیٹا ضرور ہے لیکن اب وہ قبیلے کا سردار بھی ہے۔ اس لئے میں معافی چاہتا ہوں کہ اگر وہ آپ سے بدتمیزی کرے یا کوئی غلط حرکت کرے"...... بوڑھے لوگر نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو"...... عمران نے کہا اور انگوٹھی جیب میں ڈال کر اس نے بڑی مالیت کے چند نوٹ جیب سے نکال کر لوگر کو دیئے اور اسے جانے کی اجازت دے دی۔ لوگر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"باس، یہ بوڑھا سمندر میں کیسے تیر سکتا ہو گا۔ اس سے تو پوری طرح چلا بھی نہیں جا سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ پرانا ماہی گیر ہے اور یہ لوگ تو خود مچھلی ہوتے ہیں اور مچھلی کے بچے کو کون تیرنا سکھاتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، ہمارا وہاں مشن کیا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"اس جزیرے اور اس سے ملحقہ جزیرے راتھ پر ایک مافیا کا قبضہ ہے جسے سانگر مافیا کہا جاتا ہے۔ اس مافیا کا ہیڈ ایک آدمی گریٹ مین نامی ہے۔ یہ مافیا منشیات کے دھندے کو کنٹرول کرتی ہے۔ شوگران کا ایک سائنسدان ایک ایسے فارمولے پر کام کر رہا ہے جس سے خلا میں موجود کسی بھی سیٹلائٹ کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ایکریمیا یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن وہ خود سامنے بھی نہیں آنا چاہتا۔ چنانچہ اس سانگر مافیا کو آگے کیا گیا ہے اور انہوں نے اس سائنسدان کے جوان بیٹے کو اغوا کر لیا ہے اور اس کی رہائی کے بدلے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر فارمولا ان کے حوالے نہ کیا گیا تو سائنسدان کے بیٹے کو ہلاک کر دیا جائے گا اور پھر اس کی جوان بیٹی کو اغوا کر لیا جائے گا۔ ہم نے سائنسدان کے بیٹے کو بھی چھڑوانا ہے اور اس سانگر مافیا کے انچارج کا بھی خاتمہ کرنا ہے۔ اس کی پشت پر بلیک شیڈو کا انچارج جان وکٹر ہے۔ اس کا خاتمہ بھی کرنا ہے جبکہ اس سائنسدان نے دس روز کی مہلت لی ہوئی ہے۔ تاکہ وہ اس فارمولے کو مکمل کر کے حکومت شوگران کے حوالے کر دے۔ اس کے بعد فوری طور پر ان سب کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکے

گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس، پھر ہمیں اس بلیک شیڈو کے خلاف بھی تو کام کرنا چاہئے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کا مجھے علم ہے۔ ایک ہی ریڈ میں اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اصل مسئلہ اس اغوا شدہ کی رہائی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر، آپ نے دو جزیروں کی بات کی ہے لیکن آپ کی تمام کارروائیاں ایک ہی جزیرے تک محدود ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"بڑا جزیرہ داجل ہے اور کہا جاتا ہے کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر اس جزیرے پر ہے۔ دوسرا چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ وہاں شاید صرف سٹور ہوں۔ بہرحال پہلے اس داجل آئی لینڈ کو چیک کر لیں۔ پھر اس جزیرے راتھ کو بھی دیکھ لیں گے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سانگر کا چیف گریٹ مین راتھ جزیرے میں اپنے آفس میں بیٹھا معمول کے کاموں میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... گریٹ مین نے کہا۔

"شوگر بول رہا ہوں باس لوپاک سے"...... ایک مردانہ لیکن انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیوں کال کی ہے"...... گریٹ مین کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"باس، ڈینا قبیلے کے سردار تاگوئی کے باپ اولڈ لوگر کے پاس اچانک بھاری دولت آگئی ہے"...... شوگر نے کہا تو گریٹ مین کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو پھر"...... گریٹ مین نے غراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ لوگر مسلسل شراب پینے کا عادی ہے اور ساتھ ہی جوا بھی

کھیلتا ہے۔ اس لئے اس کے پاس اکثر پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہوتی اور وہ لوگوں سے بھیک مانگ کر گزارہ کرتا ہے۔ اس کے پاس اچانک بھاری رقومات دیکھ کر لوگ چونک پڑے اور لوگوں کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس نے اپنے بیٹے سردار کے بارے میں معلومات ایک گروپ کو فروخت کی ہیں۔ یہ اطلاع جب مجھے ملی تو میں چونک پڑا۔ میں نے اسے گھیر لیا اور پھر اس نے کچھ رقم کے بدلے بتایا ہے کہ گرین لائٹ ہوٹل کے تہہ خانے میں اس کی ملاقات گرین لائٹ ہوٹل کے مینجر اور مالک ماسٹر ڈیاس کی معرفت چار آدمیوں کے ایک گروپ سے ہوئی ہے۔ اس گروپ میں دو مقامی آدمی تھے جبکہ دو حبشی تھے۔ ایک ایکریمین اور دوسرا افریقی۔ انہوں نے داجل جزیرے کے بارے میں اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی ہیں اور خاص طور پر اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا ہے اور انہوں نے اس سے ایک انگوٹھی بھی لی ہے جسے دکھا کر وہ سردار تاگوئی کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں اور باس اس سے پہلے ان دو حبشیوں نے ریڈ ڈراگون کلب کو میزائلوں سے تباہ کر دیا ہے"...... شوگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور اس بار اس کی بات سن کر گریٹ مین چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں جان وکٹر کی کال آگئی تھی۔

"یہ گروپ اب کہاں ہے"...... اس بار گریٹ مین نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"معلوم کرنا پڑے گا باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"معلوم کر کے مجھے بتاؤ جلدی۔ اگر یہ گروپ وہاں موجود ہو تو ان کی جگہ کی پوری تفصیل بتاؤ"...... گریٹ مین نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور گریٹ مین نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سردار تاگوئی سے بات کراؤ"...... گریٹ مین نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گریٹ مین نے کہا۔

"سردار تاگوئی سے بات کریں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... گریٹ مین نے کہا۔

"تاگوئی بول رہا ہوں آقا۔ حکم"...... چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہارا باپ جس کا نام لوگر ہے لوپاک میں رہتا ہے"۔ گریٹ مین نے کہا۔

"ہاں آقا"...... سردار تاگوئی نے اسی طرح منمناتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"چار آدمیوں کا گروپ جن میں دو مقامی آدمی ہیں اور دو حبشی۔

ایک افریقی نژاد حبشی اور ایک ایکریمین نژاد حبشی۔ یہ گروپ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے جزیرے پر پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے تمہارے باپ کو دولت دے کر اس سے یہاں کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کی ہیں اور تمہارے باپ نے انہیں تمہارے لئے کوئی نشانی بھی دی ہے تاکہ وہ تم سے کوئی امداد حاصل کر سکیں۔ اگر تو یہ گروپ لوپاک میں ہیں تو وہاں ہمارے آدمی انہیں ہلاک کر دیں گے لیکن اگر یہ داجل پہنچیں اور تمہارے جنوبی حصے میں آئیں تو ہمیں فوری طور پر ان کی لاشیں چاہئیں ورنہ تم جانتے ہو کہ تم سمیت تمہارے پورے قبیلے کو ایک لمحے میں لاشوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے"...... گریٹ مین نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔

"آپ کی خاطر میں اپنے باپ کو بھی گولی مار سکتا ہوں آقا۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہاں کوئی اجنبی ایک لمحہ بھی زندہ نہ رہے گا"...... دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ منمناتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا۔ تمہاری اور تمہارے قبیلے کی معمولی سی غفلت تم سب کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے اور اگر یہ لوگ یہاں پہنچیں تو انہیں ہلاک کر کے فوراً مجھے اطلاع دینا"...... گریٹ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ لوگ یہاں آ کر کیا کریں گے۔ داجل میں انہیں سوائے موت کے اور کیا مل سکتا ہے"...... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ اپنے معمول کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر بعد فون

کی گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا تو اسے بتایا گیا کہ لوپاک سے شوگر کی کال ہے۔

"یس، کیا رپورٹ ہے"...... گریٹ مین نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس، یہ گروپ ہوٹل گرین لائٹ سے جا چکا ہے۔ میں نے بندرگاہ سے معلومات حاصل کی ہیں تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ چار آدمیوں کا گروپ ایک لانچ کے ذریعے جزیرہ کاشائی چلا گیا ہے اور وہ اب تک وہاں پہنچنے والے ہوں گے"...... دوسری طرف سے شوگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"جزیرہ کاشائی۔ وہاں کیا کرنے گیا ہے وہ گروپ۔ وہ جزیرہ تو ہم سے کافی دور ہے"...... گریٹ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ یہ لوگ جزیرہ کاشائی سے کوئی اور لانچ لے کر داجل پہنچیں گے۔ اس طرح وہ براہ راست داجل کے جنوبی حصے تک پہنچ جائیں گے"...... شوگر نے کہا۔

"اوکے۔ آنے دو انہیں۔ یہاں ان کی ہلاکت کا مکمل انتظام موجود ہے"...... گریٹ مین نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اسے اب ان لوگوں کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔ شمالی حصے میں وہ دور سے ہی یہاں راتھ میں چیک ہو جاتے اور ان کی لانچ کو سمندر میں ہی تباہ کیا جا سکتا تھا اور اگر یہ شمالی حصے میں پہنچ گئے تو وہاں قدم قدم پر موت ان کا سامنا کرے گی اور اگر جنوبی حصے کی طرف گئے تو پھر بھی دلدلیں اور قبیلیہ ان کی موت کا باعث بن

جائے گا"...... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں سامنے موجود ایک کاغذ پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

کاشائی ایک بڑا جزیرہ تھا جہاں سیاحوں کی بھی آمد ورفت رہتی
تھی۔اس لئے یہاں ہر قسم کے کلب، ہوٹل اور جوا خانے بھی موجود
تھے۔عمران اپنے ساتھیوں سمیت لوپاک سے ایک لانچ کے ذریعے
کاشائی پہنچا تھا چونکہ جزیرہ کاشائی لوپاک سے خاصے فاصلے پر تھا اس لئے
انہیں لانچ نے تین گھنٹوں بعد یہاں پہنچایا تھا۔وہ سب اس وقت
کاشائی کے شمالی حصے پر بنے ہوئے ساحل پر موجود تھے۔یہ ساحل خاصا
خوبصورت تھا اور کاشائی سیاحوں کے لئے سب سے پسندیدہ جگہ تھی
اس لئے یہاں ملکی یا غیر ملکی سیاحوں کی کثرت موجود تھی۔ساحل کا
ایک چھوٹا سا حصہ عوام الناس کے لئے تھا جبکہ اس چھوٹے حصے کے
اوپر عام سا اور ویران ساحل دور تک چلا گیا تھا اور یہاں کوئی آدمی نہ
جاتا تھا۔ہر طرف جھاڑیاں اور درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔عمران
اور اس کے ساتھی اس ویران ساحل پر درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے

قریب کھڑے تھے۔اس وقت سورج کی روشنی سے سارا ساحل منور ہو
رہا تھا اور سمندر کی ابھرتی اور نیچے گرتی ہوئی لہریں جہاں تک نظر جاتی
تھی دکھائی دے رہی تھیں۔عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا
ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔مائیکل بول رہا ہوں۔اوور"...... عمران نے بار بار
مقامی زبان اور لہجے میں کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس، ایمری بول رہا ہوں۔اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے
ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہم ساحل پر مخصوص جگہ پہنچ چکے ہیں۔ابھی تک تمہاری آمد نہیں
ہوئی۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہم راستے میں ہیں۔نصف گھنٹے میں پہنچ جائیں گے۔اوور"۔
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے
اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔

جوزف، جوانا اور ٹائیگر تینوں نے اپنی کمروں پر سیاہ رنگ کے
بڑے بڑے بیگ باندھ رکھے تھے جن میں ضروری اسلحہ اور تیراکی کے
جدید ترین لباس موجود تھے۔

"باس، آپ کی بات سردار تاگوئی سے ہوئی ہے یا نہیں"۔ٹائیگر
نے پوچھا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تاگوئی کے پاس جانے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ماسٹر ڈیاس

کے آدمیوں نے رپورٹ دی ہے کہ سانگر کے ایک آدمی شوگر اور بوڑھے لوگر کی ملاقات ہو چکی ہے اور لوگر نے اسے ہمارے بارے میں ساری تفصیل بتا دی ہے۔ لامحالہ اس شوگر نے گریٹ مین کو رپورٹ دے دی ہوگی اور گریٹ مین نے سردار تاگوئی کو الرٹ کر دیا ہوگا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اسی لئے آپ براہ راست داجل جانے کی بجائے کاشائی آئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ادھر آنا ویسے بھی ضروری تھا کیونکہ لوپاک سے ہمیں بہرحال پہلے شمالی حصے کی طرف جانا پڑتا اور پھر گھوم کر جنوبی حصے کی طرف۔ کیونکہ اردگرد کا سمندر وہاں طوفانی ہے جبکہ کاشائی سے ہم براہ راست جنوبی حصے میں اتر جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ماسٹر، ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے رات ہو جائے گی۔ رات کے وقت اس دلدلی گھنے جنگل میں ہم کیا کر سکیں گے"...... جوانا نے کہا۔

"جوزف ہمارے ساتھ ہے اور جوزف کو دلدلیں رات کو بھی اس طرح نظر آئیں گی جیسے ہمیں دن کو۔ ہم نے وہاں سردار تاگوئی کو اغوا کرنا ہے اور اس سے اس اغوا شدہ سائنسدان کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر واقعی تقریباً نصف گھنٹے بعد دور سے ایک بڑی اور جدید انداز کی لانچ آتی دکھائی دی۔ اس کا رخ اسی طرف تھا جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"یہ ایمری کون ہے باس اور یہ لانچ کہاں سے آرہی ہے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ایمری اس لانچ کا کپتان اور مالک ہے اور یہ لانچ خاصی جدید بھی ہے اور اس میں دوسری لانچوں کو تباہ کرنے اور اپنی حفاظت کرنے کے خصوصی آلات بھی موجود ہیں۔ دوسرے لفظوں میں تم اسے نیم فوجی لانچ بھی کہہ سکتے ہو۔ یہ لانچ ایک ڈرگ گروپ کے لئے کام کرتی ہے۔ اس لانچ کی وجہ سے ہمیں جزیرے سے کسی میزائل یا ریز سے سمندر میں بھی تباہ نہ کیا جاسکے گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد لانچ کنارے پر آلگی اور وہ سب عمران سمیت لانچ میں پہنچ گئے۔ ایمری لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کی ساری زندگی سمندر میں ہی گزری ہے۔ ان کے سوار ہوتے ہی لانچ واپس مڑ گئی اور تھوڑی دیر بعد کھلے سمندر میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"مسٹر مائیکل، داجل کے جنوبی حصے میں تو انتہائی خطرناک خفیہ دلدلیں ہیں اور وہاں نیم وحشی قبیلہ بھی رہتا ہے۔ آپ وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں"...... ایمری نے پاس بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس قبیلے کے سردار سے ملاقات کرنے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں"...... ایمری نے حیران ہو کر پوچھا۔

" ہم اس قبیلے کی دستاویزی فلم بنانا چاہتے ہیں "....... عمران نے جواب دیا تو ایری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

" لیکن آپ اس سے ملاقات کیسے کریں گے۔ وہ لوگ تو اجنبیوں کو دیکھتے ہی ہلاک کر دیتے ہیں اور آج کل تو سانگر نے انہیں انتہائی جدید مشین گنوں سے مسلح کر رکھا ہے "....... ایری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہم سفید جھنڈا لے کر ان کی طرف بڑھیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ اس کا احترام کریں گے "....... عمران نے کہا۔

" گڈ، واقعی یہ آئیڈیا تو میرے ذہن میں بھی نہ تھا "....... ایری نے اس بار پوری طرح مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً شام کے قریب دور سے داجل جزیرہ نظر آنے لگ گیا۔ عمران نے گلے میں پڑی ہوئی انتہائی طاقتور دوربین آنکھوں سے لگالی۔

" ساحل پر چند افراد موجود ہیں "....... عمران نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے ہماری لانچ انہیں نظر آ رہی ہو گی "....... ایری نے جواب دیا۔

" ٹائیگر تمہارے بیگ میں سفید جھنڈا موجود ہے۔ اسے نکال کر لانچ کے سرے پر لگا دو "....... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے چند ہی لمحوں بعد اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ لانچ کی رفتار اب کم ہو گئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ جزیرے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جزیرے پر

انتہائی گھنا جنگل تھا اور شام پڑ جانے کی وجہ سے وہاں گہری تاریکی نظر آ رہی تھی۔ پھر لانچ جیسے ہی کنارے پر جا کر لگی۔ عمران نے ایری سے مصافحہ کیا اور پھر جھنڈا لے کر وہ ساحل پر اتر آیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر، جوزف اور جوانا بھی ساحل پر اتر آئے اور لانچ تیزی سے پیچھے ہٹی اور مڑ کر واپس جاتی دکھائی دی۔ واپسی پر اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔

" سامنے جنگل میں انسان موجود ہیں باس "....... جوزف نے ساحل پر اترتے ہی ناک سکیڑتے ہوئے کہا۔

" سنو قبیلے والو۔ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے سردار سے ملواؤ "....... عمران نے اونچی آواز میں چیخ کر کہا تو جھاڑیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر پانچ لمبے تڑنگے افراد جنہوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے نکل کر سامنے آ گئے۔ ان کے آگے ایک قدرے بھاری جسم کا آدمی تھا جس نے براؤن رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے ماتھے پر سیاہ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی جس میں سیاہ رنگ کا ایک پر تاج کی صورت میں ٹنگا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی سردار تاگوئی ہے۔ اس نیم وحشی قبیلے کا سردار۔ کیونکہ اس کے خدوخال میں اپنے باپ لوگر کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

" میں سردار تاگوئی ہوں۔ کون ہو تم اور کیوں آئے ہو "۔ اس سردار نے چیخ کر کہا۔

" ہم یہاں کسی کو نقصان پہنچانے نہیں آئے اور سردار تاگوئی اگر تم نے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں تمہارے قبیلے

والوں کو بتادوں گا کہ تم نے دلدل سے کوشو کو مچھلی ہاتھ سے پکڑنے
کی بجائے قبیلے کو دھوکہ دیتے ہوئے سفید کینچوے کی مدد سے پکڑی
تھی اور تم جانتے ہو کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا"...... عمران نے مچھلی اور
کینچوے والی بات ایکریمین زبان کی بجائے گریٹ لینڈ کی زبان میں
کی تھی کیونکہ اسے لوگر نے بتایا تھا کہ اس کا بیٹا ہر زبان بہت اچھی
طرح جانتا ہے اور وہ کچھ عرصہ گریٹ لینڈ میں بھی رہ چکا ہے۔

" تم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے۔ سب کو معلوم ہے کہ
میں نے مچھلی کس طرح پکڑی تھی اور مسئلہ صرف مچھلی پکڑنے کا
تھا"...... سردار تاگوئی نے گریٹ لینڈ کی زبان میں ہی جواب دیتے
ہوئے کہا۔ لیکن اس کے لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

" سوچ لو۔ ہم بہرحال نہ ہی یہاں کسی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں
اور نہ ہی تمہیں سرداری سے ہٹانے کے لئے آئے ہیں۔ ہم صرف تم
سے چند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم
نے ہم سے تعاون نہ کیا تو جزیرے کا یہ حصہ اچانک مکمل طور پر تباہ و
برباد ہو جائے گا۔ ہمارے غوطہ خور ہمارے یہاں آنے سے پہلے انتہائی
تباہ کن بم لگا چکے ہیں۔ مجھے صرف ایک بٹن دبانا پڑے گا"۔
عمران نے گریٹ لینڈ کی زبان میں ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

" جھوٹ مت بولو۔ یہاں کوئی نہیں آیا۔ ہم یہاں مسلسل پہرہ
دے رہے ہیں۔ ہمیں تمہاری آمد کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا گیا ہے
اور تم نے جو مچھلی والی بات کی ہے اس سے یہ بات کنفرم ہو گئی ہے

کہ تم میرے باپ سے ملاقات کر چکے ہو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ
تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دیا جائے
ورنہ ہمارا پورا قبیلہ تباہ و برباد ہو سکتا ہے"...... سردار تاگوئی نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ یہاں ایسے کوئی انتظامات نہیں ہیں کہ
تمہارے آقاؤں کو یہاں کے بارے میں معلوم ہو سکے۔ ہم صرف تم
سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بدلے میں تمہارے
بارے میں کسی کو نہیں بتائیں گے اور تم اسی طرح سردار بنے رہو
گے۔ ورنہ اگر میں نے ایک بار ایکریمین زبان میں یہ بات کر دی تو
تمہارا پورا قبیلہ تمہارے خلاف ہو جائے گا اور تمہیں دوبارہ ہاتھ سے
مچھلی پکڑنا پڑے گی اور مجھے معلوم ہے کہ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ البتہ
میں بڑی آسانی سے یہ کام کر سکتا ہوں اور پھر میں تمہاری جگہ قبیلے کا
سردار بن جاؤں گا اور تمہارا کیا انجام ہو گا۔ یہ بات تم آسانی سے سمجھ
سکتے ہو"...... عمران نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

" تم، تم دراصل چاہتے کیا ہو۔ کھل کر بات کرو"...... اس بار
سردار تاگوئی کے لہجے میں ہلکی سی کپکپاہٹ نمایاں تھی اور اس سے ظاہر
ہوتا تھا کہ وہ اندر سے خوفزدہ ہو گیا ہے۔

" ہم تمہارے ساتھ تمہاری جھونپڑی میں جائیں گے۔ رات وہیں
رہیں گے۔ تم سے باتیں کریں گے اور صبح کو لانچ آکر ہمیں لے جائے
گی۔ بس"...... عمران نے کہا۔

" سوری، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں فوری ہلاک کر دیا جائے۔

اس لئے ہم ایسا کر کے رہیں گے۔ فائر"...... سردار تاگوئی نے بات کرتے کرتے یکلخت چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی ہی تھی کہ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی سردار کے پیچھے موجود چاروں آدمی چیختے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ یہ فائرنگ جوزف اور جوانا نے کی تھی جن کے ہاتھ پہلے سے ان کی جیبوں میں موجود مشین پسٹلز پر جمے ہوئے تھے۔

"تم، تم نے یہ کیا کیا۔ تم نے......" سردار تاگوئی نے ایک لحاظ سے ناچتے ہوئے کہا۔

"تم بھی ان کے ساتھ ہی ختم ہو سکتے تھے سردار۔ لیکن"۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ، اوہ اب کیا ہوگا۔ میری موجودگی میں چار آدمیوں کی ہلاکت۔ قبیلے والے تو میرے خلاف ہو جائیں گے"...... سردار تاگوئی نے ایک لحاظ سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ان کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دو"...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر چند لمحوں بعد چاروں لاشیں سمندر میں اچھال دی گئیں جبکہ ان کی مشین گنیں اب جوزف اور جوانا کے ہاتھوں میں تھیں۔

"یہ گنیں مجھے دے دو۔ اگر یہ تمہارے ہاتھوں میں ہوئیں تو قبیلے والوں کو شک پڑ جائے گا"...... سردار تاگوئی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ان گنوں کو بھی سمندر میں پھینک دو"...... عمران نے جوزف اور جوانا سے کہا تو اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

"اب تمہارے قبیلے والوں کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ تمہارے چار ساتھی تمہاری موجودگی میں ہلاک ہوئے ہیں۔ اس لئے اب بتاؤ کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم لوگ تو میری توقع سے زیادہ چالاک اور تیز ہو۔ لیکن میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ یہاں جزیرے پر مغرب سے صبح تک کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی البتہ میں اپنے خصوصی اختیار کی بنا پر صبح سے مغرب تک کسی کو بھی پناہ دے سکتا ہوں"...... سردار تاگوئی نے کہا۔

"تو تم سے یہیں مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ آؤ ادھر درختوں کے جھنڈ میں بیٹھتے ہیں"...... عمران نے کہا اور سردار تاگوئی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اور سردار تاگوئی درختوں کے جھنڈ میں گھاس پر بیٹھ گئے جبکہ عمران کے ساتھی ادھر ادھر درختوں کی اوٹ میں ہو کر نگرانی کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"پہلی بات تو یہ سن لو کہ اگر تم نے غلط بیانی کی تو اس کا نتیجہ بھی تم خود ہی بھگتو گے۔ میرے اندر قدرتی خاصیت ہے کہ میں دوسرے کے بولتے ہی فوراً سمجھ جاتا ہوں کہ وہ غلط کہہ رہا ہے یا درست"۔ عمران نے کہا۔

"تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں درست جواب دوں گا۔ تم

میرے بس سے باہر ہو۔ تم نے جس طرح مجھے مچھلی پکڑنے کے بارے میں دھمکی دی ہے اور جس طرح میرے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا ہوں کہ میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"۔ سردار تاگوئی نے کہا۔

"گریٹ مین سے تمہارا رابطہ کیسے رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"فون کے ذریعے۔ میری جھونپڑی میں سیٹلائٹ فون ہے"۔ سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب سوچ کر یہ بتاؤ کہ کیا یہاں جزیرے پر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں کسی اغواشدہ آدمی کو رکھا جاسکے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں، نہ یہاں ہے اور نہ ہی شمالی حصے کی طرف۔ درمیان میں ایک قدرتی پہاڑی ہے۔ اس کے نیچے چند کمرے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں بھی صرف آلات اور مشینری ہے اور کچھ نہیں۔ وہاں کوئی آدمی نہیں رہتا"...... سردار تاگوئی نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"لیکن تم اپنے باپ کو ہر ماہ منشیات کی خاصی مقدار دیتے ہو۔ جسے وہ وہاں فروخت کر کے گزارہ کرتا ہے۔ یہ منشیات کہاں سے آتی ہے"...... عمران نے کہا تو سردار تاگوئی نے ایک طویل سانس لیا۔

"میرا باپ شراب کا عادی ہے اور جوا بھی کھیلتا ہے۔ اس لئے اسے ہر وقت رقم کی ضرورت رہتی ہے۔ اس لئے میں اسے منشیات دے دیتا

ہوں تاکہ اس کا گزارہ چلتا رہے۔ ویسے منشیات کے بڑے بڑے سٹورز شمالی حصے میں ہیں۔ ادھر نہیں ہیں"...... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم وہاں جاتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں، وہاں صرف وہ لوگ جا سکتے ہیں جن کے پاس خصوصی آلات ہوتے ہیں۔ ان آلات کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں ہوتا ورنہ تو وہاں جانے والا دوسرے قدم پر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ میں منشیات ایک ایسے سٹور سے حاصل کرتا ہوں جو مغربی حصے کی سرحد پر ہے۔ میں نے وہاں ایک خفیہ راستہ بنایا ہوا ہے اور میں صرف اس قدر منشیات لیتا ہوں جو میں اپنے باپ کو دے سکوں ورنہ یہاں منشیات تو ہمارے کسی کام کی نہیں ہے"...... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کبھی راتھ جزیرے پر گئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں، مجھے صدیوں کے رواج کے مطابق اس جزیرے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے"...... سردار تاگوئی نے جواب دیا۔

"گریٹ مین کہاں رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"راتھ میں"...... سردار نے مختصر سا جواب دیا۔

"کیا تم نے کبھی اس سے ملاقات کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں، دو تین بار وہ ہمارے قبیلے میں آیا ہے۔ اسے یہاں کی ایک لڑکی بھی پسند آ گئی تھی۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا"...... سردار

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے حلیئے اور قدوقامت کی تفصیل بتادو"....... عمران نے کہا تو سردار نے تفصیل بتادی۔

"اوکے، اب تم ہمیں اپنی جھونپڑی میں لے چلو۔ ہم رات وہیں گزاریں گے"....... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر آقا تک بات پہنچ گئی تو"....... سردار نے گھبرا کر کہا۔

"تمہارے ساتھیوں میں سے ایسا کوئی نہیں ہو سکتا جو اطلاع دے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کے پاس بھی ٹرانسمیٹر ہوتا اور ٹرانسمیٹر کا علم بہرحال ہو ہی جاتا ہے"....... عمران نے کہا تو سردار نے ایک طویل سانس لیا۔

"تم واقعی حیرت انگیز ذہانت کے مالک ہو۔ آؤ"....... سردار نے کہا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو بھی بلالیا۔ پھر وہ سب سردار کی رہنمائی میں گھنے جنگل میں سفر کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ عمران نے جوزف کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کر دیا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ یہ سردار کسی بھی دلدل میں انہیں پھنسا سکتا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ جوزف کی ہوشیاری سے ایسا نہیں ہو سکے گا۔ سردار کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی چل رہے تھے۔ جوزف واقعی بے حد چوکنا اور محتاط نظر آ رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گھنے جنگل کے اندر ایک خالی قطعہ میں پہنچ گئے۔ یہاں ہر طرف جھونپڑیاں موجود تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی جھونپڑی تھی جس پر سرخ رنگ کا ایک بڑا سا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

"یہ اجنبی کون ہیں"....... اچانک دو لمبے تڑنگے آدمیوں نے تیزی سے آگے بڑھ کر کہا۔

"آقا کے مہمان ہیں"....... سردار نے تڑخ کر جواب دیا۔

"اوہ اچھا"....... وہ دونوں سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ گئے اور وہ سب اس خالی قطعے میں داخل ہو گئے۔ وہاں بے شمار عورتیں اور مرد موجود تھے اور عمران نے دیکھا کہ واقعی اس قبیلے کی عورتیں ایسے قبیلوں کی عورتوں کی نسبت زیادہ حسین تھیں۔ سردار انہیں اس بڑی جھونپڑی میں لے آیا۔ چار خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں وہاں موجود تھیں۔ شاید یہ اس کی موجودہ بیویاں تھیں۔

"آقا کے مہمانوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرو"....... سردار نے ان لڑکیوں سے کہا۔

"ہم صرف پھل کھائیں گے اور سادہ پانی پئیں گے۔ پکی ہوئی کوئی چیز نہیں کھائیں گے"....... عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ سردار کو اس کی بات پر حجت کرنے کا حوصلہ بھی نہ ہوا اور اس نے پھل اور پانی لانے کا حکم دے دیا۔

"تمہیں گریٹ مین نے کیا حکم دیا تھا"....... عمران نے پوچھا تو سردار نے تفصیل بتادی۔

"اس کا کیا نمبر ہے"....... عمران نے پوچھا تو سردار نے نمبر بتادیا اور پھر عمران کے کہنے پر اس نے ایک الماری میں سے ایک سیٹلائٹ فون پیس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"تم نے اس فون پر آقا کو کال کی تو سارا قبیلہ مارا جائے گا"۔ سردار نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ ٹائیگر تم جھونپڑی کا دروازہ بند کر دو اور وہیں ٹھہرو۔ میری گفتگو کے دوران کوئی اندر نہ آئے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور جھونپڑی کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"اب تم خود ہی اپنا منہ بند رکھو گے یا میرا کوئی ساتھی تمہارے منہ پر ہاتھ رکھ دے"...... عمران نے سردار سے کہا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... سردار نے حیران ہو کر کہا۔

"جوزف، اس کا خیال رکھنا"...... عمران نے سردار کے پاس کھڑے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران نے فون کو آن کر کے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیڈ کوارٹر"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سردار تاگوئی بول رہا ہوں۔ آقا سے بات کراؤ"...... عمران نے سردار تاگوئی کی آواز اور لہجے میں کہا تو سردار تاگوئی کا شاید حیرت کی شدت سے منہ کھلنے ہی لگا تھا کہ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اچھا، میں معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، گریٹ مین بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آقا، میں سردار تاگوئی بول رہا ہوں۔ چار آدمی جن میں دو وحشی تھے ایک بڑی سی لانچ پر یہاں جزیرے پر آئے تھے لیکن وہ جیسے ہی لانچ کو کنارے پر باندھ کر ساحل پر آئے۔ میں نے ان پر فائرنگ کرا دی لیکن آقا وہ بے حد تیز اور چالاک لوگ تھے۔ ان میں سے ایک تو مر گیا لیکن باقیوں نے بھی فائر کھول دیا لیکن ہم درختوں کی اوٹ میں تھے جبکہ وہ کھلی جگہ پر تھے۔ اس کے باوجود ہمارے چار آدمی ہلاک ہو گئے جبکہ وہ چاروں بھی آخرکار ہلاک ہو گئے۔ اب ان چاروں کی لاشیں ساحل پر پڑی ہوئی ہیں اور ان کی لانچ بھی موجود ہے۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے"...... عمران نے بڑے انکسارانہ اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں ڈال دو اور لانچ کو بھی تباہ کر دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جو حکم آقا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھہرو۔ ان کی پہچان ضروری ہے۔ میں ایک لانچ بھیجتا ہوں اس پر میرا خاص آدمی ہارڈی ہو گا۔ چاروں لاشیں اس کی لانچ میں ڈلوا دینا اور وہ دوسری لانچ بھی ہک کر کے ساتھ لے آئے گا"...... گریٹ مین نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا۔ ہارڈی کس وقت پہنچے گا تاکہ ہم ساحل پر اس کا استقبال کریں"...... عمران نے کہا۔

"راتھ سے وہاں تک جانے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ وہ آدھے گھنٹے میں پہنچ جائے گا"...... دوسری طرف سے سخت اور جھاڑ دینے والے لہجے

میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر دیا اور اسی لمحے جوزف نے بھی سردار تاگوئی کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"اب دروازہ کھول دو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے دروازہ کھول دیا۔

"یہ، یہ تم نے کیسے کر لیا۔ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا"۔ حیرت کی شدت سے بت کی طرح بیٹھے ہوئے سردار نے یکلخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ معمولی باتیں ہی سردار"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے دو لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ انہوں نے دو بڑی بڑی لیکن گہری تھالیوں میں سرخ اور زرد رنگ کے مالٹے نما پھل رکھے ہوئے تھے۔ عمران نے ان کے نام پوچھے۔

"یہ ساتھ اٹھا کر لے چلو۔ ہم وہیں کھائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہارڈی پہنچ جائے اور ہم یہاں بیٹھے پھل ہی کھاتے رہ جائیں"۔ عمران نے کہا تو اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور وہ پھل جیبوں اور بیگوں میں بھر کر وہ سب ایک بار پھر جھونپڑیوں کی اس بستی سے نکل کر دوبارہ اسی راستے پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ گئے۔

"اب کیا کرنا ہے۔ یہاں لاشیں تو موجود نہیں ہیں"۔۔۔۔۔۔ سردار نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ہارڈی کو ساحل پر بلانا ہے اور اسے کہنا ہے کہ تمہارے آدمی لاشیں اٹھا کر بستی میں لے گئے ہیں اور تم نے انہیں واپس لانے کا کہہ دیا ہے۔ وہ ابھی لاشیں لے کر یہاں پہنچ رہے ہیں۔ ہم ادھر درختوں کے جھنڈ میں رہیں گے۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن جب تم وہاں پہنچو گے تو آقا سمجھ جائے گا کہ میں نے اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ پھر"۔۔۔۔۔۔ سردار نے کہا۔

"تمہارے آقا کو تم تک پہنچنے ہی نہ دیا جائے گا۔ تم بے فکر رہو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس کے کاندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور سردار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اسے ساحل پر چھوڑ کر اپنے ساتھیوں سمیت درختوں کے جھنڈ میں آ گیا۔

"اس ہارڈی کو ہم نے زندہ پکڑنا ہے تاکہ راتھ کے بارے میں اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی جا سکیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف تیزی سے گھوم کر دوسری طرف جھاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جگہ اس جگہ سے قریب تھی جہاں سردار کھڑا تھا۔

"اس سردار کا بھی کچھ ہونا چاہئے باس۔ ورنہ اس نے ہمارے جاتے ہی فون پر اطلاع دے دینی ہے"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اس لئے میں فون ہی جیب میں ڈال لایا ہوں لیکن اس کے باوجود اس کی لاش ہم ساتھ لے جائیں گے تاکہ جب

تک اس کی تلاش ہو۔ ہم راتھ پہنچ کر حالات کو کنٹرول کر سکیں۔ ورنہ یہ لوگ شاید تیر کر بھی راتھ پہنچ جائیں"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہمارا یہاں آنا بے کار ہی گیا ہے ماسٹر"...... اچانک پاس کھڑے جوانا نے کہا۔

"وہ کیوں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمیں بہر حال جانا تو دوسرے جزیرے پر ہی پڑے گا"...... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ماسٹر جوانا۔ لوگوں کی گردنیں توڑنا اور بات ہوتی ہے اور ذہانت سے آگے بڑھنا اور بات ہوتی ہے۔ مجھے بھی معلوم تھا کہ اصل معاملات راتھ میں ہی ہوں گے لیکن اگر ہم براہ راست لانچ لے کر راتھ پہنچ جاتے تو ہمیں سمندر میں ہی ہلاک کر دیا جاتا۔ اب ہارڈی ہمیں خود وہاں لے جائے گا۔ کیا تمہیں یہ فرق محسوس نہیں ہو رہا"۔ عمران نے کہا تو جوانا کے چہرے پر یکلخت شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ماسٹر آپ واقعی ماسٹر ہیں۔ آپ کا ذہن جس انداز میں کام کرتا ہے شاید شطرنج کے بڑے بڑے ماہرین بھی اس ذہانت کا مظاہرہ نہ کر سکیں گے۔ یوں لگتا ہے جیسے مستقبل آپ کے سامنے ہوتا ہے اور آپ اسے مدنظر رکھ کر قدم آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ تمام امکانات کو سامنے رکھ کر قدم بڑھائے جاتے ہیں جس طرح چوراہے پر پہنچ کر آدمی اس طرف کو مڑ جاتا ہے جدھر اس کی منزل ہوتی ہے۔ باقی تینوں راستے چھوڑ دیتا ہے اس طرح ہمارے بھی راستے میں قدم قدم پر چوراہے ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے لانچ نظر آنے لگ گئی۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے ساحل کی طرف آ رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی اونچی جھاڑیوں کی اوٹ لینے کے لئے نیچے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد لانچ کنارے پر آ کر رک گئی۔ لانچ سے ایک لمبا تڑنگا آدمی اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے لانچ کو ہک کیا اور پھر سامنے کھڑے سردار تاگونی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔

"وہ پہلی لانچ کہاں ہے سردار۔ جسے میں نے ساتھ لے جانا ہے"۔ ہاڈری نے سردار کے قریب آکر کہا۔

"وہ ادھر دوسری طرف ہے"...... سردار نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ہارڈی کوئی اور بات کرتا اچانک جوزف نے قریب ہی موجود جھاڑیوں کے پیچھے سے کسی چیتے کی طرح جمپ لگائی۔ ہارڈی کی اس طرف پشت تھی۔ ویسے بھی جوزف کی چھلانگ اس قدر تیز تھی کہ جب تک اس نے ہارڈی کو چھاپ نہیں لیا اسے ذرا برابر بھی احساس نہیں ہوا تھا اور چند لمحوں بعد ہی ہارڈی زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ سردار تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا تھا۔ اس کے چہرے پر خوف نمایاں

تھا۔ اسی لمحے جوانا جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلا اور دوسرے لمحے سردار کے منہ سے اوغ کی پھنسی پھنسی سی آواز نکلی اور ایک لمحے کے لئے اس کا جسم تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ جوانا کے ہاتھوں اپنی گردن تڑوا چکا تھا۔

"اس کی لاش اٹھا کر لانچ میں ڈالو اور جوزف تم اس ہارڈی کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم نے فوری یہاں سے جانا ہے ورنہ قبیلے کا کوئی آدمی آ گیا تو مسئلہ بن سکتا ہے"....... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب بے ہوش ہارڈی اور سردار کی لاش سمیت اس لانچ میں پہنچ چکے تھے جو ہارڈی لے آیا تھا۔ یہ لانچ بھی بڑی اور جدید تھی۔ ٹائیگر نے لانچ کا انجن سٹارٹ کیا جبکہ وہ اس کا ہک پہلے ہی کھول چکا تھا۔ اس لئے لانچ تیزی سے پیچھے ہٹنے لگی۔

"ہارڈی کو نیچے کیبن میں لے آؤ اور ٹائیگر تم نے لانچ کو اتنے فاصلے پر سمندر میں رکھنا ہے کہ نہ وہ راتھ سے نظر آئے اور نہ ہی اس جزیرے سے"....... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہارڈی کو نیچے کیبن میں ایک کرسی پر بٹھا کر رسی سے اچھی طرح باندھ دیا گیا تھا۔ رسی انہیں وہیں کیبن سے ہی مل گئی تھی۔

"تم اس کی تلاشی لو۔ میں لانچ کی تلاشی لیتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس میں کون کون سے آلات نصب ہیں"....... عمران نے کہا اور پھر وہ کیبن سے نکل کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر عرشے پر آ گیا تاکہ انجن کے ساتھ منسلک سوئچ بورڈ کو دیکھ کر معلوم کر سکے کہ لانچ میں کس طرح کے آلات نصب ہیں کیونکہ لامحالہ ان سب کا آپریٹنگ سسٹم پائلٹ کے پاس ہی ہو سکتا تھا۔ اچھی طرح چیکنگ کے بعد وہ واپس کیبن میں پہنچا تو ہارڈی کی گردن بدستور لٹکی ہوئی تھی۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"....... عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جوزف نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے ہارڈی کی ناک اور منہ بند کر دیا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا سر تھام رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو جوزف نے ہاتھ ہٹایا اور عمران کی کرسی کی پشت پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ جوانا پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ لانچ اب کھلے سمندر میں پہنچ کر ساکت ہو گئی تھی۔ البتہ اٹھتی گرتی لہروں کی وجہ سے وہ ہچکولے ضرور لے رہی تھی۔ ہارڈی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اب وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران اور عقب میں کھڑے ہوئے جوانا اور جوزف کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی انہونی اسے نظر آنے لگ گئی ہو۔

"تم، تم۔ کیا مطلب۔ تم زندہ ہو۔ تم، تم کون ہو"....... ہارڈی نے رک رک کر اور انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام ہارڈی ہے اور تم داجل جزیرے سے چار لاشوں کو

جزیرہ راتھ پہنچانے کے لئے آئے تھے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں، مگر یہ سب کیا ہے۔ وہ سردار۔ یہ سب کیا ہے"...... ہارڈی کے ذہن پر چھائی ہوئی حیرت کی تہہ اس قدر گہری تھی کہ وہ ابھی تک حیرت بھرے لہجے میں ہی بول رہا تھا۔

"سردار کی لاش یہاں اس کیبن میں موجود ہے۔ تم دائیں طرف دیکھو۔ تمہیں نظر آجائے گی"...... عمران نے بڑے ٹھنڈے سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ہارڈی کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے۔ اس کی نظریں سردار کی لاش پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا سردار نے غلط بیانی کی تھی۔ مگر کیوں"...... ہارڈی نے کہا۔

"سردار بھی اسی طرح مجبور تھا جس طرح تم ہو اور اب چونکہ تم حیرت کے گرداب سے باہر آگئے ہو اس لئے اب میرے سوالوں کے جواب دو"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ تم بے شک مجھے ہلاک کر دو"...... یکلخت ہارڈی نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔

"جوزف تمہارے پاس خنجر ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی ایک مخصوص جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ جوزف کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ ایک تیز دھار خنجر اپنے پاس رکھتا تھا۔ عمران خنجر لے کر کرسی سے اٹھا اور اس نے ایک ہاتھ سے پلاسٹک کی کرسی اٹھا کر ہارڈی کی کرسی کے

قریب رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔ ہارڈی کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور ہارڈی کا نتھنا آدھے سے زیادہ کٹ گیا تھا۔ ابھی اس کی چیخ کیبن میں گونج رہی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر حرکت میں آیا اور کیبن ایک اور وحشت ناک چیخ سے گونج اٹھا۔ ہارڈی کا دوسرا نتھنا بھی کٹ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب تم خود بخود سب کچھ بتا دو گے ہارڈی۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر کا دستہ ہارڈی کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مار دیا اور اس بار ہارڈی کا جسم اس بری طرح سے تڑپا کہ عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے ابھی اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں ٹوٹ جائیں گی۔ ساتھ ہی کمرہ گھٹی گھٹی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گو ہارڈی اپنے طور پر حلق کے بل چیختا تھا لیکن تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس کی چیخ اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی۔ اس کا جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے تیز جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا تھا اور آنکھیں ابل کر قدرے باہر کو نکل آئی تھیں۔ چہرہ پسینے سے تر تھا۔

"بولو، کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہارڈی۔ ہارڈی"...... ہارڈی کے منہ سے اس طرح لفظ نکلے جیسے اندر کسی فیکٹری میں بن کر باقاعدہ لڑھکتے ہوئے باہر آ رہے

ہوں۔

"کیا کام کرتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں زیرو فائیو کا انچارج ہوں"...... ہارڈی نے کہا تو عمران چونک پڑا اور پھر اس نے زیرو فائیو کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔ ہارڈی اب اس طرح جواب دے رہا تھا کہ جیسے اس کا ذہن عمران کے کنٹرول میں آگیا ہو۔ عمران اس سے مسلسل سوال کرتا رہا۔ اس نے راتھ جزیرے کے حفاظتی انتظامات سے لے کر جزیرے کے اندر انڈر گراؤنڈ نقشے، وہاں موجود آدمیوں کی تعداد اور گریٹ مین کے بارے میں بھی سب باتیں معلوم کر لیں۔ ہارڈی کا زیرو فائیو کا مطلب لانچوں کا ایک خفیہ گھاٹ تھا جو جزیرے کے اندر تک چلا جاتا تھا اور ہارڈی نے اسے بتایا تھا کہ گریٹ مین نے اسے لاشیں وہیں زیرو فائیو میں رکھنے کا کہا تھا۔ وہ صبح آکر انہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ جب عمران نے محسوس کیا کہ اب ہارڈی اسے مزید کچھ نہیں بتا سکتا تو وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اسے ہلاک کر کے اس کی لاش اور سردار کی لاش دونوں کو لوہے کے بھاری ٹکڑے سے باندھ کر سمندر میں ڈال دو"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں چڑھتا ہوا عرشے کی طرف بڑھ گیا۔

گریٹ مین ٹی وی پر آنے والی ایک فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ یہ فلم اس نے ڈی وی ڈی کے ذریعے لگائی تھی اور یہ اس کی پسندیدہ فلم تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اب کیا ہو گیا ہے"...... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ٹی وی کی آواز پہلے ہی کم تھی کیونکہ وہ ہلکی آواز کا عادی تھا۔ تیز آواز سے اسے ویسے ہی نفرت تھی۔

"یس"...... اس نے قدرے سخت اور ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"مارک بول رہا ہوں باس۔ ہارڈی کی طرف سے ریڈ کاشن آنا شروع ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ ہارڈی کی طرف سے ریڈ کاشن۔ کیا مطلب"...... گریٹ مین نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"ابھی چند لمحے پہلے کاشن آنا شروع ہوا ہے اور مسلسل آ رہا ہے"....... دوسری طرف سے مارک نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے مگر کس نے۔ کیا سردار نے ایسا کیا ہو گا"....... گریٹ مین نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سردار ایسا آدمی تو نہیں ہے باس۔ آج تک اس کی طرف سے کوئی شکایت تو نہیں آئی"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں کرتا ہوں سردار سے بات"....... گریٹ مین نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی آف کیا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سردار تاگوئی بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سردار تاگوئی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ہارڈی کہاں ہے"....... گریٹ مین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"وہ تو لاشیں لے کر چلا گیا ہے آقا"....... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ سردار کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا تاثر موجود تھا۔

"کب گیا ہے"....... گریٹ مین نے پوچھا۔

"نصف گھنٹہ تو ہو چکا ہو گا"....... سردار نے جواب دیا۔

"کیا وہ اکیلا آیا تھا"....... گریٹ مین نے پوچھا۔

"ہاں آقا۔ وہ اکیلا آیا تھا"....... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"....... گریٹ مین نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ خود کلامی کے انداز میں بول رہا ہو۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں آقا"....... سردار نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو گریٹ مین نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... اس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس، ہارڈی کی لانچ خاصی تیز رفتاری سے گھاٹ کی طرف آ رہی ہے"....... دوسری طرف سے مارک کی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب۔ کیا ریڈ کاشن غلط ہے"....... گریٹ مین نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا باس"....... دوسری طرف سے الجھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اچھا، میں ہارڈی سے بات کرتا ہوں"....... گریٹ مین نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس نے اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر کے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ گریٹ مین کالنگ یو۔ اوور"...... گریٹ مین نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ہارڈی اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ہارڈی کی آواز سنائی دی تو گریٹ مین بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ہارڈی کی آواز بخوبی پہچانتا تھا۔

"تمہارے بارے میں تو یہاں ریڈ کاشن مسلسل آرہا ہے اور تم زندہ بھی ہو۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اوور"...... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"باس، مارک کی مشینری میں ضرور کوئی خرابی ہو گئی ہے۔ میں تو زندہ سلامت ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے ہارڈی نے کہا۔

"لاشیں لے آئے ہو۔ اوور"...... گریٹ مین نے پوچھا۔

"یس باس۔ اوور"...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں زیرو فائیو میں ہی رکھو۔ میں کسی بھی وقت آ کر دیکھ لوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... گریٹ مین نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مارک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مارک کی آواز سنائی دی۔

"میں نے سردار اور ہارڈی دونوں سے بات کی ہے۔ ہارڈی زندہ

ہے اس کا کہنا ہے کہ مارک کی مشینری میں کوئی خرابی ہو گی۔ اس کے اس طرح کہنے سے مجھے یقین آگیا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ تم اپنی مشینری کو بھی چیک کراؤ اور ساتھ ہی آئندہ مجھے کوئی رپورٹ دینے سے پہلے مشینری چیک کر لیا کرو۔ ورنہ تمہارا ریڈ کاشن بھی دیا جا سکتا ہے"...... گریٹ مین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"نانسنس۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے کام کرتے ہوئے اور ابھی تک مشینری چیک کرنا نہیں آیا۔ زندہ آدمی کو خواہ مخواہ مردہ قرار دے دیا۔ نانسنس"...... گریٹ مین نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی دوبارہ آن کر دیا اور ایک بار پھر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں مگن ہو گیا۔

مارک نے رسیور رکھا تو اس کا چہرہ غصے اور ندامت کے ملے جلے تاثرات کی آماجگاہ بن چکا تھا۔

"باس نے مجھے ڈانٹ پلائی ہے۔ مجھے، مارک کو۔ جس کی پوری زندگی مشینری میں گزری ہے۔ وہ ہارڈی جو صرف لانچ چلانا جانتا ہے۔ وہ مجھ سے زیادہ قابل ہے"...... مارک نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود مشینری کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اسے چیک کرتا رہا۔

"یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ ہارڈی لازماً ہلاک ہو چکا ہے۔ پھر باس نے کیسے ہارڈی سے بات کر لی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہلاک شدہ انسان ٹرانسمیٹر پر بات کرے۔ باس بھی غلط نہیں کہہ سکتا۔ وہ ویسے ہی وہمی آدمی ہے۔ یقیناً کوئی خاص گڑبڑ ہے اور مجھے اس گڑبڑ کا پتہ

چلانا ہے"...... یہ خیال آتے ہی اس کے چہرے پر موجود غصے اور چڑچڑاہٹ کے تاثرات غائب ہو گئے۔ اس نے ایک اور مشین کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے نیچے موجود چند بٹن پریس کرنے کے بعد ایک اور بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے اور پھر اس پر سمندر کا منظر ابھر آیا۔ پوری سکرین پر سمندر ہی چھایا ہوا تھا۔ اس نے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے ایک لانچ سکرین پر نظر آنے لگی تو اس نے ایک اور ناب گھما کر اسے بڑا کیا۔ لانچ اب راتھ جزیرے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس نے ایک اور مشین کے ساتھ اس مشین کو لنک کیا اور پھر اس مشین کو آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی اور سکرین پر ایک جھماکے سے منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر لانچ کا عرشہ نظر آ رہا تھا اور عرشے پر انجن کے سامنے موجود آدمی کو دیکھ کر مارک بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ ہارڈی تھا۔

"اوہ، اوہ یہاں ہارڈی تو واقعی زندہ ہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ مشین بھی درست ریڈ کاشن دے رہی تھی اور یہ زندہ بھی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے"...... مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اسے ایک خیال آیا تو اس نے چونک کر ایک اور بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ہلکا سبز رنگ سا پھیل گیا اور مارک بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اب سکرین پر جو آدمی موجود تھا اس کا چہرہ ہارڈی جیسا نہ تھا بلکہ وہ کوئی ایشیائی تھا۔

"اوہ، اوہ تو یہ بات ہے۔ یہ میک اپ میں ہے"...... مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ پھر رک گیا۔ اس نے اب نچلے کیبن کی چیکنگ شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد سکرین پر لانچ کے نچلے کیبن کا منظر ابھر کر سامنے آگیا تھا اور مارک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ کیبن میں تین افراد موجود تھے۔ دو قوی ہیکل حبشی اور ایک مقامی آدمی۔

"اوہ، تو سردار نے غداری کی ہے۔ یہ لوگ تو زندہ ہیں اور الٹا انہوں نے ہارڈی کو ہلاک کر کے لانچ پر قبضہ کر لیا ہے اور اب یہ راتھ پر قبضہ کرنے آرہے ہیں۔ ویری بیڈ۔ مجھے انہیں فوری ختم کرنا ہوگا"...... مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ لانچ اب خفیہ گھاٹ میں داخل ہو چکی تھی۔ انجن پر موجود آدمی سب کچھ جانتا تھا ورنہ عام آدمی تو کسی صورت لانچ کو آگے نہ بڑھا سکتا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس نے ہارڈی سے سب کچھ معلوم کر کے اسے ہلاک کر دیا ہے لیکن اگر میں نے انہیں ہلاک کر دیا تو باس یہی سمجھے گا کہ ہارڈی یہ لاشیں لے کر آرہا تھا اور میں نے کوئی گڑبڑ کی ہے۔ اس لئے مجھے انہیں صرف بے ہوش کرنا ہوگا تاکہ میں باس کو بتا سکوں کہ میں غلطی پر نہ تھا اور نہ میری مشینری خراب تھی"۔ چنانچہ اس نے تیزی سے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود ایک مشین پر ڈالا گیا سرخ رنگ کا کپڑا کھینچ کر علیحدہ کیا اور پھر تیزی سے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے اسے ایڈجسٹ کیا اور واپس آکر پہلے والی مشین کو دیکھنے لگا۔ اب لانچ زیرو فائیو میں پہنچ کر رک گئی تھی اور لانچ میں سے چاروں آدمی اتر کر بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوئے مارک نے ایک بٹن پریس کر دیا اور کمرے میں یکلخت تیز سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا سا پڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ چاروں آدمی اس طرح نیچے گرے جیسے حشرات الارض زہریلے سپرے سے نیچے گرتے ہیں اور نیچے گر کر وہ ٹیڑھے میڑھے انداز میں ساکت پڑے رہ گئے۔

مارک نے جلدی سے اٹھ کر دوسری مشین آف کی۔ نیچے پڑا ہوا سرخ رنگ کا کپڑا اٹھا کر اس کو دوبارہ ڈھانپ دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"براؤن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ سخت سی آواز سنائی دی۔

"مارک بول رہا ہوں براؤن۔ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر زیرو فائیو پہنچو۔ وہاں روم نمبر تھری میں چار آدمی بے ہوش پڑے ہیں۔ ان کی تلاشی لو اور تمام چیزیں ان سے علیحدہ کر کے انہیں اٹھوا کر بلیو روم میں پہنچا دو اور پھر الیکس چیئرز پر انہیں ڈال کر تمام چیئرز کے بٹن آن کر دو"...... مارک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"چار افراد زیرو فائیو میں۔ یہ کون ہیں اور کیسے وہاں پہنچ گئے"۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے انداز میں کہا گیا۔

"یہ داجل جزیرے سے آئے ہیں۔انہوں نے ہارڈی کو ہلاک کر دیا ہے۔ان میں سے ایک آدمی ہارڈی کے میک اپ میں ہے۔اچھا ہوا تم نے بات کر لی ورنہ مجھے تو خیال ہی نہ آیا تھا کہ ان میں سے ایک ہارڈی کے میک اپ میں ہے اور تم اسے اصل ہارڈی سمجھ کر اگر ہوش میں لے آتے تو مسئلہ بن جاتا۔میں نے انہیں ریڈ ریز اٹیک سے بے ہوش کر دیا ہے۔اب یہ بغیر اینٹی انجکشن کے ہوش میں نہیں آسکتے لیکن چونکہ یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے ہر قسم کے خطرے سے بچنے کے لئے انہیں بلیو روم میں الیکس چیئرز پر ڈالنا زیادہ بہتر رہے گا۔اس طرح ہر قسم کا خطرہ خود بخود دور ہو جائے گا"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ لوگ اتنے ہی خطرناک ہیں تو کیوں نہ انہیں ہلاک کر دیا جائے"...... دوسری طرف سے براؤن نے کہا۔

"نہیں، انہیں زندہ رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ چیف سمجھ رہا ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔اگر ان کی لاشیں سامنے لائی گئیں تو وہ اس بات پر کبھی یقین نہیں کرے گا کہ یہ لوگ زندہ راتھ میں داخل ہو گئے ہیں"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے، میں ابھی کارروائی کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب چیف کو معلوم ہو گا کہ مارک کی مشینری میں خرابی تھی یا نہیں"...... مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پون گھنٹے بعد

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔مارک بول رہا ہوں"...... مارک نے کہا۔

"براؤن بول رہا ہوں۔تمہاری ہدایات کے مطابق تمام کام مکمل ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا"...... مارک نے ویسے ہی روٹین میں پوچھ لیا۔

"نہیں، کیسا مسئلہ۔وہ وہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔نہ بھی ہوتے تب بھی ہمارے لئے کیا مسئلہ بننا تھا۔لیکن مارک یہ لوگ ہیں کون اور کس طرح یہاں تک پہنچے ہیں۔ان کی لانچ کو تو راستے میں ہی تباہ ہو جانا چاہئے تھا"...... براؤن نے کہا۔

"یہ پہلے داجل جزیرے پر پہنچے ہیں۔وہاں سے یہ لوگ ہارڈی کی لانچ میں یہاں پہنچے ہیں۔تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے چیف کو علم ہے"...... مارک نے دانستہ ساری تفصیل بتانے سے گریز کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ، بہرحال اب تو یہ کینچوے بن چکے ہیں"...... براؤن نے کہا۔

"ہاں، میں نے اسی لئے انہیں الیکس چیئرز پر ڈلوایا ہے تاکہ ان کا باقی ماندہ زہر بھی ختم ہو جائے۔اوکے"...... مارک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے موجود مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سکرین پر جھماکا سا ہوا اور ایک منظر ابھر آیا۔یہ ایک

خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ نیلے رنگ کے کسی میٹریل سے بنی ہوئی کرسیاں موجود تھیں جن پر چار افراد بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے جسموں کے گرد نیلے رنگ کی دھات سے بنے ہوئے راڈز موجود تھے۔ ایک راڈان کی ٹانگوں کے گرد اور ایک سینے کے گرد موجود تھا۔ ان چاروں کی گردنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ مارک کافی دیر تک انہیں غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس "...... دوسری طرف سے چیف کی قدرے چیختی ہوئی کرخت اور ناگوار سی آواز سنائی دی۔

" مارک بول رہا ہوں باس "...... مارک نے ہلکے سے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" اب کیا ہو گیا ہے "...... چیف نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" چیف۔ وہ چاروں افراد زندہ حالت میں اب بلیو روم میں آپ کے منتظر ہیں "...... مارک نے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے "...... چیف نے یکلخت غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

" میں درست کہہ رہا ہوں چیف اور اسی لئے میں نے انہیں ہلاک نہیں کیا اور صرف ریز اٹیک سے بے ہوش کیا ہے ورنہ شاید آپ کو میری بات کا کبھی یقین نہ آتا "...... مارک نے جواب دیا۔

" کیا۔ کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہارڈی کی مجھ سے بات ہوئی ہے "...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چیف۔ لانچ میں تو ہارڈی کی لاش تک موجود نہیں ہے۔ البتہ ان میں سے ایک نے ہارڈی کا بڑا کامیاب میک اپ کیا ہوا ہے اور میں بھی سکرین پر اسے دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا لیکن پھر میں نے گرین راڈ سکرین لگائی تو میک اپ کے نیچے سے اس کا اصل چہرہ سامنے آ گیا۔ اس کے بعد میں نے انہیں ریڈ ریز سے بے ہوش کیا اور پھر براؤن اور اس کے آدمیوں کے ذریعے انہیں بلیو روم میں پہنچا دیا۔ اب آپ بے شک اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کر دیں "...... مارک نے قدرے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہمیں مسلسل دھوکہ دیا جاتا رہا ہے۔ میں اب ان دھوکہ بازوں کو آسانی سے نہیں مرنے دوں گا۔ میں ان کا عبرتناک حشر کروں گا "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس چیف۔ وہ واقعی اس قابل ہیں "...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم بلیو روم میں پہنچو۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں "...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارک نے رسیور رکھ کر اپنے سامنے موجود مشین کو آف کیا اور پھر اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑیں تو اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی مدہم پڑنے لگ گئی اور پھر جیسے جیسے درد کی لہریں تیز ہوتی چلی گئیں اس کا ذہن بھی روشن ہوتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی اس کا ذہن پوری طرح روشن ہوا اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر یکلخت گھومنے لگا۔ وہ ہارڈی کی لانچ میں اپنے ساتھیوں سمیت راتھ جزیرے کے خفیہ گھاٹ میں داخل ہو کر زیروفائیو تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ہارڈی کی لاش کے ساتھ سردار تاگوئی کی لاش کو بھی انہوں نے لوہے کا بھاری ٹکڑا باندھ کر سمندر میں پھینک دیا تھا تاکہ ان کی لاشیں اوپر کنارے تک نہ آسکیں۔ ہارڈی سے چونکہ عمران تفصیل سے سب کچھ معلوم کر چکا تھا اس لئے جب اسے پہلے اس سیٹلائٹ فون پر جو اس نے سردار تاگوئی سے حاصل کیا تھا گریٹ مین کی کال آئی تو اس نے سردار کی آواز اور

لہجے میں اس سے بات کی تھی اور اسے مطمئن کر دیا تھا کہ ہارڈی چاروں ایجنٹوں کی لاشیں لے کر چلا گیا ہے۔ اس کے بعد لانچ کے مخصوص ٹرانسمیٹر پر گریٹ مین کی کال آ گئی تو گو اسے سردار تاگوئی کے لئے آنے والی کال سے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ہارڈی کے جسم میں ایسا آلہ موجود تھا جو ہارڈی کی موت پر راتھ جزیرے کی مشین کو ریڈ کاشن دیتا تھا اور بقول گریٹ مین ہارڈی کا ریڈ کاشن مشینری کو مل رہا تھا لیکن عمران نے ہارڈی کی آواز اور لہجے میں اس کی نفی کر دی اور ہارڈی سے ہی اسے معلوم ہوا تھا کہ مشینری کا انچارج مارک نامی آدمی ہے۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر مارک کا نام لے کر مشینری کی خرابی کا عندیہ دیا تھا اور جس انداز میں گریٹ مین اس کی بات پر مطمئن ہوا تھا اس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ اس کی کوشش کامیاب ثابت ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ اسے خطرہ تھا کہ جزیرے سے جدید ترین آلات کی مدد سے لانچ کے عرشے کو بھی سکرین پر چیک کیا جا سکتا ہے اس لئے اس نے ہارڈی کا نہ صرف اپنے چہرے پر میک اپ کر لیا تھا بلکہ اسے سمندر میں پھینکوانے سے پہلے اس کا اترا ہوا لباس بھی اس نے پہن لیا تھا کیونکہ عمران قد و قامت میں کسی حد تک ہارڈی کے برابر ہی تھا۔ لیکن زیروفائیو پہنچ کر وہ جیسے ہی لانچ سے اتر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے چھت سے ان پر سرخ روشنی کا دھارا پڑا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور اب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت نیلے رنگ

کی کسی دھات کی بنی ہوئی کرسیوں پر موجود تھے۔ ان کے جسموں کے گرد نیلے رنگ کے ہی دو راڈز موجود تھے جن میں سے ایک اس کی ٹانگوں کے گرد اور دوسرا اس کے سینے کے گرد تھا۔ کمرے کی دیواروں، فرش اور چھت کا رنگ بھی گہرا نیلا تھا۔ کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ ٹارچنگ کے انتہائی جدید سامان کے ساتھ ساتھ ایک جدید ترین میک اپ واشر بھی موجود تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران کو محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم بے حس ہو چکا ہے۔ حالانکہ جسم کے اندر درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں لیکن اس کے باوجود جب اس نے لاشعوری طور پر اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی تو یہ حرکت خاصی سست تھی۔ اس کے ساتھ عمران کو ہلکی سی ٹھنڈک کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک عام سی اونچی نشست کی کرسی پر ایک چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ جس کے ساتھ دوسری کرسی پر ایک اور آدمی موجود تھا لیکن اس آدمی کو دیکھ کر ہی فوراً محسوس ہو جاتا تھا کہ یہ آدمی فیلڈ کا نہیں ہے۔ بلکہ مشینری کا کوئی ماہر ہو سکتا ہے۔ ان دونوں کے پیچھے دو قوی ہیکل آدمی جن کے سر گنجے تھے اور انہوں نے گہرے نیلے رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا، کھڑے تھے۔ عمران کے دائیں بازو میں بھی شدید درد تھا اور اسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں درد کی دوڑتی ہوئی لہروں کا منبع بازو ہی ہے۔ اس لئے وہ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے بازو میں کوئی انجکشن لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے درد کی تیز لہریں اس کے جسم میں دوڑ رہی ہیں اور

اسی درد کی وجہ سے اسے ہوش آیا ہے۔ اس نے گردن گھما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ سب بھی ہوش میں آنے کے مراحل سے ہی گزر رہے تھے اور ان کے چہروں پر لاشعوری طور پر ابھر آنے والی تکلیف کے تاثرات بتا رہے تھے کہ ان کے جسموں میں بھی درد کی تیز لہریں دوڑ رہی ہیں۔ فوری طور پر عمران کے ذہن میں جس خطرے نے گھنٹی بجائی تھی وہ اس کے جسم کی حرکت کا سست ہونا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ شاید جسم کو بے حس کرنے کا کوئی انجکشن لگایا گیا ہے لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ خیال مسترد کر دیا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں نہ دوڑ سکتی تھیں اور وہ یہی سوچنے لگا کہ ایسا کیوں اور کس وجہ سے ہو سکتا ہے۔ پھر چند لمحوں بعد ہی اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اور بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس نے کافی عرصہ پہلے نیلے رنگ کی خصوصی دھات الیکس کے بارے میں پڑھا تھا کہ اس دھات کی خاصیت یہ ہے کہ یہ انسانی جسم کو بے حس کر دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے یاد آ گیا کہ اس کا فوری توڑ بھی لکھا گیا تھا اور وہ توڑ تھا سادہ پانی۔ لیکن عمران نے اس وقت اس پوائنٹ پر سوچا تھا کہ اگر اس دھات کی وجہ سے اس کا جسم بے حس ہو جائے اور پانی بھی میسر نہ ہو تو پھر اس سستی سے کیسے نجات حاصل کی جا سکتی ہے اور عمران کے ذہن میں اس کا بھی توڑ آیا تھا کہ وہ مسلسل لعاب دہن کو نگلتا رہے تو کسی حد تک پانی کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

"تم نقلی ہارڈی بنے ہوئے تھے۔ تمہارا نام کیا ہے"...... اچانک سامنے بیٹھے ہوئے چوڑے چہرے والے آدمی نے کہا تو عمران اس کی آواز سنتے ہی سمجھ گیا کہ وہ واقعی گریٹ مین ہے۔ سانگر کا چیف۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا، کیا مطلب۔ کیا تم سائنسدان ہو"...... گریٹ مین نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ڈگریاں سن لینے کے باوجود بھی تمہیں شک کیوں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جو بھی ہو۔ بہرحال اب تمہیں ہر حالت میں مرنا ہوگا اپنے ساتھیوں سمیت"...... گریٹ مین نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے کسی عدالت کا جج ملزم کو سزائے موت کا فیصلہ سنا رہا ہو۔

"موت تو برحق ہے گریٹ مین اور سب کو آنی ہے۔ ہمیں بھی اور تمہیں بھی اور تم نے اگر ہمارے بارے میں کوئی فیصلہ کر لیا ہے تو پھر دھمکیاں دینے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم ویسے ہی احمقوں کی طرح منہ اٹھائے تمہارے اس ہیڈ کوارٹر میں گھس آئے ہیں"...... عمران کے لہجے میں سنجیدگی کے ساتھ ساتھ ہلکا سا طنز بھی شامل تھا۔

"ہم نے تمہاری تلاشی لی ہے۔ تمہارا سارا سامان بھی ہمارے

قبضے میں ہے اور تم اس وقت جن کرسیوں پر موجود ہو یہ کرسیاں انسان کو حرکت کرنے سے معذور کر دیتی ہیں۔ اس کے باوجود تم راڈز میں جکڑے ہوئے ہو۔ اس لئے تم چاہے کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہو اس وقت حقیر کینچوے سے بھی بدتر ہو"...... گریٹ مین نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اپنی طرف سے تمام طریقے آزما رکھے ہیں لیکن جب تک ہماری موت کا وقت نہیں آئے گا اس وقت تک تمہارا کوئی بھی طریقہ ہماری موت نہیں بن سکے گا۔ مجھے معلوم ہے یہ ایلکس دھات کیا ہوتی ہے اور کس طرح کام کرتی ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان تو ہر لمحے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زندہ رہتا ہے اور الٹا موت ہماری اس وقت تک حفاظت کرتی ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقررہ نہیں آ جاتا۔ تم مجھے صرف یہ بتا دو کہ تم نے شوگران سائنسدان چیانگ کے بیٹے شوکائی کو اغوا کر کے کہاں رکھا ہے۔ تمہارے ہارڈی سے میں نے پوچھا تھا لیکن اسے معلوم ہی نہ تھا"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شوکائی جہاں ہے وہاں تمہارا تصور بھی نہیں جا سکتا"۔ گریٹ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر اب تمہارا کیا فیصلہ ہے۔ تم شوکائی کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہو یا ہم ازخود اسے نکال کر لے

جائیں۔ لیکن ایسی صورت میں تم اور سانگر کا ہیڈ کوارٹر سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ بولو آخری فیصلہ کرو تاکہ میرے ساتھی جس اقدام کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں وہ اقدام عمل میں لایا جائے"۔ عمران نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" مارک، یہ لوگ جس طرح مطمئن ہیں اس سے مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے"...... گریٹ مین نے اس بار ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سمجھ گیا کہ ہارڈی نے جس مشینری انچارج مارک کے بارے میں بتایا تھا یہ وہی آدمی ہے اور یقیناً اس نے انہیں بے ہوش کر کے یہاں ڈلوایا ہے۔

" باس، یہ لوگ بے حد تربیت یافتہ ہیں۔ اس لئے یہ ایسی باتیں کر کے اور ایسے انداز اختیار کر کے دوسرے کو پریشان کر دیتے ہیں۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ نہ یہ حرکت کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ راڈز سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ویسے انہیں زیادہ وقت دینا بھی نہیں چاہئے۔ آپ ایک لمحے میں ان کا خاتمہ کر دیں"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم فیلڈ کے آدمی نہیں ہو مارک۔ تمہارا تعلق ساری عمر صرف مشینری سے رہا ہے۔ اس لئے تمہارا تمام تر انحصار مشینری پر ہی رہتا ہے لیکن مشینری کو دو دھاری تلوار کہا جاتا ہے جو بعض اوقات اپنوں کا گلا بھی کاٹ دیتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ انہیں مزید وقت دینا حماقت ہی ہے"...... گریٹ مین نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی مارک بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" روکی اور بیرو"...... گریٹ مین نے مڑ کر دونوں گنجوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس"...... دونوں گنجوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔ دونوں کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

" ان سب کو گولیوں سے اڑا دو اور پھر ان کی لاشیں سمندر میں بہا دینا"...... گریٹ مین نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ ابھی لو"...... دونوں نے ہی بڑے پھرتیلے سے لہجے میں کہا اور ہاتھوں میں موجود مشین گنیں اوپر کر لیں۔

" ایک منٹ رک جاؤ"...... اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو گریٹ مین نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکا اور پھر واپس مڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔

" کیا تم رحم کی اپیل کرو گے۔ لیکن میرے پاس دشمنوں کے لئے رحم کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی"...... گریٹ مین نے کہا۔

" رحم نہیں۔ صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو بہر حال مارے جانا ہی ہے کیونکہ جس کھیل کے ہم کھلاڑی ہیں اس کھیل میں ہر لمحے اس کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ میری صرف اتنی درخواست ہے کہ اپنے

آدمیوں سے کہہ دو کہ ہمیں گولیاں مارنے سے پہلے ہمیں پانی پلوا دیں اور بس"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جب تم نے مرہی جانا ہے تو پھر پانی پی کر مرنے اور پیاسا مرنے میں کیا فرق پڑتا ہے"...... گریٹ مین نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جس دین کے ہم ماننے والے ہیں اس میں فرق پڑتا ہے اور تمہیں اس سے کیا خطرہ ہے۔ ہم تو اس بار واقعی بے بس ہوئے بیٹھے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"باس، یہ لوگ کوئی نہ کوئی چکر چلانا چاہتے ہیں"...... مارک نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار چونک پڑا۔

"چکر چلانا چاہتے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا یہ پانی پی کر راڈز کھول لیں گے یا ان کے پاس اسلحہ آجائے گا۔ کیا چکر چلا سکتے ہیں یہ"۔ گریٹ مین نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ یہ نہ ہی راڈز کھول سکتے ہیں اور نہ ہی حرکت کر سکتے ہیں"...... مارک نے قدرے پریشان سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیرو"...... گریٹ مین نے کہا۔

"یس باس"...... ایک گنجے نے کہا۔

"آگے جا کر راڈز چیک کرو"...... گریٹ مین نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ایک گنجے نے کہا اور تیزی سے عمران اور اس

کے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اس نے باری باری سب کے راڈز چیک کئے۔

"یہ اوکے ہیں باس"...... ہیرو نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے انہیں پانی پلاؤ اور پھر انہیں گولیوں سے اڑا دو"۔ گریٹ مین نے کہا۔

"یس باس"...... ہیرو اور روکی دونوں نے کہا اور پھر کونے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"بیٹھ جاؤ مارک۔ میں اب دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیا چکر چلا سکتے ہیں"...... گریٹ مین نے مارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ یقین کریں کہ یہ کوئی چکر نہیں چلا سکتے"...... مارک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پھر تم نے پہلے ایسی غلط بات کیوں کی"...... گریٹ مین نے اس پر چڑھائی کرتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ بس ایسے ہی منہ سے نکل گیا تھا"...... مارک نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں۔ آئندہ سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکالا کرو"...... گریٹ مین نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... مارک نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔ اس دوران دونوں گنجوں نے الماری کے قریب ہی اپنی مشین گنیں رکھیں اور دونوں ہاتھوں میں پانی کی بوتلیں اٹھا کر واپس مڑے۔

ایک عمران کی طرف آیا جو قطار کے ایک کنارے پر تھا اور دوسرا گنجا جوزف کی طرف بڑھا جو قطار کی دوسری طرف آخر میں تھا۔ ایک بوتل نیچے رکھ کر دوسری بوتل کھولی گئی اور پھر اس کا دہانہ عمران کے منہ میں ڈال دیا گیا۔ عمران اس طرح پانی پینے لگا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ پوری بوتل پی لینے کے بعد اس گنجے نے بوتل ایک طرف پھینکی اور نیچے پڑی ہوئی دوسری بوتل اٹھا کر وہ ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا جبکہ دوسرا گنجا جوزف کے بعد اب اس کے قریب بیٹھے جوانا کو پانی پلا رہا تھا۔ پانی پیتے ہی عمران کے جسم میں حرکت فوراً ہی معمول پر آگئی اور اس نے آہستہ آہستہ اپنی ٹانگ سائیڈ پر موڑی۔ گریٹ مین اور مارک دونوں ہی اب ٹائیگر اور جوانا کی طرف دیکھ رہے تھے جنہیں پانی پلایا جا رہا تھا۔ اسی لئے وہ عمران کی طرف متوجہ ہی نہ تھے۔ عمران کی ٹانگ مڑ کر کرسی کے عقبی پائے کے پیچھے پہنچ گئی اور چند لمحوں بعد ہی عمران کا پیر اس بٹن پر پہنچ گیا جسے آپریٹ کرنے سے راڈز کھل سکتے تھے۔ چونکہ جس دھات سے یہ کرسیاں بنائی گئی تھیں اس دھات کے اثرات ایسے تھے کہ اس پر بیٹھنے والے کا جسم آہستہ آہستہ بالکل ہی بے حس و حرکت ہو جاتا تھا اس لئے اس بٹن کو کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص کی طرف سے کسی طرح بھی آپریٹ نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے اسے عام انداز میں بنایا گیا تھا۔ دونوں گنجے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پانی پلا کر مڑے اور پھر وہ کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے عمران نے پیر پر دباؤ ڈالا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کٹاک کی مخصوص آوازیں کمرے میں کسی بم کی طرح گونجیں اور وہ دونوں گنجے رک کر تیزی سے مڑے۔ جبکہ گریٹ مین اور مارک دونوں بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اڑتا ہوا ان دونوں سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے کرسیوں سمیت پشت کے بل نیچے گرے۔ جبکہ عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا لیکن عمران کسی پارے کی طرح تڑپا اور گنجے کی طرف سے چلائی گئی مشین پسٹل کی گولیاں اس کے قریب سے نکلی ہی تھیں کہ یکلخت کٹاک کٹاک کی تیز آوازیں دوبارہ سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی جوانا نے یکلخت کرسی پر بیٹھے بیٹھے قلابازی کھائی اور پھر اسی لمحے اس گنجے نے جو عمران پر فائر کر رہا تھا، تیزی سے گردن موڑی ہی تھی کہ عمران پارے کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے دوسرا گنجا جو گھوم کر اپنی سائیڈ پاکٹ سے مشین پسٹل نکال کر گھومتے ہوئے عمران پر فائر کھولنا چاہتا تھا چیختا ہوا، ہوا میں اچھلا اور دوسرے لمحے گریٹ مین اور مارک دونوں سے کسی توپ کے گولے کی طرح جا ٹکرایا۔ عمران نے ایک لمحے میں سچوئیشن کو سمجھ لیا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا جبکہ دونوں گنجے مشین پسٹلز سے مسلح تھے اور اس کے ساتھ ساتھ یقیناً مارک نہیں تو گریٹ مین لازماً مشین پسٹل سے مسلح ہوگا۔ اس لئے اگر انہیں فوری کور نہ کیا جاتا تو عمران تین مختلف زاویوں پر موجود مشین پسٹلز سے سنگ آرٹ کے باوجود نہ بچ سکتا۔ ادھر جوانا

نے قلابازی کھائی تو وہ گنجا جو عمران پر فائر کھول چکا تھا کے جسم کا رخ تیزی سے جوانا کی طرف مڑا ہی تھا کہ دوسرے لمحے کمرہ ایک خوفناک دھماکے اور انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔ جوانا نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے قلابازی کھاتے ہوئے دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اس گنجے کے سینے پر مار دی تھیں اور اس کی ٹانگوں کی ضرب سے وہ قوی ہیکل گنجا توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح اڑتا ہوا عقبی دیوار سے ایک خوفناک دھماکے سے ٹکرایا اور پھر کسی گٹھڑی کی طرح نیچے گر کر ساکت ہو گیا تھا جبکہ اچانک ضرب لگنے سے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اچھل کر سائیڈ پر گرنے ہی والا تھا کہ ضرب لگا کر قوس کی صورت میں غوطہ کھا کر سیدھے ہوتے ہوئے جوانا نے ہوا میں ہی اس مشین پسٹل کو جھپٹ لیا اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دوسرا گنجا چیختا ہوا نیچے گرا اور تڑپنے لگا اور اس کے ساتھ ہی گریٹ مین اور مارک دونوں نے جو اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے، بے اختیار دونوں ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لئے۔ دونوں کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔

"ان دونوں کو ہلاک مت کرنا"...... عمران نے جوانا سے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ماسٹر۔ اس لئے تو یہ اب تک زندہ نظر آ رہے ہیں"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر دوسرے گنجے کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرا ہوا مشین پسٹل اٹھا لیا۔

"اگر تم دونوں کوئی غلط حرکت نہیں کرو گے تو زندہ رہو گے ورنہ"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم، مم معاف کر دو۔ ہم تمہیں یہاں سے خود باہر بھجوا دیتے ہیں"...... گریٹ مین نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم دونوں فی الحال کرسیوں پر بیٹھ جاؤ۔ چلو آگے بڑھو ورنہ"۔ عمران نے کہا۔

"مم، مم۔ معاف کر دو"...... مارک نے آگے بڑھنے کی بجائے وہیں کھڑے کہا لیکن دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا نیچے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ یہ فائرنگ عمران نے کی تھی۔

"جو میری بات نہیں مانتا اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اور تم ابھی یہیں کھڑے ہو۔ چلو کرسی پر بیٹھو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو گریٹ مین جس کی وہیں کھڑے کھڑے ٹانگیں کانپ رہی تھیں لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں آگے بڑھا لیکن کرسی کے قریب پہنچتے ہی وہ یکلخت بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے عمران اچھل کر ایک دھماکے سے پشت کے بل نیچے گرا لیکن اسی لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران کو ضرب لگا کر ہوا میں قلابازی کھا کر جوانا کی طرف پلٹنے والا گریٹ مین فضا میں ہی چیختا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ اس کے گرنے کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے چھت سے کوئی چھپکلی نیچے آ گرتی ہے۔ گولیاں اس کے کولہے اور

ٹانگوں پر پڑی تھیں۔اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔

"گڈ شو۔اس میں واقعی پھرتی تھی"...... عمران نے جو اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ماسٹر، یہ شخص واقعی دھوکہ دینے کا ماہر تھا۔میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کانپتا اور لڑکھڑا کر چلتا ہوا یہ آدمی اس قدر تیزی اور پھرتی کا مظاہرہ کر سکتا ہے"...... جوانا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"الماری میں میڈیکل باکس موجود ہوگا۔وہ نکالو تاکہ اس کے زخموں سے خون کا اخراج روکا جاسکے۔ورنہ یہ بغیر بتائے ہی ہلاک ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور فوراً آگے بڑھ کر اس نے پہلے ٹائیگر کی کرسی کے عقب میں جا کر راڈز کھولے اور پھر وہ جوزف کی طرف بڑھ گیا۔

"جوانا نے راڈ توڑ لیا تھا لیکن تم اسے نہیں توڑ سکے۔کیوں"۔ عمران نے جوزف کی کرسی کے عقب میں جا کر راڈ کھولنے والے بٹن کو پریس کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے دانستہ ایسی کوشش نہیں کی باس۔کیونکہ فادر جوشوا کا کہنا ہے کہ لڑنے والوں کی زیادہ بھیڑ ایک دوسرے کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے"...... جوزف نے اٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب گریٹ مین کے زخموں کی بینڈیج کر دی گئی تو

عمران کی ہدایت پر جوانا نے اسے اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا اور ٹائیگر نے کرسی کے عقب میں جا کر بٹن پریس کیا تو راڈز اس کے جسم کے گرد نمودار ہو گئے۔

"اب میں اس سے معلومات حاصل کرتا ہوں۔تم مشین گنیں اور مشین پسٹل لے کر جاؤ اور جزیرے پر موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دو اور ٹائیگر تمہیں لیڈ کرے گا"...... عمران نے کہا اور تینوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔

"ٹائیگر، ہارڈی سے جزیرے کے بارے میں جو معلومات میں نے حاصل کی تھیں وہ تم نے بھی سنی تھیں۔اس لئے پہلے جا کر یہاں کا مشین روم تباہ کر دو۔اس کے بعد باقی شکار آسان ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ تینوں اسلحہ لے کر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔

براؤن اپنے آفس میں بیٹھا ان اجنبیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جنہیں اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے زیرو فائیو سے اٹھا کر بلیو روم میں پہنچایا تھا۔ گو اس نے مارک سے ان کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن مارک نے اسے مختصر سا جواب دے کر ٹال دیا تھا۔ مارک کے مطابق یہ پاکیشیائی ایجنٹ تھے جو شوگرانی سائنسدان کے اغوا شدہ بیٹے کی رہائی کے لئے یہاں آئے تھے اور انہوں نے ہارڈی کو ہلاک کر کے لانچ پر قبضہ کر لیا تھا لیکن اس مختصر سی بات کے پیچھے جو بھیانک پس منظر موجود تھا اس نے براؤن کو تشویش میں بتلا کر رکھا تھا۔ وہ یہاں راتھ آئی لینڈ پر واقع سانگر کے ہیڈ کوارٹر کا سیکورٹی انچارج تھا اور مارک چونکہ مشینری انچارج تھا۔ اس لئے عہدے کے لحاظ سے مارک کی اہمیت براؤن سے زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود براؤن چونکہ فیلڈ کا آدمی تھا اور اس کی پوری زندگی لڑتے بھڑتے ہوئے

گزری تھی اس لئے بے شمار ایسے سوالات اس کے ذہن میں موجود تھے جن کے جواب اسے نہ مل رہے تھے۔ کچھ سوچ کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ مارک سے ان سوالوں کے جواب معلوم کرے کیونکہ چیف سے تو ایسی بات کرنا اپنی موت کو خود دعوت دینے کے مترادف تھا۔ اس لئے اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"براؤن بول رہا ہوں۔ مارک سے بات کرائیں"...... براؤن نے اپنے لہجے کو دانستہ رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

"میں مارکو بول رہا ہوں۔ مارک کا اسسٹنٹ۔ باس چیف سمیت اس وقت بلیو روم میں ہیں"...... دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"کب گئے ہیں"...... براؤن نے پوچھا۔

"تقریباً نصف گھنٹہ ہو گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ لوگ جنہیں ہم نے بلیو روم میں پہنچایا تھا کیا ابھی زندہ ہیں"...... براؤن نے غیر ارادی طور پر سوال کیا۔

"یس سر۔ ان سے تو پوچھ گچھ ہو رہی ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اچھا، جب مارک واپس آئے تو ان سے کہنا کہ مجھے فون کر لیں"...... براؤن نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور براؤن نے رسیور رکھ

دیا۔

"کاش، میں بھی اس پوچھ گچھ میں شامل ہوتا"...... براؤن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آیا تھا کہ دشمنوں کے پاس جو سامان تھا وہ تو یہاں وہ اپنے ساتھ لے آیا تھا اور اگر چیف نے اس سامان کو دیکھنا چاہا تو لامحالہ وہ اسے کال کر کے سامان سمیت بلیوروم میں بلوائے گا چنانچہ وہ کافی حد تک مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ سیکورٹی سٹاف میں اس کے ماتحت آٹھ تربیت یافتہ افراد تھے۔ ان کا کام ہیڈ کوارٹر میں موجود منشیات کے بڑے بڑے سٹورز کی حفاظت کرنا تھا کیونکہ دیگر مافیا اور تنظیمیں اکثر ایک دوسرے کے سٹورز پر چھاپے مار کر کروڑوں ڈالر مالیت کی منشیات اڑا لے جاتی تھیں۔ گو سانگر مافیا اس قدر مضبوط اور طاقتور تھی کہ آج تک کسی کو بھی یہاں چھاپہ مارنے کی جرأت نہ ہو سکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ انتہائی مستعدی اور ہوشیاری سے منشیات کے سٹورز کی مسلسل نگرانی اور حفاظت کرتے رہتے تھے۔ براؤن کا باقاعدہ آفس تھا جبکہ اس کے ماتحت علیحدہ بڑے کمرے میں بیٹھتے تھے جسے سیکورٹی ہال کہا جاتا تھا۔ وہ ہر آدھے گھنٹے بعد سٹورز کا راؤنڈ کرتے تھے۔ براؤن نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے اپنا ٹی وی آن کیا اور وہ اس میں مگن ہو گیا لیکن اس کا ذہن بار بار یہی سوچ رہا تھا کہ نجانے کب چیف کی طرف سے کال آ جائے لیکن نجانے کیا بات تھی کہ کافی طویل وقت گزر جانے کے باوجود بھی کوئی

کال نہ آ رہی تھی اور نہ ہی چیف یا مارک کو کال کر کے وہ ان سے پوچھ سکتا تھا۔ وہ ابھی ذہنی طور پر اسی ادھیڑ بن میں گم تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ براؤن بول رہا ہوں"...... براؤن نے کہا۔

"راکی بول رہا ہوں تھری ایس سے"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی تو براؤن بے اختیار چونک پڑا کیونکہ تھری ایس کے تحت جزیرے کے ایک اونچے اور گھنے درخت پر ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا جہاں اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب تھیں جن کی مدد سے جزیرے پر سے گزرنے والے ہیلی کاپٹرز یا نچلی پرواز کرتے ہوئے طیاروں کو نشانہ بنایا جا سکتا تھا۔ براؤن نے تو یہ سوچ کر رسیور اٹھایا تھا کہ چیف کی کال ہو گی اور وہ اسے بلیوروم میں بلا رہا ہو گا لیکن خلاف توقع راکی کی کال نے اسے چونکا دیا تھا۔

"کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"...... براؤن نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔

"فور فور میں کیا ہو رہا ہے براؤن۔ میں نے وہاں تین اجنبی افراد کو دیکھا ہے"...... راکی نے کہا۔

"اجنبی افراد اور فور فور میں۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ فور فور وہ شعبہ تھا جس میں سیکورٹی سیکشن بھی آتا تھا۔ یہ جزیرے میں اوپن جگہ پر تھا تا کہ بیرونی اور

اندرونی دونوں اطراف کی سیکورٹی کو کور کیا جاسکے۔ وہاں اس کے دو آدمی مستقل رہتے تھے۔

"میں نے خود دوربین سے دیکھا ہے۔ دو قوی ہیکل حبشی اور ایک مقامی آدمی تھا۔ یہ تینوں انتہائی چوکنا انداز میں آگے بڑھ رہے تھے"...... راکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی تک مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... براؤن نے تیز لہجے میں کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب مار کو کو کال کرنا چاہتا تھا کیونکہ جس جگہ کے بارے میں راکی بتا رہا تھا وہاں سے مشین روم قریب تھا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... ایک آواز سنائی دی۔

"براؤن بول رہا ہوں"...... براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ مار کو بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مشین روم میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے"...... براؤن نے پوچھا۔

"گڑبڑ۔ کیسی گڑبڑ"...... مار کو نے چونک کر کہا۔

"راکی نے ابھی مجھے بتایا ہے کہ تین اجنبی افراد کو مشین روم کے قریب فور فور میں دیکھا گیا ہے اور یہ ان چار میں سے تین افراد ہیں جنہیں بے ہوشی کے عالم میں بلیو روم میں پہنچایا گیا تھا"...... براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"راکی کو دھوکہ ہوا ہوگا۔ بلیو روم میں سے کوئی کیسے نکل سکتا

ہے۔ ویسے بھی مارک اور چیف کے ساتھ ساتھ وہاں دونوں گنجے روکی اور بیری موجود ہیں۔ اس لئے ایسا تو سوچنا ہی حماقت ہے"۔ دوسری طرف سے مار کو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... براؤن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ مار کو کی بات ٹھیک تھی۔ اس لئے وہ مزید کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ البتہ اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"شیراڈ۔ راکی نے اطلاع دی ہے کہ فور فور میں تین اجنبی افراد دیکھے گئے ہیں۔ جبکہ مشین روم والے اس سے انکار کر رہے ہیں۔ تم ہیری کو ساتھ لے کر فور فور جاؤ اور چیک کرو اور اگر کوئی اجنبی افراد وہاں موجود ہوں تو انہیں مار گراؤ"...... براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... شیراڈ نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔ براؤن نے ٹی وی بند کر دیا تھا۔ اس کے ذہن میں مسلسل راکی کی بات چبھ رہی تھی لیکن یہاں بیٹھے بیٹھے وہ کوئی فیصلہ بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ اسے بلیو روم میں چیف سے خود بات کرنی چاہئے۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے چیف کی تیز آواز سنائی دی۔

"براؤن بول رہا ہوں چیف۔ سیکورٹی آفس سے"...... براؤن نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس، کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

"چیف، اینٹی ایئر کرافٹ گن انچارج راکی نے اطلاع دی ہے کہ تین اجنبی افراد جن میں سے ایک مقامی اور دو قوی ہیکل حبشی ہیں فور فور میں دیکھے گئے ہیں۔ میں نے وہاں مشین روم میں کال کیا تو مارکو نے بتایا ہے کہ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں نے اپنی سیکورٹی کے دو افراد کو وہاں بھیج دیا ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں"...... براؤن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ راکی کو اب دن میں خواب آنے لگ گئے ہیں۔ اس کی آنکھیں نکالنا پڑیں گی"...... دوسری طرف سے غراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو براؤن نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

اپنے ساتھیوں کے جانے کے بعد عمران نے کرسی پر موجود گریٹ مین کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران پیچھے ہٹ گیا اور پھر اس نے کچھ فاصلے پر اوندھی پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر اسے گریٹ مین کی راڈز والی کرسی کے قریب رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اس نے جا کر دروازے کو اندر سے لاک کر دیا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کسی بھی وقت کوئی بھی آدمی اچانک دروازہ کھول کر اس کی پشت پر فائر کر سکتا تھا۔ دروازہ لاک کر کے وہ واپس مڑا اور آ کر گریٹ مین کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد گریٹ مین نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس کے چہرے پر یکلخت شدید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم نہ صرف اچھے اداکار ہو بلکہ اچھے لڑاکے بھی ہو۔ بڑے طویل

عرصے بعد میں نے تمہارے ہاتھوں شکست کھائی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کاش میں تمہیں شکست دے سکتا۔ نجانے تم نے کیا کیا ہے۔ ان کرسیوں پر بیٹھنے والا تو صرف سانس لے سکتا ہے، بول سکتا ہے لیکن حرکت کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن تم شاید انسان ہی نہیں ہو۔ تم نے نہ صرف راڈز کھول لئے بلکہ مجھ پر حملہ بھی کر دیا اور تمہارا ساتھی اس نے تو اس قدر مضبوط راڈ کو توڑ دیا ہے"....... گریٹ مین نے رک رک کر کہا۔

" تم نے جس انداز میں مجھ پر حملہ کیا اور مجھے نیچے گرانے میں کامیاب ہوگئے۔ میں اسے اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں اور میرے دل میں تمہاری قدر میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تمہیں ہلاک کروں اور تمہارا یہ ہیڈ کوارٹر تباہ کروں کیونکہ تمہارے اس مافیا اور منشیات بزنس سے پاکیشیا کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تم نے سائنسدان کے بیٹے کا اغوا صرف اپنے دوست بلیک شیڈو کے جان وکٹر کے کہنے پر کیا ہے جبکہ یہ تمہارا دھندہ بھی نہیں ہے اور اب میرے پاس زیادہ وقت بھی نہیں ہے۔ اس لئے تم مجھے وہ جگہ بتا دو جہاں مغوی شوکائی موجود ہے۔ میں اسے ساتھ لے کر خاموشی سے چلا جاؤں گا"....... عمران نے کہا۔

" تم میرے ساتھ جو چاہے کرو لیکن تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکتے کیونکہ جزیرے میں ہر طرف میرے آدمی موجود ہیں البتہ اگر تم

مجھے چھوڑ دو اور وعدہ کرو کہ تم دوبارہ یہاں نہیں آؤ گے تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یہاں سے زندہ سلامت باہر بھجوا دوں گا"....... گریٹ مین نے اس بار بڑے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوکے، میں نے تمہیں ایک چانس دیا تھا لیکن تم نے یہ چانس ضائع کر دیا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی خفیہ جیب سے ایک تیز دھار استرے نما خنجر نکال لیا۔

" میں اب تین تک گنوں گا اس کے بعد تمہاری ایک آنکھ نکال دوں گا۔ پھر تین تک گنوں گا پھر دوسری آنکھ بھی۔ پھر تین تک گنوں گا اور تمہاری ناک کاٹ دوں گا۔ اس طرح باری باری میں تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ کاٹتا چلا جاؤں گا البتہ جہاں تم بتا دو گے وہاں میرا ہاتھ رک جائے گا"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گریٹ مین کوئی جواب دیتا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور گریٹ مین کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کٹ گیا۔ گریٹ مین کے حلق سے چیخ سی نکلی لیکن ابھی اس کی چیخ مکمل نہ ہوئی تھی کہ عمران کا ہاتھ دوبارہ حرکت میں آیا اور گریٹ مین کا دوسرا نتھنا بھی کٹ گیا۔

" مجھے معلوم تھا کہ تم ذہن کو بلینک کر سکتے ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں اندھا ہونے کے خوف میں مبتلا کر کے تمہارے نتھنے کاٹ دیئے ہیں۔ اب تم ذہن کو بلینک کرنے کے قابل ہی نہیں رہے ہو۔ اب

سب کچھ تم خود ہی بتا دو گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گریٹ مین کی پیشانی پر ابھر آنے والے رگ پر خنجر کا دستہ مار دیا۔ گریٹ مین کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بری طرح لرزنے لگا۔ عمران نے دوسری ضرب لگائی اور گریٹ مین کی آنکھیں مخصوص انداز میں پھیلتی چلی گئیں جس سے عمران سمجھ گیا کہ اب اس کا شعور ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے اور اب وہ لاشعور کے تحت زندہ ہے۔ عمران نے فوراً اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ گریٹ مین اب اس انداز میں جواب دے رہا تھا جیسے ٹرانس میں آیا ہوا ہپناٹزم کا معمول جواب دیتا ہے۔ عمران نے تفصیل سے ساری معلومات حاصل کر کے آخر کار خنجر گریٹ مین کی شہ رگ میں اتار دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ خنجر واپس کھینچتا پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ گریٹ مین ختم ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں۔ اس لئے اس کی طرف سے اب کسی مداخلت کا امکان باقی نہ رہا تھا۔

"یس"...... عمران نے گریٹ مین کے لہجے اور آواز میں کہا تو دوسری طرف سے بولنے والے نے بتایا کہ وہ سیکورٹی چیف براؤن ہے اور اسے کسی راکی نے بتایا ہے کہ تین اجنبی افراد وہاں دیکھے گئے ہیں۔ عمران نے گو اس کی تسلی کرا دی تھی اور پھر رسیور رکھ دیا لیکن اب اسے اپنے ساتھیوں کی فکر لگ گئی تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی

سے خنجر واپس کھینچا۔ اسے گریٹ مین کے لباس سے صاف کر کے واپس اپنی مخصوص جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں سنسناہٹ سی ہو رہی تھی کیونکہ جو تفصیل اس نے گریٹ مین سے معلوم کی تھی اور پھر اس براؤن نے جو کچھ بتایا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ ٹائیگر اور اس کے ساتھی شدید خطرے میں ہیں اور کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے آنے والی گولیاں انہیں یقینی طور پر چاٹ سکتی ہیں۔ اس لئے عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گو اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا کیونکہ اسلحہ اس کے ساتھی لے جا چکے تھے لیکن پھر بھی وہ جلد از جلد اپنے ساتھیوں تک پہنچنا چاہتا تھا۔ دروازے سے باہر آ کر وہ ایک تنگ سی راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر راہداری کا اختتام جیسے ہی ایک دروازے پر ہوا۔ وہ دروازے کے اندر جانے کی بجائے تیزی سے دائیں طرف کو مڑا اور چند لمحوں بعد وہ نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اترتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہاں راستے میں ابھی تک اس کا ٹکراؤ کسی سے نہ ہوا تھا لیکن جیسے ہی وہ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور تنگ راہداری میں پہنچا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے کانوں میں فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ ساتھ ایک کربناک انسانی چیخ پڑی تھی اور اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے یہ چیخ ٹائیگر کی ہے۔ اس لئے وہ یکلخت کسی مشین کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر، جوزف اور جوانا اس بلیو روم سے نکل کر تنگ سی راہداری میں چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" ہمیں سب سے پہلے مشین روم کو تلاش کرنا ہے کیونکہ یہاں ایسے آلات نصب ہیں کہ کسی بھی وقت چھت سے کوئی ریز نکل کر ہمیں بے ہوش یا ہلاک کر سکتی ہیں"...... ٹائیگر نے آہستہ سے کہا۔

" تم نے باس سے معلوم کیا ہے کہ مشین روم کہاں ہے"۔ جوزف نے پوچھا۔

" مجھے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ میں اس وقت باس کے ساتھ ہی تھا جب انہوں نے ہارڈی سے پوچھ گچھ کی تھی اور ہارڈی صرف اپنے سیکشن تک جانتا تھا۔ اس سے آگے جانے کی اسے اجازت ہی نہیں تھی۔ اس لئے ظاہر ہے عمران صاحب کو بھی اس بارے میں کوئی علم نہیں ہو گا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی

دیر بعد وہ رک گئے کیونکہ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا تھا جو بند تھا۔ ٹائیگر نے پہلے دروازے سے کان لگایا اور دوسری طرف سے آنے والی آوازیں سننے کی کوشش کی۔

" اندر کوئی نہیں ہے"...... جوزف نے بڑے یقین بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دروازے پر دباؤ ڈالا۔ دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ اس لئے کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا لیکن اس میں صرف کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ بڑی بڑی پیٹیاں تھیں جو خالی تھیں۔ ایسی پیٹیاں جن میں مشینری پیک کر کے لائی جاتی ہے۔ وہ کمرے کے اندر کھڑے غور سے اس کمرے کو دیکھ ہی رہے تھے کہ یکلخت انہیں چھت پر سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی کرسی کو فرش پر گھسیٹا گیا ہو۔ پھر قدموں کی بھی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

" ہمیں اوپر جانا ہو گا۔ آؤ"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر آ کر وہ دائیں ہاتھ پر اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔ جوزف اور جوانا اس کے پیچھے تھے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند تھا لیکن وہ بھی لاکڈ نہ تھا۔ ٹائیگر نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک کھلی ٹیرس تھی جس کے باہر آہنی جنگلا لگا ہوا تھا اور یہ ٹیرس گھوم کر دوسری طرف جا رہی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اس ٹیرس پر چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اس ٹیرس سے دور تک پھیلا ہوا جنگل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ہیڈ کوارٹر جزیرے کے اوپر بنا ہوا تھا اور یہ ٹیرس دوسری منزل پر تھی۔ ٹیرس گھوم کر ایک

دروازے پر ختم ہو گئی۔ یہ دروازہ بھی بند تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کو دبایا تو یہ بھی کھلتا چلا گیا۔ ظاہر ہے یہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس لئے کسی دروازے کو اندر سے لاک کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی گئی تھی۔ یہ کمرہ نہ تھا بلکہ تنگ سی راہداری تھی۔ وہ آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر ایک دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ اندر سے ایسی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے بھاری مشینری چل رہی ہو۔ ٹائیگر نے آہستہ سے دروازے کو دبایا تو دروازہ تھوڑا سا کھل گیا۔ ٹائیگر نے سر آگے کر کے جھری میں سے جھانکا اور پھر سر پیچھے کر لیا۔ اسی لمحے اندر سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔ بولنے والا مارکو تھا اور چونکہ ان کے کانوں میں صرف مارکو کی آواز ہی آ رہی تھی اس لئے جو کچھ مارکو نے کہا تھا انہوں نے سن لیا تو وہ سب بری طرح چونک پڑے کیونکہ مارکو نے جو جواب دیئے تھے اس سے معلوم تھا کہ انہیں کہیں سے چیک کیا گیا ہے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ جب وہ ٹیرس سے گزر رہے تھے تو انہیں کسی اور سنٹر یا جگہ سے چیک کر لیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ ابھی یہاں پہنچے تھے اس لئے اندر موجود مارکو فون کرنے والے کو بتا رہا تھا کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔

"ہمیں فل ایکشن کرنا ہو گا۔ یہ مشین روم ہے"...... ٹائیگر نے آہستہ سے اپنے ساتھ موجود جوزف اور جوانا سے کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تم یہیں رکو گے جوزف۔ ورنہ کوئی بھی عقب سے آ سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جیسے ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی ٹائیگر جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی تیزی سے دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ یہ ایک وسیع ہال نما کمرہ تھا جس میں چاروں طرف مشینری تھی۔ ہر بڑی مشین کے سامنے سٹول پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین رکھی ہوئی تھی جس کے سامنے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر فون بھی نظر آ رہا تھا۔

"خبردار"...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں۔ جوانا نے بھی اپنی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور چند ہی لمحوں بعد وہاں موجود چھ آدمی بھی ہلاک ہو چکے تھے اور وہاں موجود تمام چھوٹی بڑی مشینری بھی پرزوں کی صورت میں کمرے میں بکھر چکی تھی۔ یوں دکھائی دینے لگا تھا جیسے یہ کمرہ پرزوں کا کباڑ خانہ ہو۔ ٹائیگر نے ٹریگر پر سے ہاتھ ہٹایا اور آگے بڑھ کر اس نے اس کمرے کے آخری کونوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اس میں سے کسی اور کمرے کا راستہ نہ ہو یا کوئی دوسرا کمرہ بھی نہ ہو۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ ایک اور دروازہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابھی وہ دروازہ کھولنے ہی والا تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ کمرے کے باہر سے مشین پسٹل چلنے اور

کربناک انسانی چیخ سنائی دی تھی۔ جوانا اور ٹائیگر دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر گئے تو وہاں بیرونی دروازے کے قریب ہی ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اسے جوزف نے گولی ماری تھی۔

"اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جو واپس بھاگ گیا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"تم اندر سے دروازہ بند کر دو۔ اس مشین روم کے اندر ایک اور کمرہ ہے۔ اس سے ہم آگے بڑھیں گے۔ ورنہ تو واپس وہیں پہنچ جائیں گے جہاں سے چلے تھے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا تاکہ باہر سے کوئی اندر نہ آسکے اور پھر وہ تینوں ہی تیزی سے دوبارہ مشین روم میں داخل ہوئے اور اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جسے ٹائیگر پہلے ہی چیک کر چکا تھا۔ اس دروازے کی دوسری طرف بھی ایک بند راہداری تھی جو گھوم کر آگے چلی گئی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن جیسے ہی وہ راہداری میں گھوم کر آگے بڑھے تینوں ہی یکلخت ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ آگے ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور دروازے کی دوسری طرف ایک کمرہ تھا جس کا صرف ایک حصہ انہیں نظر آ رہا تھا لیکن وہاں خاموشی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ یہ کمرہ بھی خالی ہے۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور چند لمحے دروازے کے قریب رک کر سن گن لینے کے بعد اس نے

مڑ کر جوزف اور جوانا کو آگے آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں ہی یکے بعد دیگرے تیزی سے اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ یکلخت تیز فائرنگ کی آوازوں سے ماحول گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ ایک دھماکے سے فرش پر گرا تھا کہ کمرے میں یکلخت زلزلہ سا آ گیا۔ جوزف اور جوانا یکلخت بھوکے عقابوں کی طرح اڑتے ہوئے ان دو آدمیوں پر جا پڑے تھے جو سائیڈ دیوار سے لگے کھڑے تھے اور جن کی فائرنگ سے ٹائیگر کربناک چیخ مار کر نیچے گرا تھا۔ جوزف اور جوانا چونکہ چند لمحے بعد کمرے میں داخل ہوئے تھے اس لئے وہ فائرنگ کی زد میں آنے سے بچ گئے تھے۔ پلک جھپکنے کے عرصے میں ہی وہ دونوں آدمی چیختے ہوئے کسی تیز رفتار گیند کی طرح سامنے والی دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرائے اور پھر مردہ چھپکلیوں کی طرح نیچے گر کر ساکت ہو گئے۔ جوزف اور جوانا ان دونوں کو اچھال کر تیزی سے مڑے اور اس کے ساتھ ہی وہ فرش پر پڑے ٹائیگر پر جھکے لیکن دوسرے لمحے ان دونوں کے جسموں کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ان کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

براؤن اپنے آفس میں بیٹھا ایک بار پھر ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔ چیف سے بات ہونے کے بعد راکی کی دی ہوئی اطلاع کہ تین آدمیوں کو فور فور میں دیکھا گیا ہے کو اس نے اس کا وہم سمجھ لیا تھا۔ گو اس نے شیراڈ کو چیکنگ کے لئے بھیجا تھا لیکن شیراڈ ابھی واپس نہ آیا تھا حالانکہ اسے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ وہ یہی سمجھ کر مطمئن رہا کہ شیراڈ کو پورے ہیڈ کوارٹر کو چیک کرنے میں بہرحال کافی وقت لگ جائے گا۔ اس کی نظریں ٹی وی پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک اس کے کانوں میں دروازے کے باہر سے کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جو شخص اچھل کر اندر داخل ہوا وہ شیراڈ کا ساتھی ہیری تھا لیکن ہیری کے پیچھے جو آدمی تھا اسے دیکھ کر براؤن بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے

بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی تھا کہ اس کی میز کے قریب کھڑا ہیری یکلخت کسی گیند کی طرح اچھل کر میز کے اوپر سے ہوتا ہوا براہ راست براؤن سے آٹکرایا اور وہ دونوں ہی ریوالونگ کرسی کے گھومنے سے ایک دوسرے سے لپٹتے ہوئے نیچے گرے اور براؤن نے اپنے اوپر پڑے ہوئے ہیری کو سائیڈ پر اچھالنے کی کوشش کی اور کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی گردن کو کسی آہنی شکنجے میں جکڑ دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور پھر اس کے ذہن پر جیسے کسی نے گہرے سیاہ رنگ کا کمبل ڈال دیا ہو۔ پھر یہ سیاہ کمبل آہستہ آہستہ سرکنے لگا اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ اپنے آفس کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا تھا لیکن کمرہ خالی تھا۔ اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس نے نظریں نیچے قالین پر ڈالیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے قدموں میں ہیری کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ پہلو کے بل پڑا ہوا تھا لیکن اس کا چہرہ اوپر کی طرف مڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر موت کے بعد بھی شدید ترین تکلیف کے تاثرات موجود تھے۔ البتہ آنکھیں بے نور تھیں۔ اس کی گردن جس انداز میں مڑی ہوئی تھی اسے دیکھ کر ہی براؤن سمجھ گیا کہ اس کی گردن توڑ دی گئی ہے۔ براؤن نے ایک طویل سانس لیا اور پھر

اپنی رسیوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ جو آدمی ہیری کے پیچھے اندر داخل ہوا تھا اسے دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ راکی کی اطلاع درست تھی۔ لیکن اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ چیف نے پھر کیوں غلط بیانی کی تھی۔ یہ سب سوچنے کے بعد جب اسے اپنے کسی سوال کا جواب نہ ملا تو اس نے ان خیالات کو جھٹک دیا۔ سب سے پہلے وہ ان رسیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسے باندھنے والے کسی بھی وقت آ سکتے ہیں۔ اب وہ نجانے اسے باندھ کر کیوں چھوڑ گئے ہیں جبکہ وہ ہیری کی طرح اس کی گردن بھی آسانی سے توڑ سکتے تھے۔ اسے زندہ رکھنے اور کرسی پر باندھنے کا مطلب تو یہ تھا کہ وہ اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے اور پھر جیسے بجلی کا کوندا آسمان پر لپکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ گروپ شوگرانی سائنسدان چیانگ کے اغوا شدہ بیٹے کی تلاش میں یہاں آیا ہے اور یہ بات صرف اسے معلوم تھی کہ شوکائی کہاں ہے کیونکہ شوکائی کو اغوا کے بعد یہاں نہ لایا گیا تھا بلکہ چیف کے حکم پر وہ خود یہاں سے لوپاک گیا تھا اور اس نے وہیں سے وہ تابوت سانگر کے آدمیوں سے وصول کیا تھا جس میں وہ لڑکا بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا لیکن اس کا میک اپ ایسا کیا گیا تھا کہ وہ مردہ نظر آتا تھا اور یہ کہہ کر اسے یہاں لایا گیا تھا کہ وہ لوپاکی ہے اور اس کو یہاں لوپاک میں ہی دفن ہونا ہے۔ چیف نے اسے کہا تھا کہ اس تابوت کو لوپاک کی قدیم کالونی جسے سرسی کالونی کہا جاتا تھا، کی کوٹھی

نمبر آٹھ میں پہنچانا تھا۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی ڈاکٹر اینڈریو اسے وصول کرے گا اور وہ خود وہاں سے واپس آ جائے گا لیکن ہوا یہ کہ جب براؤن تابوت لے کر سرسی کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں پہنچا تو وہاں پہلے سے پولیس اور دوسرے افراد موجود تھے۔ براؤن کو پتہ چلا کہ بوڑھے ڈاکٹر اینڈریو کو رات کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے جس پر براؤن اپنی سٹیشن ویگن جس میں تابوت موجود تھا لے کر واپس آ گیا۔ اب وہ پریشان تھا کہ اسے کہاں پہنچائے۔ اس نے سوچا کہ وہ فون کر کے چیف سے بات کرے۔ چنانچہ ایک فون بوتھ سے اس نے ایسا ہی کیا تو چیف نے اسے کہا کہ وہ اسے بندرگاہ پر ایک کلب جس کا نام نائٹ سی کلب ہے کے جنرل مینجر رالف کو پہنچا دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر واپس آ گیا تھا۔ اس کے بعد اس کا رابطہ نہ رالف سے ہوا تھا اور نہ ہی وہ یہاں سے پھر لوپاک گیا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہی سب کچھ سوچ رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور وہی آدمی اندر داخل ہوا جس نے اس پر حملہ کیا تھا۔

" تمہیں ہوش آ گیا براؤن "...... آنے والے نے سرد لہجے میں کہا۔

" تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا اور تم یہاں آزادی سے کیسے گھوم پھر رہے ہو "...... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی بے حد حیرت تھی کہ یہاں ہر طرف انتہائی حساس سائنسی آلات نصب ہیں جو اجنبی افراد کو بے ہوش کر دیتے ہیں لیکن یہ آدمی اس طرح یہاں گھوم پھر رہا ہے جیسے وہ ان کا ہی ساتھی ہو اور اس کے

بارے میں باقاعدہ پہلے سے آلات میں فیڈنگ موجود ہو۔

"یہاں کا مشین روم تباہ کر دیا گیا ہے۔ مارک اور اس کے سب ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ تمہارا چیف گریٹ مین بھی ہلاک ہو چکا ہے"...... آنے والے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تو براؤن بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں تربیت یافتہ آدمی ہوں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ تم ایسی بات کر کے میرا حوصلہ توڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں نے خود ایسے کھیل بے شمار بار کھیلے ہیں"...... براؤن نے کہا۔ اس کے ذہن میں واقعی یہی خیال آیا تھا کیونکہ جو کچھ یہ اجنبی بتا رہا تھا وہ ناقابل یقین تھا۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔

"تمہاری مرضی۔ نہ یقین کرو تم۔ اس سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ویسے تمہاری سہولت کے لئے بتا دوں کہ میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ میرا ایک ساتھی شدید زخمی ہو گیا ہے۔ مجھے اس کی اطلاع اس وقت ملی جب میں تمہیں اس کرسی پر باندھ چکا تھا اس لئے میں اپنے ساتھی کو چیک کرنے چلا گیا۔ اس کی حالت واقعی بے حد خراب تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا۔ یہاں ایک میڈیکل باکس مل گیا جس کی مدد سے میں نے اس کا آپریشن کر کے گولیاں نکال دیں اور اس کی جان بچ گئی۔ اب اس کی حالت بہتر ہوئی ہے تو میں یہاں آیا ہوں"...... اس آدمی جس نے اپنا نام علی عمران بتایا تھا نے سادہ سے لہجے میں خود ہی تفصیل بتاتے ہوئے

کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ تم یہاں اس طرح اطمینان سے کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ آخر یہاں کیا ہو رہا ہے"...... براؤن نے اس بار انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا کیونکہ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ یہ شخص جس طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ایسا ہونا تو نہیں چاہئے تھا۔ اس لئے اس نے یہ بات کر دی تھی۔

"براؤن۔ میری تمہارے چیف سے تفصیلی بات چیت ہوئی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ مغوی شوکائی کو تم نے لوپاک میں وصول کیا تھا۔ اسے ایک تابوت میں ڈالا گیا تھا۔ اسے مردہ ظاہر کیا گیا تھا جبکہ وہ صرف بے ہوش تھا۔ شوکائی کو رکھنے کے لئے سرسی کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں رہنے والے بوڑھے ڈاکٹر اینڈریو کا انتخاب کیا گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر اینڈریو کو ایسے معاملات کا ماہر سمجھا جاتا تھا لیکن جب تم ڈاکٹر اینڈریو تک پہنچے تو وہاں پولیس وغیرہ موجود تھی اور ڈاکٹر اینڈریو کو رات کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ بہرحال تم نے گریٹ مین کو فون کر کے بتایا تو اس نے تابوت کو نائٹ سی کلب کے مالک اور مینجر رالف کے سپرد کرنے کا حکم دے دیا اور پھر تم تابوت کو رالف کے حوالے کر کے یہاں واپس آ گئے۔ کیا یہ بات درست ہے"...... اس شخص نے کہا تو براؤن واقعی اس کی باتیں سن کر حیران رہ گیا کیونکہ جتنی تفصیل اس آدمی نے بتائی تھی اتنی تفصیل سوائے براؤن اور چیف کے اور کسی سے معلوم نہ کر سکتا تھا اور اس

سے تو اس کی بات اب ہو رہی تھی لیکن اسے اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا کہ چیف اسے یہ تفصیل بتا سکتا ہے۔ اس لئے اسے حیرت ہو رہی تھی کہ آخر اس آدمی نے یہ تفصیل کہاں سے معلوم کی ہوگی۔

" یہ، یہ سب تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے "....... براؤن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ یہ سب کچھ مجھے تمہارے چیف گریٹ مین نے بتایا ہے "....... عمران نے جواب دیا۔

" میں تمہاری یہ بات تسلیم ہی نہیں کر سکتا۔ یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے "....... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے اسے پورا یقین تھا کہ یہ سب کچھ بلف ہے۔

" میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب تم نے شوکائی کو نائٹ سی کلب کے مالک رالف کے حوالے کیا تھا تو اس وقت کیا واقعی شوکائی زندہ تھا یا نہیں "....... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے سرد لہجے سے ہی براؤن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں سردی کی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی۔

" ظاہر ہے زندہ ہونا چاہئے ورنہ ہم نے اس کی لاش کا کیا کرنا ہے "۔ براؤن نے بے ساختہ اور نہ چاہتے ہوئے بھی جواب دیا۔

" کیا تم نے تابوت کھول کر چیک کیا تھا "....... عمران نے پوچھا۔

" نہیں، میں نے اسے نہ کھولا تھا اور نہ ہی چیک کیا تھا "۔ براؤن نے جواب دیا۔

" نائٹ سی کلب لوپاک میں کہاں موجود ہے "....... عمران نے کہا۔

" بندرگاہ پر مشہور کلب ہے "....... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تم نے اس کے بعد کبھی رالف سے رابطہ کیا ہے "۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں میرا اس سے کوئی رابطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو رابطہ ہوگا چیف کا ہی ہوگا "....... براؤن نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک قوی ہیکل حبشی اندر داخل ہوا۔

" کیا رزلٹ رہا جوانا "....... عمران نے اس قوی ہیکل حبشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہیڈ کوارٹر سے باہر ایک درخت پر باقاعدہ کیبن بنا ہوا تھا جس پر اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور چاروں اطراف میں انتہائی طاقتور دوربینیں نصب تھیں اور وہاں پانچ افراد موجود تھے۔ جوزف ان کی نظروں میں آئے بغیر اس کیبن پر پہنچ گیا اور پھر ان پانچوں افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ البتہ اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور دوربینیں وہاں موجود ہیں۔ اب مزید کیا حکم ہے "....... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" انہیں وہیں رہنے دو۔ جوزف کے ساتھ مل کر پورے جزیرے کا راؤنڈ لگاؤ۔ یہاں اس براؤن کے علاوہ اور کوئی آدمی زندہ نہیں رہنا چاہئے "....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ اوکے ہے"...... جوانا نے مڑتے ہوئے رک کر جواب دیا اور عمران کے اثبات میں سرہلانے پر وہ مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا، کیا واقعی تم نے جزیرے پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ کیا واقعی"...... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ جس طرح یہ حبشی اندر آیا تھا اور اس نے راکی کے بارے میں جس انداز میں جواب دیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے۔

"چھوڑو۔ یہ تمہارا دردسر نہیں ہے۔ تمہیں نائٹ سی کلب کا فون نمبر معلوم ہے"...... عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں، جب میرا رابطہ ہی نہیں ہے تو پھر مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ چیف کو معلوم ہوگا"...... براؤن نے کہا۔

"تمہارے چیف کو بھی معلوم نہیں تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ لوپاک کی انکوائری کو بھی اس فون نمبر کا علم نہیں ہے حتیٰ کہ نائٹ سی کلب کا نام بھی انہوں نے پہلی بار سنا ہے"...... اس آدمی عمران نے کہا تو براؤن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں حیرت کی شدت سے جھماکے سے ہونے لگے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اتنا بڑا کلب تھا۔ وہ کہاں غائب ہو سکتا ہے"...... براؤن نے بے ساختہ جواب دیا۔

"تم نے اس پر موجود بورڈ پڑھا تھا جس پر کلب کا نام لکھا ہوا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بورڈ نہیں بلکہ بہت بڑا نیون سائن تھا جو مسلسل جل بجھ رہا تھا"...... براؤن نے جواب دیا۔

"کتنی منزلہ تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"دو منزلہ"...... براؤن نے جواب دیا۔

"اس کا بیرونی منظر بتاؤ"...... عمران نے کہا تو براؤن نے تفصیل بتا دی۔

"اوکے۔ اب میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن تمہیں رسیوں سے آزادی خود حاصل کرنا ہوگی اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے معلوم ہے کہ یہاں ہیڈ کوارٹر میں انتہائی حساس اور خوفناک اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور ہم اس جزیرے میں وائرلیس چارجڈ بم لگا کر جائیں گے اور پھر اس پورے جزیرے کو تباہ کر دیا جائے گا۔ اگر تم اس سے پہلے یہاں سے نکل گئے تو تمہاری خوش قسمتی ہوگی ورنہ تمہیں بھی یہیں مرنا ہوگا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"رک جاؤ۔ پلیز ایسا مت کرو۔ مجھے رہا کر دو"...... براؤن نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن پر اس عمران کی بات سن کر موت کی سیاہ پرچھائیاں سی چھانے لگ گئی تھیں۔

"ایک صورت ہے براؤن کہ تم اس نائٹ کلب کا اصل نام بتا دو"....... عمران نے مڑ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ، وہ نائٹ سی کلب ہی اس کا نام تھا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"....... براؤن نے چیخ کر کہا ویسے وہ واقعی سچ کہہ رہا تھا کیونکہ اس نے اس دو منزلہ عمارت پر ایک نیون سائن بھی اسی نام کا دیکھا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ شاید زندگی میں پہلی بار اس میں داخل ہوا تھا۔

"سوری براؤن۔ اس نام کا کوئی کلب لوپاک میں نہ پہلے کبھی تھا اور نہ ہی اب ہے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو براؤن بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔ میں نے خود وہ نیون سائن پڑھا ہے"۔ براؤن نے اس بار لاشعوری طور پر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے صرف انکوائری سے ہی معلوم نہیں کیا بلکہ لوپاک کے چیف پولیس کمشنر آفس سے بھی معلوم کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لوپاک کے مین پوسٹ آفس سے بھی معلوم کیا ہے اور سب نے ہی اس نام کے کسی کلب کی موجودگی سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہاں کے سب سے قدیم ہوٹل سی ویو کے مینجر سے بھی پوچھا ہے۔ یہ مینجر گذشتہ بیس سالوں سے لوپاک کے ہوٹلوں اور کلبوں میں کام کرتا رہا ہے۔ اس نے بھی اس نام کے کلب کی موجودگی سے انکار کیا ہے"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو براؤن کے ذہن میں حیرت کی شدت سے دھماکے سے ہونے لگے۔

"یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہو سکتا"۔ براؤن نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ باقاعدہ ڈاج دیا گیا ہے۔ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے نائٹ سی کلب کا نیون سائن لگا دیا گیا اور پھر تمہارے واپس جانے کے بعد اسے اتار لیا گیا تاکہ اگر تم غداری بھی کرو تو نائٹ سی کلب ہی بتا سکو جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن چیف کو تو بہرحال اس کا اصل نام معلوم ہوگا ورنہ چیف مجھے وہاں کیوں بھیجتا"....... براؤن نے کہا۔

"ہاں، تمہاری یہ بات وضاحت طلب ہے"....... عمران نے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسی وضاحت"....... براؤن نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہارے چیف گریٹ مین نے جس حالت میں مجھے جواب دیئے ہیں اس حالت میں وہ کسی بھی طرح جھوٹ نہیں بول سکتا تھا اور شاید تمہارے لئے بھی یہ انکشاف ہو کہ سانگر کا اصل چیف گریٹ مین نہیں تھا بلکہ اصل چیف سرسی کالونی کوٹھی نمبر آٹھ میں رہنے والا ڈاکٹر اینڈریو تھا۔ اس کے بارے میں صرف گریٹ مین کو علم تھا۔ گریٹ مین اسے سپر چیف کہتا تھا۔ سانگر کا تمام جال ڈاکٹر اینڈریو کا پھیلایا ہوا تھا۔ راتھ جزیرے پر ہیڈ کوارٹر اور داجل جزیرے میں تمام حفاظتی انتظامات اور سانگر مافیا کا منشیات کی سمگلنگ پر کنٹرول ان

سب کا اصل سربراہ ڈاکٹر اینڈریو تھا لیکن اس کی اصل حیثیت کا علم صرف گریٹ مین کو ہی تھا اور ڈاکٹر اینڈریو سب کچھ گریٹ مین کے ذریعے ہی کراتا تھا۔ شوگرانی سائنسدان کے بیٹے شوکائی کے اغوا کا کیس گو جان وکٹر نے گریٹ مین کو دیا تھا لیکن گریٹ مین نے یہ کیس ڈاکٹر اینڈریو سے اجازت لینے کے بعد ہی لیا تھا۔ پھر ڈاکٹر اینڈریو نے اس سارے کھیل کا سیٹ اپ تیار کیا اور یہ بات بھی ڈاکٹر اینڈریو نے ہی گریٹ مین کو بتائی تھی کہ وہ اپنے کسی آدمی کے ذریعے تابوت جس میں شوکائی تھا اس کی کوٹھی پر بھجوا دے تا کہ وہ اسے نائٹ سی کلب کے جنرل مینجر رالف تک پہنچا دے۔ اس نے گریٹ مین کو بتایا تھا کہ شوکائی نائٹ سی کلب میں بحفاظت رہے گا اور کسی کو شک بھی نہ پڑے گا کہ وہ وہاں بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ گریٹ مین نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور تمہیں یہ ذمہ داری سونپی۔ اس لئے کہ تم بہرحال تربیت یافتہ ہو لیکن جب تم نے اسے فون پر ڈاکٹر اینڈریو کی ہلاکت کی خبر دی تو گریٹ مین کا دل مسرت سے بھر گیا کیونکہ اب وہ ڈمی چیف نہیں بلکہ سانگر کا اصل چیف بن گیا تھا۔ کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا کہ اصل چیف ہلاک ہو گیا ہے۔ نجانے کس نے اور کیوں ڈاکٹر اینڈریو کو ہلاک کر دیا تھا۔ بہرحال اس نے ڈاکٹر اینڈریو کی پلاننگ کے مطابق تمہیں تابوت سمیت نائٹ سی کلب بھجوا دیا اور تم وہاں تابوت رالف کے حوالے کر کے واپس آ گئے لیکن جب میں نے گریٹ مین سے اس رالف کا فون

نمبر معلوم کیا تو مجھے یہ سن کر بے حد حیرت ہوئی کہ اسے رالف کا فون نمبر بھی معلوم نہ تھا اور نہ ہی اس نے کبھی اس سے ملاقات کی تھی۔ اسے صرف نائٹ سی کلب اور رالف کے نام کا علم تھا اور میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا ہے کہ گریٹ مین جس حالت میں جواب دے رہا تھا اس حالت میں وہ جھوٹ بول ہی نہ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے یہی سمجھا کہ اسے واقعی معلوم نہیں ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے کلب کوئی عام عمارت نہ تھی اس لئے میں نے سوچا کہ میں خود معلوم کر لوں گا چنانچہ میں نے اسے ہلاک کر دیا لیکن اس کی ہلاکت کے بعد جب میں نے اس نائٹ سی کلب کے بارے میں معلومات فون پر حاصل کرنا چاہیں تو مجھے ہر طرف سے ناکامی ہوئی۔ گریٹ مین نے چونکہ تمہارا نام بتایا تھا کہ تم نے تابوت وہاں پہنچایا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے معلوم کروں لیکن تم بھی کچھ نہیں جانتے"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ، یہ تو واقعی عجیب بات ہے۔ لیکن ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ میں نے خود وہاں اس نام کا نیون سائن دیکھا تھا"...... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا۔

"اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ڈاکٹر اینڈریو واقعی بے مثال ذہانت کا مالک تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شوگرانی ایجنٹ شوکائی کی برآمدگی کی کوشش کریں گے۔ اس لئے اس نے شوکائی کی واپسی کا راستہ روکنے کے لئے عجیب شاطرانہ ذہانت سے کام لیا ہے۔ اس نے

کسی بھی عام سی عمارت پر نائٹ سی کلب کا نیون سائن لگوایا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو وہ بھی تمہیں تابوت سمیت نائٹ سی کلب رالف کے پاس بھجواتا اور یہی بات اس نے گریٹ مین سے کر رکھی تھی اور جب تم وہاں تابوت پہنچا کر واپس چلے گئے تو یہ نیون سائن اتار لیا گیا۔ اس طرح نائٹ سی کلب ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا۔ زیادہ سے زیادہ تم سے پوچھا جاتا تو تم اسی کلب کا نام لیتے اور اگر گریٹ مین بھی کچھ بتانا چاہتا تو وہ بھی یہی کچھ بتا سکتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ، اوہ حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ میں تو ایسا سوچ بھی نہ سکتا تھا"...... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تم بتاؤ کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے یا تم زندہ رہنا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"مم، میں۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے مت مارو"...... براؤن نے بے اختیار چیخ کر کہا۔

"تو اس کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تم ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرو"...... اس آدمی عمران نے کہا۔

"میں ہر تعاون کروں گا۔ ویسے بھی سانگر ختم ہو گئی ہے۔ اب مجھے اس سے کیا ملنا ہے"...... براؤن نے کہا۔

"سوچ لو۔ اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو پھر تمہارا انجام انتہائی عبرتناک بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مم، میں۔ میں تعاون کروں گا۔ تم یقین رکھو۔ میں تعاون کروں

گا"...... براؤن نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعاون یہ ہو گا کہ تم ہمارے ساتھ شہر میں گھومو اور اس عمارت کی نشاندہی کرو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں یہ کام آسانی سے کر سکتا ہوں"...... براؤن نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ براؤن کے قریب آ گیا۔ براؤن نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اسے یقین آگیا تھا کہ وہ اس کی رسیاں کھولنے والا ہے لیکن دوسرے لمحے اسے اس آدمی عمران کا بازو گھومتا نظر آیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی کنپٹی پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کے ذہن پر یکلخت سیاہ پردہ سا پھیلتا چلا گیا۔ شاید موت کا پردہ تھا۔

عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ ساتھ غور وفکر کے آثار واضح طور پر نمایاں تھے۔ وہ اس وقت جوانا کے ساتھ لوپاک کی ایک رہائش گاہ میں موجود تھے۔ یہ رہائش گاہ جس میں ایک نئی کار بھی موجود تھی اس نے ایک پراپرٹی ایجنٹ کے ذریعے کیش سیکورٹی دے کر حاصل کی تھی۔ راتھ جزیرے سے وہ راتھ سے ہی حاصل کردہ لانچ کے ذریعے آسانی سے لوپاک پہنچ گئے تھے۔ ٹائیگر شدید زخمی تھا اور اس سے تیز نقل وحرکت نہ ہو سکتی تھی اور عمران اسے یہاں کسی ہسپتال میں داخل نہیں کرانا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سانگر کے جزیرہ راتھ کی اطلاع لامحالہ بلیک شیڈو کے جان وکٹر تک پہنچ جائے گی اور وہ یقیناً کسی بھی تنظیم کے ذریعے یہاں ان کی چیکنگ کرائے گا اور ظاہر ہے ٹائیگر ان کی نظروں میں آجاتا تو خود ٹائیگر کے لئے اپنی حفاظت کرنا ناممکن ہو جاتا۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کو واپس پاکیشیا

بھجوا دیا تھا اور اس کی دیکھ بھال اور مدد کے لئے اس نے جوزف کو بھی ساتھ ہی واپس بھجوا دیا تھا اور جوزف کو کہہ دیا تھا کہ وہ ٹائیگر کو سپیشل ہسپتال میں داخل کرا دے۔ ان دونوں کے واپس جانے کے بعد اس کے ساتھ صرف جوانا رہ گیا تھا۔ براؤن کو بھی عمران اپنے ساتھ لوپاک لے آیا تھا تاکہ وہ اس عمارت کی نشاندہی کر سکے جہاں اس نے شوکائی کو پہنچایا تھا اور براؤن نے وہ عمارت بھی ٹریس کر لی تھی۔ عمران کو اس پر یقین آگیا تھا کہ جزیرے میں رسیوں سے بندھے ہوئے براؤن نے عمارت کا جو بیرونی نقشہ بتایا تھا وہ ہو بہو اس عمارت کا تھا لیکن اس عمارت میں ایک ہوسٹل کھلا ہوا تھا اور عمران نے جب اس سلسلے میں مزید انکوائری کی تو اسے بتایا گیا کہ یہ عمارت ڈاکٹر اینڈریو کی ملکیت تھی اور اس کی زندگی میں خالی رہتی تھی۔ کبھی کبھار ڈاکٹر اینڈریو یہاں کوئی فنکشن کرتا تھا لیکن اس کے علاوہ یہ بند اور خالی رہتی تھی۔ ڈاکٹر اینڈریو کی ہلاکت کے بعد اس کی تمام جائیداد اس کی بیٹی جو واشنگٹن میں رہتی تھی کو مل گئی اور اس نے لوپاک آکر اپنے باپ کی ساری جائیدادیں فروخت کر دی اور واپس واشنگٹن چلی گئی۔ نئے خریدار نے اسے خرید کر سٹوڈنٹ ہوسٹل بنا دیا تھا۔ اس کے باوجود عمران اس عمارت کی پوری چیکنگ کر چکا تھا لیکن اس میں کوئی تہہ خانہ یا کوئی خفیہ کمرہ موجود نہ تھا۔ عمران نے اس کے بعد براؤن کو کچھ رقم دے کر لوپاک سے بھجوا دیا تھا اور براؤن بھی واشنگٹن چلا گیا تھا۔ اب یہاں لوپاک میں عمران اور جوانا رہ گئے تھے۔

عمران اور جوانا نے پورے لوپاک شہر اور اس کے مضافاتی علاقے چھان مارے تھے کہ شاید اس بیرونی منظر کی حامل کوئی اور عمارت بھی ہو لیکن ایسی کوئی عمارت انہیں نظر نہیں آئی۔ عمران نے یہاں کے ایسے بوڑھے لوگوں کو بھی ٹٹولا تھا جن کی ساری زندگی ہوٹلوں اور کلبوں میں گزری تھی لیکن کسی نے آج تک نائٹ سی کلب کا نام تک نہ سنا تھا۔ کلبوں اور ہوٹلوں کے بوڑھے ویٹرز کے ساتھ ساتھ اس نے پولیس ریکارڈ، کارپوریشن ریکارڈ اور نجانے کون کون سے ریکارڈ چیک کرائے تھے لیکن نائٹ سی کلب کا نام و نشاں کہیں سے بھی نہ مل سکا تھا اور عمران بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس بار واقعی ناکامی نے اسے گھیر لیا ہے۔ وہ سانگر کا تو خاتمہ کر چکا تھا لیکن اس کا مشن مکمل نہ ہو رہا تھا۔ اسے سرداور کا خیال تھا کہ جب وہ انہیں اپنی ناکامی کے بارے میں بتائے گا تو اس کے بارے میں وہ کیا سوچیں گے۔

"ماسٹر، میرا خیال ہے کہ آپ زندگی میں پہلی بار ناامید ہو گئے ہیں"...... خاموش بیٹھے ہوئے جوانا نے اچانک کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ناامید کا لفظ میری لغت میں نہیں ہے جوانا۔ میں تو مسلسل یہ سوچ رہا ہوں کہ ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل بہرحال ہوتا ہے اور ہر دیوار میں ہی راستہ موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس بار نہ ہی وہ حل سامنے آ رہا ہے اور نہ ہی راستہ۔ لیکن بہرحال ایسا ہو گا ضرور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ فرض کریں اگر وہ شوگرانی سائنسدان یہ فارمولا واقعی مجرموں کے حوالے کرنا چاہیں تو کس کے حوالے کریں گے۔ سانگر تو ختم ہو گئی ہے"...... جوانا نے کہا۔

"ظاہر ہے بلیک شیڈو کا چیف اسے وصول کرے گا۔ اسے بھی اطلاع مل چکی ہو گی کہ سانگر ختم ہو چکی ہے۔ ویسے بھی سانگر کے مشن کے پیچھے بلیک شیڈو ہی تھی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن فارمولے کے عوض جب اسے شوکائی کو دینا ہو گا تو پھر وہ اسے کہاں سے لے آئے گا ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ نہیں لا سکے گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جان وکٹر کا لنک گریٹ مین کے ساتھ تھا ڈاکٹر اینڈریو کے ساتھ نہیں تھا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، ہمیں واشنگٹن جا کر ڈاکٹر اینڈریو کی بیٹی سے معلوم کرنا چاہئے۔ وہ یہاں سے اپنے باپ کا سامان لے گئی ہو گی۔ شاید اس میں سے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے ہم شوکائی کو تلاش کر سکیں"...... جوانا نے کہا۔

"یہ کام بھی ہو چکا ہے۔ واشنگٹن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ نے میری درخواست پر ڈاکٹر اینڈریو کی بیٹی سے ملاقات کی ہے اور اس نے بتایا کہ ڈاکٹر کا ذاتی سامان سوائے کتابوں کے اور کچھ نہ تھا اور وہ ان کتابوں کو وہیں چھوڑ آئی تھی۔ ویسے بھی ہمیں کتابوں میں سے کیا مل سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ماسٹر، ہم نائٹ سی کلب کو ٹریس کرتے رہے ہیں۔ ہمیں اس رالف کو تلاش کرنا چاہئے جس نے شوکائی کو وصول کیا تھا"۔ جوانا نے کہا۔

"یہ کام بھی ہو چکا ہے۔ براؤن سے میں نے رالف کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل معلوم کر لی تھی۔ اس کے بعد یہاں ایک پارٹی نے اسے تلاش کیا ہے لیکن اس قدوقامت کے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں آدمی مل سکتے ہیں لیکن اس حلیئے کا کوئی آدمی ٹریس نہیں ہو سکا۔ شاید وہ آدمی میک اپ میں تھا"...... عمران نے جواب دیا تو جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"پھر تو سوائے اس کے اب اور کیا ہو سکتا ہے ماسٹر کہ ہم واپس چلے جائیں"...... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ابھی تم مجھے ناامید کہہ رہے تھے اور اب خود ناامید ہو چکے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اور ہو بھی کیا سکتا ہے ماسٹر"...... جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"بہت کچھ ہو سکتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ گو اس نے یہ بات تو کہہ دی تھی لیکن حقیقت یہی تھی کہ اسے خود بھی کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ ایسی بے چینی جس کا اسے پہلے کبھی تجربہ نہ ہوا تھا۔ شاید بے چینی اس لئے تھی کہ اس سے پہلے کبھی اس کے ساتھ ایسا نہیں ہوا تھا

کہ اسے آگے بڑھنے کا ہر راستہ بند ملا ہو۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں لیکن جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے ایک طویل سانس لے کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا ماسٹر"...... جوانا نے چونک کر کہا۔

"اماں بی کا کہنا ہے کہ جب انسان اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہو جائے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہئے۔ یقیناً راستہ مل جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ صرف انسان بے بس اور مجبور ہے اور میں نے اپنے طور پر تمام کوششیں کر لی ہیں۔ اس لئے اب اماں بی کے مطابق میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے جا رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وضو کر لینے کے بعد وہ قالین پر ہی سجدے میں گر گیا اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگا۔ کافی دیر تک وہ سجدے میں پڑا دعائیں مانگتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا رہا۔ پھر اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی بے چینی کو یکلخت سکون اور اطمینان میں بدل دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر اٹھایا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان موجود تھا۔ اس نے منہ پر ہاتھ پھیرے اور اٹھ کر واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جوانا خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا ہوا ماسٹر۔ کوئی راستہ ملا"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں، اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ وہ واقعی اپنے بندوں پر بے حد

رحیم و کریم ہے۔ اس کے سامنے خلوص کے ساتھ دامن پھیلانے والا کبھی خالی ہاتھ نہیں رہتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا راستہ ہے"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی مجھے نہیں معلوم۔ لیکن مجھ پر اطمینان و سکون کی بارش ہوئی ہے اور یہی اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں قبول کر لی ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی کوئی نہ کوئی راستہ بھی سامنے آ جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے نئے نام اور بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ میں براؤن بول رہا ہوں واشنگٹن سے"۔ دوسری طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"کوئی خاص بات۔ جو فون کیا ہے"...... عمران نے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چونکہ براؤن یہاں رہ چکا تھا اس لئے اسے یہاں کے فون نمبر معلوم تھے۔

"مسٹر مائیکل۔ آپ نے جس طرح اپنے وعدے کے مطابق مجھے زندہ چھوڑ دیا اور پھر مجھے خاصی بھاری رقم دے کر واشنگٹن بھجوا دیا۔ اس سے میرے دل پر آپ کی عظمت کا نقش بے حد گہرا پڑا ہے۔ میں یہاں واشنگٹن آ کر بھی نائٹ سی کلب اور رالف کے بارے میں مسلسل سوچتا رہا ہوں لیکن کوئی نئی بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی لیکن

اب سے تھوڑی دیر پہلے اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح آیا ہے۔ مجھے یاد آ گیا ہے کہ جس رالف نے تابوت مجھ سے حاصل کیا تھا اس کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں تھیں۔ یہ بات میرے ذہن سے بالکل ہی نکل گئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی یاد آ گیا ہے کہ ایک بار چیف گریٹ مین نے مجھے مسرت بھرے لہجے میں بتایا تھا کہ لوپاک کا سب سے خطرناک گینگسٹر سانگر میں شامل ہو گیا ہے اور داجل جزیرے پر مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ میں گریٹ مین کے ساتھ داجل جزیرے پر گیا تھا۔ وہاں یہ گینگسٹر اپنے چار ساتھیوں سمیت آیا تھا۔ اس کا نام سلوان تھا اور مسٹر مائیکل اس سلوان کی بھی بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں تھیں۔ اس کا قد وقامت بھی وہی تھا جو رالف کا تھا البتہ اس کا چہرہ اور خدوخال دوسرے تھے۔ جیسے ہی مجھے یہ خیال آیا تو میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں شاید آپ کا کام ہو جائے"...... دوسری طرف سے براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا کوئی اور اتا پتہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے"...... براؤن نے جواب دیا۔

"بے حد شکریہ براؤن۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ تمہارا ضمیر مردہ نہیں ہوا ابھی زندہ ہے۔ کوشش کر کے جرائم کی دنیا سے نکل جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"میں نے بھی یہی سوچا ہے مسٹر مائیکل۔ آپ نے جس انداز میں اپنے وعدے کی پابندی کی ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ اس لئے میں اب جرائم کے قریب بھی نہیں جاؤں گا"...... براؤن نے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"بلیو مون کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کارل سے بات کراؤ۔ میں مائیکل بول رہا ہوں۔ لارڈ مائیکل"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو، کارل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ وہی آدمی تھا جس کے ذریعے عمران نے لوپاک میں رالف کے بارے میں انکوائری کرائی تھی اور اسے اس کے عوض بھاری رقم ادا کی تھی۔

"مائیکل بول رہا ہوں لارڈ مائیکل"...... عمران نے کہا۔

"یس لارڈ۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہاں ایک صاحب ہیں سلوان۔ لوپاک کے بڑے آدمی ہیں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں"...... عمران نے دانستہ سلوان کو گینگسٹر کہنے کی بجائے بڑا آدمی کہا تھا کیونکہ کارل بھی اسی

لائن کا آدمی تھا۔

"یس لارڈ مائیکل۔ وہ تو لوپاک کے کنگ ہیں۔ لیکن وہ تو بے حد خفیہ رہتے ہیں۔ آپ تک کیسے ان کے بارے میں اطلاع پہنچ گئی ہے"۔ کارل نے کہا۔

"اوہ، پھر تو وہ ہمارے ڈھب کے آدمی ہیں۔ کیا ان سے ملاقات کی کوئی صورت ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری لارڈ مائیکل۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ کسی سے نہیں ملتے"...... کارل نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو فون پر تو ملاقات ہو سکتی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں شاید۔ مگر......" کارل نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو مسٹر کارل۔ میں نے آپ کو مسٹر رالف کی تلاش کے لئے بھاری رقم دی جبکہ آپ مسٹر رالف کو تلاش نہیں کر سکے۔ اس کے باوجود میں نے آپ سے رقم کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا۔ اس لئے اب آپ صرف سلوان کا فون نمبر بتانے کا کوئی معاوضہ کلیم نہیں کریں گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے لارڈ فون نمبر نوٹ کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون نمبر بتا دیا گیا۔

"کیا اس نمبر پر ان سے براہ راست بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ان کی سیکرٹری بات کرے گی۔ اب یہ آپ کی قسمت کہ آپ کی

بات براہ راست کنگ سلوان سے ہو سکتی ہے یا نہیں"...... کارل نے کہا۔

"یہ فون نمبر کہاں نصب ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ کنگ خفیہ رہتے ہیں۔ صرف ان کا حکم اور نام چلتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نمبر واقعی یہی ہے یا نمبر بھی مشکوک ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں، یہی نمبر ہے۔ اس نمبر پر وہ اپنے آدمیوں سے بات کرتا ہے لیکن صرف اپنے آدمیوں سے ورنہ بات کرنے سے ہی انکار کر دیتا ہے"۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"اوکے، شکریہ"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت اور سرد تھا۔

"میں لارڈ مائیکل بول رہا ہوں۔ کنگ سلوان سے بات کراؤ"۔ عمران نے بھی لہجے کو بھاری، سرد اور سخت بناتے ہوئے کہا۔

"تم محض ایک معمولی سے لارڈ ہو گے جبکہ وہ کنگ سلوان ہے۔ سمجھے اور اب فون نہ کرنا۔ چونکہ تم نے پہلی بار فون کیا ہے اس لئے تمہیں صرف وارننگ دی جا رہی ہے ورنہ اب تک کنگ کے جلاد

تمہاری گردن تک پہنچ چکے ہوتے"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت اور تحقیر آمیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا

"چلو یہ تو طے ہو گیا کہ کنگ سلوان واقعی کوئی آدمی ہے اور یہ فون نمبر بھی اسی کا ہے"...... عمران نے کریڈل دباتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیا ہوا ماسٹر۔ کون ہے یہ کنگ سلوان"...... جوانا نے پوچھا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ پہلے براؤن سے اور پھر کارل سے بات کرتے ہوئے عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہیں کیا تھا۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کر دی ہے اور اس نے ایک راستہ دکھا دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی براؤن کی بتائی ہوئی تفصیل دی۔

"اوہ، واقعی ماسٹر۔ یہ تو کمال ہو گیا ہے ورنہ ہم تو ٹکریں مار کر رہ گئے تھے"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں، اماں بی کا کہنا درست ہے۔ جب انسان اپنی کوششوں میں ناکام ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہئے۔ وہ بڑا کارساز ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل کو چھوڑا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف پولیس کمشنر سٹاف آفس سے اسسٹنٹ پولیس کمشنر

لائل بول رہا ہوں"...... عمران نے بھاری اور سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ کیونکہ لوپاک میں اسسٹنٹ پولیس کمشنر اتنا بڑا عہدہ تھا کہ اس کا نام سن کر ہی لوگ خوف کھا جاتے تھے۔

"انتہائی اہم سرکاری معاملہ ہے۔ میں آپ کو ایک نمبر بتا رہا ہوں۔ آپ نے درست طور پر بتانا ہے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ پوری طرح چیک کر کے بتانا کیونکہ یہ اہم ترین سرکاری معاملہ ہے"۔ عمران نے پہلے سے زیادہ بھاری لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ بتائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کارل کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"یس سر۔ میں چیک کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نمبر دوبارہ دوہراؤ"...... عمران نے کہا تو لڑکی نے عمران کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب انتہائی حاضر دماغی سے اسے چیک کرنا۔ تمہاری معمولی سی غلطی انتہائی بھیانک نتائج نکال سکتی ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر"...... تھوڑی دیر بعد لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیا۔

"سر، یہ نمبر کلیویلینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں نصب ہے اور ڈاکٹر ہیری کے نام پر ہے"...... لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ کوئی غلطی نہیں ہونی چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

"کوئی غلطی نہیں ہے سر۔ میں نے چار بار چیک کیا ہے"۔ دوسری طرف سے اس بار بااعتماد لہجے میں کہا گیا۔

"اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ یہ سرکاری راز ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو اٹھو جوانا۔ اب اس سلوان سے بھی دو دو ہاتھ کر لیں"۔ عمران نے کہا تو جوانا اثبات میں سر ہلاتا ہوا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... جان وکٹر نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔

"لو پاک سے کنگ سلوان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور جان وکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"....... جان وکٹر نے کہا۔

"ہیلو۔ کنگ سلوان بول رہا ہوں چیف آف سانگر"....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور جان وکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"چیف آف سانگر۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ کون ہو تم اور یہ

کیا کہہ رہے ہو"....... جان وکٹر نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے حقیقتاً اس آدمی کے بات کرنے کے انداز پر غصہ آگیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ ایک بڑی سرکاری ایجنسی کے چیف ہیں اور آپ کا دوست گریٹ مین سانگر کا چیف تھا"....... دوسری طرف سے کنگ سلوان نے کہا تو جان وکٹر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"تھا کا کیا مطلب ہوا"....... جان وکٹر نے بے ساختہ کہا۔

"اس لئے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے اور آپ سن لیں کہ سانگر کا اصل چیف ڈاکٹر اینڈریو تھا جبکہ گریٹ مین صرف چیف تھا لیکن ڈاکٹر اینڈریو نے اسے آل ان آل ظاہر کیا ہوا تھا جبکہ تمام کنٹرول درحقیقت ڈاکٹر اینڈریو کے ہاتھ میں تھا۔ گریٹ مین صرف ڈمی چیف تھا اور ڈاکٹر اینڈریو کا دست راست تھا۔ ڈاکٹر اینڈریو انتہائی ذہین آدمی تھا۔ آپ نے جب سانگر مافیا کو شوگران کے سائنسدان کے بیٹے ڈاکٹر شوکائی کو اغوا کر کے اس کے بدلے میں فارمولا حاصل کرنے کا مشن دیا تو گریٹ مین نے ڈاکٹر اینڈریو کی اجازت سے اس کی حامی بھر لی۔ پھر ڈاکٹر اینڈریو نے خود تمام انتظامات کئے۔ ڈاکٹر اینڈریو کو معلوم تھا کہ شوگرانی ایجنٹ لامحالہ اغوا کنندہ کو واپس حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان کا راستہ روکنے کے لئے ڈاکٹر اینڈریو نے ایک پلان ترتیب دیا۔ انہوں نے میرا نام رالف رکھا اور مجھے ایک خالی کوٹھی پر نائٹ سی کلب کا نیون سائن بورڈ لگانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ جو کوئی بھی اغوا کنندہ کو لے کر میرے پاس

آئے گا۔ میں اس پر یہی ظاہر کروں گا کہ میرا نام رالف ہے اور میں نائٹ سی کلب کا جنرل مینجر اور مالک ہوں۔ انہوں نے میرے چہرے پر ایک مختلف میک اپ بھی کر دیا تھا۔ ڈاکٹر اینڈریو نے مغوی کو یہاں لانے کے جو انتظامات کئے تھے ان کے مطابق مغوی کو بے ہوش کر کے اور مردہ ظاہر کر کے تابوت میں یہاں لانا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ تابوت میرے پاس اس عمارت میں لایا گیا۔ میں نے بطور رالف اسے وصول کیا۔ پھر میں نے ڈاکٹر اینڈریو کے حکم پر وہ نیون سائن ہٹا دیا۔ عمارت خالی کر دی اور میں نے اپنا میک اپ بھی واش کر دیا اور اپنے خفیہ اڈے پر منتقل ہو گیا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ ڈاکٹر اینڈریو کو اس کے ایک محافظ نے رات کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اس طرح گریٹ مین ڈمی چیف کی بجائے اصل چیف بن گیا لیکن مغوی پھر بھی میرے پاس رہا۔ اس کے بعد اچانک مجھے اطلاع ملی کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر راتھ جزیرہ یکلخت انتہائی خوفناک دھماکوں سے مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور گریٹ مین سمیت وہاں موجود ہر آدمی ہلاک ہو گیا ہے۔ وہاں سانگر کے منشیات کے بڑے بڑے سٹور تھے وہ سب سٹور بھی تباہ ہو گئے ہیں اور منشیات سمندر میں غرق ہو کر بے کار ہو گئی ہے۔ جو بچی وہ حکومت نے ضبط کر لی اور یقیناً یہ تباہی شوگرانی ایجنٹوں نے ہی مچائی ہو گی اور وہ یقیناً مغوی کو واپس لے جانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہوں گے۔ لیکن ظاہر ہے جب گریٹ مین کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ مغوی کہاں ہے تو وہ کسی کو کیا بتا سکتا تھا۔

بہرحال گریٹ مین کی ہلاکت کے بعد اب سانگر کا چیف میں ہوں اور میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ آپ کو اطلاع دے دوں کہ مغوی میرے پاس ہے اور اب شوگرانی سائنسدان سے فارمولا آپ نے حاصل کرنا ہے۔ البتہ جب آپ کہیں گے تو میں مغوی کو چھوڑ دوں گا یا آپ کے کہنے پر اسے ہلاک کر دوں گا۔ جیسے آپ کہیں۔ لیکن آپ کو مجھے چیف تسلیم کرنا ہو گا"...... کنگ سلوان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور جان وکٹر کی حالت دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی الف لیلوی کہانی سن رہا ہو۔

" اوہ، اوہ تو یہ بات ہے۔ مجھے سانگر کے اندرونی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گریٹ مین میرا دوست تھا اور پھر مجھے سانگر کی طاقت اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی بخوبی معلوم تھا اس لئے میں نے حکومت سے خصوصی سفارش کر کے یہ مشن سانگر کو دلوایا تھا۔ اب تم چیف ہو تو ٹھیک ہے۔ تم یہ کام کرو۔ حکومت سے سانگر کو جو معاوضہ دیا جانا تھا اس کا نصف تو گریٹ مین وصول کر چکا ہے باقی نصف تمہیں دیا جائے گا"...... جان وکٹر نے جواب دیا۔

" مجھے معاوضے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ معاوضہ میری طرف سے آپ رکھ لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری ڈیمانڈ صرف اتنی ہے کہ آپ سانگر کی سرپرستی کرتے رہیں"...... کنگ سلوان نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا بے فکر رہو۔ لیکن وہ لوگ اب کہاں ہیں جنہوں نے جزیرے راتھ پر سانگر کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا ہے"۔ جان وکٹر نے کہا۔

" ان کے بارے میں ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ بہرحال وہ شوگرانی ایجنٹ ہی ہوں گے لیکن وہ مجھ تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے اور یہی ہمارا پلس پوائنٹ ہے"...... کنگ سلوان نے کہا۔

" ہاں، لیکن یہ سن لو کہ یہ شوگرانی ایجنٹ نہیں ہیں۔ اس شوکائی کو برآمد کرنے کے لئے پاکیشیائی ایجنٹ لوپاک میں کام کر رہے ہیں۔ یہ ہیڈ کوارٹر بھی یقیناً انہوں نے ہی تباہ کیا ہوگا لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے اس کے بعد میں پوری طرح مطمئن ہوں کہ وہ لوگ چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں۔ وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب میں شوگرانی سائنسدان سے فوری رابطہ کروں گا پھر تمہیں حتمی اطلاع دوں گا۔ تمہارا فون نمبر کیا ہے"...... جان وکٹر نے کہا تو دوسری طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا۔

" ٹھیک ہے"...... جان وکٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے سامنے موجود کاغذ پر فون نمبر لکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یہ نمبر اور کنگ سلوان کا نام اپنے پی اے کو لکھوا دیا تھا تاکہ وہ اس کے حکم پر اس کا کنگ سلوان سے رابطہ کرا سکے۔

" یہ پاکیشیائی ایجنٹ واقعی بے حد خطرناک ہیں۔ جس طرح اس ڈاکٹر اینڈریو نے پلاننگ کی وہ واقعی لاجواب ہے۔ اب یہ پاکیشیائی

ایجنٹ لاکھ ٹکریں مار لیں۔ یہ کسی صورت مغوی تک نہیں پہنچ سکیں گے اور یہی ہماری اصل کامیابی ہو گی"...... جان وکٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اس لئے اطمینان کے تاثرات تھے کہ گریٹ مین کی ہلاکت اور سانگر کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے باوجود اصل مشن ان کے حق میں ہی تھا۔

کار تیزی سے لوپاک کے مضافات میں واقع کلیولینڈ کالونی میں داخل ہوئی۔ یہ خاصی قدیم کالونی تھی کیونکہ یہاں موجود کوٹھیوں کے ڈیزائن اور ان کا طرز تعمیر دیکھنے سے ہی یہ خاصی پرانی لگتی تھیں۔ البتہ سڑکیں خاصی فراخ اور بہتر حالت میں تھیں۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوانا تھا۔ عمران نے اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہونے سے قبل لوپاک کے تفصیلی نقشے کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا اس لئے وہ اطمینان سے ڈرائیونگ کرتا ہوا یہاں پہنچ گیا تھا۔ کنگ سلوان کے فون کی تنصیب کی جگہ کلیولینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک بتائی گئی تھی۔ اس لئے عمران ادھر آیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے مطلوبہ کوٹھی کو ٹریس کر لیا۔ یہ خاصی بڑی کوٹھی تھی۔ گیٹ کے ستون پر نیم پلیٹ بھی موجود تھی لیکن اس پر لکھے ہوئے حروف ابتداد زمانہ کی وجہ سے مٹ چکے تھے۔

"یہاں رہتا ہے یہ کنگ سلوان"...... جوانا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"پرانے دور کے کنگ محلوں میں رہا کرتے تھے۔ موجودہ دور کے کنگز کو ایسے ہی ٹوٹے پھوٹے مکانوں پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے ایک چکر لگایا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار ایک پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ وہاں چار کاریں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ عمران اور جوانا نیچے اترے اور پھر کار لاک کر کے وہ واپس اپنی مطلوبہ کوٹھی کی طرف بڑھ گئے۔

"یہ کنگ سلوان کا مرکز ہے تو لازماً یہاں خفیہ حفاظتی انتظامات ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہوتے رہیں ماسٹر۔ ہم نے بہرحال اندر تو جانا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"ہم عقبی طرف سے جائیں گے اور گٹر کے راستے"...... عمران نے کہا اور سائیڈ سڑک پر مڑ گیا۔ جوانا اس کے پیچھے تھا۔ کوٹھی کے عقب میں بھی سڑک تھی اور پھر جیسے ہی وہ کوٹھی کے عقب میں پہنچے عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ عقبی طرف دیوار کے ساتھ ہی ایک پرانا درخت موجود تھا جس کی شاخیں کوٹھی کی اونچی دیوار پر اندر کو پھیلی ہوئی تھیں۔

"میں اندر جا کر عقبی دروازہ کھولتا ہوں ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں، تم یہیں رکو گے اور خیال رکھو گے۔ میں اندر جا کر دروازہ کھولوں گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی سی پھرتی سے درخت کے تنے پر پیر رکھتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پھر اوپر پہنچ کر اس نے پیراٹروپنگ کے انداز میں اندر چھلانگ لگا دی اور جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے وہ چند قدم مخصوص انداز میں دوڑنے کے بعد رک گیا۔ اس کے گرنے سے جو دھماکہ ہوا تھا وہ خاصا زوردار تھا۔ اس لئے عمران تیزی سے ایک جھاڑی کی اوٹ میں ہو گیا لیکن جب کچھ دیر تک اس دھماکے کا کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تو عمران جھاڑی کی اوٹ سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دیوار کے کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو جوانا بھی چند لمحوں بعد اندر آ گیا۔ عمران نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں محتاط قدموں سے چلتے ہوئے سائیڈ کی چوڑی گلی سے ہو کر فرنٹ سائیڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ فرنٹ پر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ کوٹھی پر اس طرح کی خاموشی طاری تھی کہ جیسے کوٹھی خالی ہو لیکن تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے کے کھلے دروازے کے قریب رک گئے۔ اندر سے ایک آدمی کے بڑبڑانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے سر آگے کر کے اندر جھانکا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ کمرے کے وسط میں موجود بیڈ پر ایک آدمی لیٹا ہوا تھا۔ بیڈ کے نیچے چار پانچ شراب کی خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اور وہ آدمی بیڈ پر لیٹا ہوا

مسلسل بے معنی انداز میں بڑبڑا رہا تھا۔ اس کی بڑبڑاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ نشے میں دھت پڑا ہوا ہے۔ عمران نے جوانا کو سرگوشی میں پوری کوٹھی کی چیکنگ کے لئے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ عمران اس کمرے میں داخل ہوا تو اس وقت تک اس آدمی کی بڑبڑاہٹ بند ہو چکی تھی۔ اس کی مشین گن بیڈ کے ساتھ ہی رکھی ہوئی تھی اور وہ آدمی اپنے لباس اور انداز سے کوٹھی کا چوکیدار لگتا تھا۔ کمرہ بھی سادہ سا تھا۔ اس میں ایک بیڈ اور ایک صوفہ سیٹ پڑا ہوا تھا اور ایک سائیڈ پر ریک تھا۔ جس میں سستی شراب کی بوتلیں کافی تعداد میں موجود تھیں۔ عمران خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اسے جوانا کا انتظار تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آ گیا۔ اس نے اس انداز میں سر ہلایا۔ جس سے عمران سمجھ گیا کہ کوٹھی میں اس چوکیدار کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

"رسی تلاشی کر کے لے آؤ اسے باندھنا ہوگا"...... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا مڑا اور ایک بار پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اسے دراصل سچوئیشن کی سمجھ نہ آ رہی تھی کیونکہ انکوائری آپریٹر نے جس انداز میں یہاں کی نشاندہی کی تھی اس سے لگتا تھا کہ وہ درست کہہ رہی ہے لیکن یہاں کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ پھر عمران اور جوانا نے مل کر اس چوکیدار کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور رسی سے باندھ دیا۔ چوکیدار کی گردن ڈھلکی

ہوئی تھی اور آنکھیں بند تھیں۔ وہ واقعی نشے میں دھت پڑا ہوا تھا۔

"یہاں تم نے فون دیکھا ہے کہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یس ماسٹر۔ ساتھ ہی ایک کمرے میں موجود ہے"...... جوانا نے جواب دیا۔

"تم اسے ہوش میں لے آؤ۔ لیکن ناک اور منہ بند کر کے نہیں بلکہ ہلکے ہلکے تھپڑ مار کر۔ کیونکہ جس طرح یہ نشے میں دھت ہے اگر تم نے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا تو یہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں اس فون کو چیک کر کے آتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر، آپ بے فکر رہیں۔ ایسے نشے بازوں کا نشہ اتارنا مجھے آتا ہے"...... جوانا نے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑے سے فاصلے پر ایک کمرہ تھا جس کی میز پر فون موجود تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر فون کا رسیور اٹھایا تو فون میں ٹون موجود تھی۔ اس نے رسیور واپس رکھا اور فون کے نچلے حصے میں موجود نمبر کی چٹ کو غور سے دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لیا کیونکہ نمبر وہی تھا جس پر عمران نے فون کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ انکوائری آپریٹر نے درست بتایا تھا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں دور سے چیخنے کی آواز پڑی اور وہ سمجھ گیا کہ جوانا اس چوکیدار کو ہوش میں لانے کی کارروائی میں مصروف ہے۔ فون نمبر یہی ہے۔ اب اس چوکیدار سے ہی معلوم ہو سکتا تھا کہ اصل چکر کیا ہے۔ اس لئے عمران اس کمرے سے نکل کر واپس اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں وہ چوکیدار اور جوانا موجود تھے۔

چوکیدار کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں بلکہ ایک لحاظ سے پھٹی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ چہرے پر تکلیف کے تاثرات کے ساتھ ساتھ جوانا کی انگلیوں کے نشانات نمایاں تھے۔

"تم، تم کون ہو۔ یہ کیا ہے"...... اس چوکیدار نے نشے سے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس کا فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ جوانا کا زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔

"پوری طرح ہوش میں آجاؤ۔ ورنہ......" جوانا نے غراتے ہوئے انداز میں کہا۔

"مم، میں۔ میں ہوش میں ہوں۔ ہوش میں ہوں"...... اس چوکیدار نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے اس سے پوچھا۔

"میرا نام کوھن ہے۔ کوھن"...... چوکیدار نے جواب دیا۔ وہ واقعی اب پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔

"یہ کوٹھی کس کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر ہیری کی۔ ڈاکٹر ہیری واشنگٹن میں رہتا ہے۔ کبھی کبھار یہاں آتا ہے۔ میں یہاں مستقل رہتا ہوں۔ تم کون ہو۔ تم نے کیوں مجھے باندھ رکھا ہے"...... کوھن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہاں جو فون موجود ہے اسے کون اٹنڈ کرتا ہے"...... عمران

نے کہا۔

"میں کرتا ہوں اور کون کر سکتا ہے"...... کوھن نے جواب دیا۔

"جوانا، تم کوٹھی سے باہر جاؤ اور کسی قریبی فون بوتھ سے یہاں کا نمبر ڈائل کرو"...... عمران نے جوانا سے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا تو جوانا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کنگ سلوان کو جانتے ہو تم"...... عمران نے کوھن سے پوچھا۔

"صرف نام سنا ہوا ہے۔ میں یہاں آنے سے پہلے سٹار لائٹ کلب میں تھا۔ تب میں نے اس سلوان کا نام سنا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بہت بڑا بدمعاش ہے"...... کوھن نے جواب دیا۔

"تم نے کلب کی نوکری کیوں چھوڑ دی"...... عمران نے پوچھا۔

"وہاں تنخواہ کم ملتی تھی۔ ڈاکٹر ہیری وہاں آتا تھا۔ میں اسے سلام کرتا تھا تو وہ خوش ہو کر مجھے اچھی ٹپ دے دیتا تھا۔ پھر اس نے مجھے اپنی کوٹھی کی چوکیداری کی آفر کی کیونکہ وہ مستقل واشنگٹن میں شفٹ ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے کلب سے دس گنا زیادہ تنخواہ کی آفر کی۔ ساتھ ہی کھانا پینا، شراب سب جس قدر میں چاہوں مفت تھیں۔ اس لئے میں یہاں آ گیا۔ مجھے یہاں آئے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں"۔ کوھن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ہیری کا حلیہ بتاؤ"...... عمران نے پوچھا تو کوھن نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا لیکن یہ حلیہ کنگ سلوان سے یکسر مختلف تھا۔

اسی لمحے نزدیکی کمرے سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے مڑ کر اس کمرے میں داخل ہوا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جوانا بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ، ٹھیک ہے۔ واپس آ جاؤ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے فون پیس اٹھایا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ لیکن وہ عام سا فون تھا۔ عمران نے اسے غور سے دیکھا اور پھر واپس میز پر رکھ دیا۔ اس کی نظریں تار کے ساتھ ساتھ دیوار میں نصب ساکٹ کی طرف جا رہی تھیں اور پھر عمران نے آگے بڑھ کر اس ساکٹ کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنے ناخنوں میں موجود مخصوص بلیڈز کو باہر نکال کر ان کی مدد سے ساکٹ کے پیچ کھولے اور پھر غور سے اس کی ساخت دیکھنے لگا لیکن وہ بھی بالکل ہی سادہ تھا۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لے کر ساکٹ کو دوبارہ بند کر دیا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ جوانا واپس آ چکا تھا۔

"تم یہیں رکو۔ میں اس کوٹھی کو اچھی طرح چیک کر لوں"۔ عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے کوٹھی کے ایک ایک حصے کی اچھی طرح چیکنگ کی لیکن یہ عام سی کوٹھی تھی۔ نہ اس میں کوئی خفیہ تہہ خانہ تھا اور نہ ہی خفیہ راستہ یا سرنگ۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس آ گیا۔

"اب چلیں یہاں سے۔یہ معاملہ بھی درست ثابت نہیں ہوا۔ کچھ اور سوچتے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"اس آدمی کا کیا کرنا ہے۔ گولی ماردوں"....... جوانا نے کہا۔

"ارے نہیں۔ بے قصور آدمی ہے اسے بے ہوش کر کے اس کی رسیاں کھول دو اور بس"....... عمران نے کہا اور برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آگیا تو وہ دونوں عقبی راستے سے باہر آگئے۔ عمران نے باہر سے دروازے کو لاک کر دیا اور پھر وہ دونوں اس پارکنگ کی طرف بڑھ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔ عمران کی پیشانی پر گراموفون کے ریکارڈ کی طرح شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا جبکہ جوانا خاموش تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ مشن ایسا الجھ گیا ہے کہ اب اس کا کوئی پلس پوائنٹ ہی سامنے نہیں آرہا تھا لیکن ظاہر ہے عمران کی موجودگی میں اسے کچھ سوچنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس لئے وہ بس خاموشی سے عمران کے پیچھے چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جارہا تھا۔

کنگ سلوان اپنے آفس میں بیٹھا فون سننے میں مصروف تھا کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کنگ سلوان نے چونک کر اس سرخ فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھالیا۔

"یس"....... کنگ سلوان نے غراتے ہوئے کہا۔

"تھامس بول رہا ہوں کنگ۔ ای روم سے"....... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ کوئی خاص بات"....... کنگ سلوان نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اس کے بات کرنے کا انداز ہی ایسا تھا۔

"کنگ۔ کلیولینڈ کالونی کے سپیشل سپاٹ پر دو افراد پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک مقامی اور دوسرا حبشی تھا۔ جیسے ہی وہ سپیشل سپاٹ

میں داخل ہوئے۔یہاں آلات نے ان کے بارے میں نہ صرف خبر دے
دی بلکہ وہاں خفیہ کیمرے بھی آن ہوگئے۔ان دونوں نے چوکیدار کو
پکڑ لیا جو شراب کے نشہ میں دھت پڑا ہوا تھا۔اسے مار پیٹ کر ہوش
میں لایا گیا اور پھر اس سے آپ کے بارے میں پوچھا۔پھر انہوں نے
فون کو بھی چیک کیا لیکن فون آلات کے آن ہونے کی وجہ سے
خود بخود آف ہو چکا تھا۔پھر اس مقامی آدمی نے حبشی کو کوٹھی سے باہر
بھیج کر اس سے اس فون نمبر پر کال کرائی۔پھر وہ فون پیس کو چیک
کرتا رہا پھر اس نے فون ساکٹ کو کھول کر چیک کیا۔اس کے بعد
چوکیدار کو بے ہوش کر کے وہ واپس چلے گئے ہیں"....... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

" یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں اور انہیں سپیشل سپاٹ اور وہاں کے
فون نمبر کا کیسے علم ہوا"....... کنگ سلوان نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

" یہ تو معلوم کرنا پڑے گا کنگ"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ان کی تصویریں تیار کرا کر پورے لوپاک میں پہنچا دو۔جب ان
کا کوئی اتا پتہ چلے تو انہیں بے ہوش کرا کر تھری ایکس میں بھجوا دینا۔
میں تھری ایکس کے راڈل کو حکم دے دیتا ہوں کہ وہ ان کی ہڈیوں
سے بھی اصل معاملات اگلوائے اور پھر ان کا خاتمہ کر دے"۔کنگ
سلوان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"....... کنگ سلوان نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا اور پھر ایک خیال آتے ہی وہ چونک پڑا۔

"اوہ، اوہ یہ وہ لوگ نہ ہوں جنہوں نے راتھ آئی لینڈ میں سانگر
کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا ہے اور ان کا اس نمبر تک پہنچنے کا مطلب یہ
ہے کہ وہ اب میرے پیچھے ہیں۔ویری بیڈ"....... کنگ سلوان نے
سوچنے کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
میز پر پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔

"پی ایس پی سے رائیڈ بول رہا ہوں"....... ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔

"کنگ سلوان فرام دس اینڈ"....... کنگ سلوان نے اپنے
مخصوص انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"یس کنگ۔حکم فرمایئے"....... دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ مغوی نوجوان شوکائی کیسا ہے"....... کنگ سلوان نے
پوچھا۔

"او کے کنگ"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس نے بھاگنے کی کوشش تو نہیں کی"....... کنگ سلوان نے
غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں کنگ۔وہ کیسے ایسا کر سکتا ہے۔اس کے دونوں پاؤں میں
بیڑیاں ہیں اور ایک آدمی چوبیس گھنٹے اس کی نگرانی کرتا رہتا ہے۔

خفیہ کیمرے بھی آن رہتے ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسے واپس لے جانے والے آجکل لو پاک میں گھومتے پھر رہے ہیں۔ میں نے ان کے خاتمے کے احکامات دے دیئے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ کسی طرح بچ بچا کر پی ایس پی پہنچ جائیں۔ تم نے وہاں ریڈ الرٹ رکھنا ہے"....... کنگ نے کہا۔

"یس کنگ۔ حکم کی تعمیل ہو گی"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو کنگ نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

پھر اچانک ایک خیال کے آتے ہی اس نے ایک بار پھر سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس کنگ"....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میڈرڈ سے بات کراؤ"....... کنگ نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس کنگ"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"میڈرڈ بول رہا ہوں کنگ"....... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"تمہارا رابطہ جان وکٹر سے ہے یا نہیں"....... کنگ نے پوچھا۔

"یس ہے کنگ"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ کیا کر رہا ہے شوگرانی فارمولے کے سلسلے میں۔ ہم اس مغوی کی حفاظت سے تنگ آ چکے ہیں"....... کنگ نے تیز اور غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جان وکٹر نے اس سے رابطہ کر لیا ہے ایک فرضی نام سے اور اس سائنسدان نے جان وکٹر کو بتایا ہے کہ وہ مسلسل فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر وہ اسے مکمل کر کے جان وکٹر کو بھجوا دے گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چلو ایک ہفتہ مزید دیکھ لیتے ہیں لیکن جان وکٹر سے کہہ دو کہ اس کے بعد ہم اس مغوی کو گولی مار کر اس کی لاش گٹر میں پھینکوا دیں گے"....... کنگ نے کہا۔

"اگر ایک ہفتے بعد بھی اس سائنسدان نے فارمولا نہ دیا تو ایسا ہی ہو گا کہ اس کے بیٹے کی لاش اسے بھجوا دی جائے گی اور پھر اس کی بیٹی کو جو یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اغوا کر لیا جائے گا"....... میڈرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس لڑکی کو ہم اپنے پاس نہیں رکھیں گے۔ جان وکٹر خود اس کا کوئی انتظام کرائے"....... کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی کنگ"....... میڈرڈ نے جواب دیا۔

"اوکے"....... کنگ نے کہا اور اس نے ابھی رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے سیاہ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"تھری ایکس سے راڈل بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری اور سخت سی آواز سنائی دی۔

"کنگ سلوان بول رہا ہوں"...... کنگ نے اپنے مخصوص غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس کنگ۔ حکم"...... دوسری طرف سے گو لہجہ نرم بنانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اس میں تیزی اور بھاری پن ویسے ہی موجود تھا۔

"دو آدمیوں کو تھامس ٹریس کر رہا ہے۔ ان میں سے ایک مقامی اور دوسرا حبشی ہے۔ جیسے ہی وہ ٹریس ہوئے وہ انہیں بے ہوش کر کے تھری ایکس بھجوا دے گا۔ یہ دونوں ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں اور شاید یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے راتھ جزیرے میں سانگر کے خلاف کارروائی کی ہے۔ تم نے ان دونوں کی ہڈیاں توڑ کر ان سے سب کچھ اگلوانا ہے۔ لیکن خیال رکھنا، بتانے سے پہلے انہیں کسی صورت مرنا نہیں چاہیئے۔ سب کچھ معلوم کر کے تم انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں گٹر میں پھینکوا دینا"...... کنگ نے کہا۔

"یس کنگ۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پھر تم نے مجھے تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ بلکہ بہتر ہے کہ وہ جو کچھ بھی بتائیں وہ سب ٹیپ کر لینا۔ پھر ٹیپ مجھے بھجوا دینا"...... کنگ نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا کنگ"...... راڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھنا یہ انتہائی خطرناک سمجھے جا رہے ہیں"...... کنگ نے رسیور رکھتے رکھتے پھر اسے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ چاہے کچھ بھی ہوں کنگ۔ راڈل کے مقابلے پر ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتے"...... دوسری طرف سے انتہائی نخوت آمیز لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں، مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے تو میں انہیں تمہارے پاس بھجوا رہا ہوں"...... کنگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں اپنے دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔

ماسٹر، اب آپ نے کیا سوچا ہے"۔۔۔۔۔۔ جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں ابھی کلیولینڈ کالونی سے واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تھے۔

"مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مکمل یقین ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی راستہ بہرحال نکالے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میرا خیال ہے ماسٹر کہ میں انڈر ورلڈ کا راؤنڈ لگاؤں۔ وہاں سے میں اس کنگ سلوان کا کھوج لازماً نکال لوں گا"۔۔۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"تجویز تو تمہاری اچھی ہے لیکن ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ چند روز ہیں۔ اگر یہ چند روز بھی گزر گئے تو یقیناً شوکائی کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ کیونکہ شوگرانی سائنسدان نے تو فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کے حوالے کر دینا ہے۔ اس لئے ہم نے

ہر صورت میں ان چند روز گزرنے سے پہلے پہلے شوکائی کو زندہ سلامت برآمد کرنا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر۔ جیسے آپ کہیں"۔۔۔۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔

"پریشان ہونے یا مایوس ہونے سے معاملات نہیں سدھرا کرتے۔ پریشانی اور یاسیت انسان کو مزید بھٹکا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا اور خود اپنی کوششیں ہی کامیابی کا اصل نسخہ ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اسے باہر سے سٹک سٹک کی تیز آوازیں سنائی دی تھیں۔ وہ ان آوازوں کو سن کر کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں کسی نے اس کے ذہن پر سیاہ کمبل ڈال دیا ہو۔ اس کے کانوں میں آخری آواز جوانا کی پڑی تھی جس نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں ماسٹر کہا تھا۔ پھر جس طرح اچانک ہی اس کا ذہن تاریک ہوا تھا ویسے ہی اس کے ذہن میں روشنی نمودار ہوئی اور چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں کھل چکی تھیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اپنی رہائش گاہ کی بجائے ایک اور بڑے کمرے میں فولادی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کے گرد فولادی راڈز موجود ہیں۔ اس نے گردن گھمائی تو اسے کچھ فاصلے پر دوسری کرسی پر جوانا بیٹھا ہوا نظر آیا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی اور اس کے قریب ایک دیوہیکل آدمی کھڑا تھا جو جوانا کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا تھا

کہ انہیں اغوا کر لیا گیا ہے اور سٹک سٹک کی جو آوازیں اس نے سنی تھیں وہ انتہائی زوداثر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول پھٹنے کی آوازیں تھیں اور اس بے ہوشی کے دوران انہیں یہاں لایا گیا اور اب انجکشن لگا کر انہیں ہوش میں لایا جا رہا ہے۔ یہ آدمی جو جوانا کے قریب عمران کی طرف پشت کئے کھڑا تھا واقعی دیوہیکل تھا۔ وہ جوانا سے بھی زیادہ قوی ہیکل نظر آ رہا تھا اور اس کا جسم بھی ٹھوس اور ورزشی تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور اس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی ہی ہاف آستینوں والی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس میں سے اس کے بازوؤں کی مچھلیاں مسلسل پھڑکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے انجکشن کی سوئی جوانا کے بازو سے نکالی اور سرنج کو ایک طرف پھینک کر وہ مڑا تو اس کا چہرہ پہلی بار عمران کے سامنے آیا۔ اس کا چہرہ بھی اس کے جسم کی مناسبت سے چوڑا تھا اور اس پر سختی اور درشتگی کا تاثر بھی نمایاں تھا۔ اسے دیکھ کر فوراً محسوس ہوتا تھا کہ یہ شخص جسمانی طور پر گوشت پوست کی بجائے پتھر کا بنا ہوا ہے۔

"بہت خوب۔ بڑے عرصے بعد تم جیسا آدمی دیکھنے کو ملا ہے ورنہ آج کل تو لوگ چڑیوں کی طرح نرم و نازک ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

"تم، تم یہ بات کر رہے ہو۔ حیرت ہے۔ تم تو خود چھوٹی چیونٹی سے بھی کمزور ہو"...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے مقابل تو واقعی میں چیونٹی ہی دکھائی دیتا ہوں لیکن

چیونٹی کو کمزور سمجھنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں۔ تم نے وہ مثال نہیں سنی ہوئی کہ چیونٹی بھی ہاتھی کو ہلاک کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار بھاری آواز میں ہنس پڑا۔

"ایسی مثالیں تم جیسے کمزور آدمیوں نے بنائی ہوئی ہیں"۔ اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوانا کی طرف مڑ گیا جو اب ہوش میں آ رہا تھا۔

"تمہارا یہ ساتھی بھی خاصا لحیم شحیم ہے لیکن میرے مقابلے میں یہ ابھی بچہ ہے"...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام جوانا ہے اور تمہارا نام"...... عمران نے کہا۔

"میرا نام راڈل ہے۔ راڈل۔ ایک دنیا میرے نام سے کانپتی ہے"۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"تم کنگ سلوان کے ہی آدمی ہو یا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، میں کنگ سلوان کا ماتحت ہوں لیکن تمہارا کیا نام ہے"۔ راڈل نے کہا۔

"میرا نام مائیکل ہے۔ لارڈ مائیکل اور یہ میرا باڈی گارڈ ہے جوانا۔ ہمیں یہاں کون لے آیا ہے"...... عمران نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا۔

"کنگ کے آدمی تمہیں بے ہوشی کے عالم میں یہاں چھوڑ گئے ہیں اور میں نے تمہاری ہڈیاں توڑ کر تم سے سب کچھ اگلوانا ہے"۔ راڈل نے سخت لہجے میں کہا۔ ویسے بھی اس کی آواز بھاری اور لہجہ بے حد سخت

تھا لیکن اب اس کے لہجے میں سختی کا عنصر پہلے سے زیادہ ہو گیا تھا۔

" تم ماسٹر بیکسن کے بیٹے تو نہیں ہو"....... اچانک جوانا نے کہا۔ وہ کافی دیر سے اسے غور سے دیکھ رہا تھا اور اس کی بات سن کر راڈل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر پہلی بار حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" ہاں۔ مگر تم میرے باپ کو کیسے جانتے ہو"....... راڈل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ بھی تمہاری طرح بڑھ چڑھ کر دعوے کرنے کا عادی تھا لیکن اونٹ اس وقت تک سب سے اونچا ہوتا ہے جب تک پہاڑی کے نیچے نہ آئے اور تمہارا باپ ماسٹر بیکسن ایک پہاڑ کے نیچے آگیا تھا۔ تم تو اس وقت میکسیکو میں تھے"....... جوانا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" ہاں، تمہارا نام کیا ہے"....... راڈل نے غور سے جوانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرا نام جوانا ہے اور میرا تعلق ماسٹر کلرز سے رہا ہے"....... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جوانا۔ ماسٹر کلرز۔ اوہ، تو تم ہو وہ جوانا۔ جس نے میرے باپ کو ہلاک کیا تھا۔ اوہ، اوہ گاڈ۔ میں نے کتنا تلاش کیا تھا تمہیں۔ تاکہ تمہاری ہڈیاں توڑ کر اپنے باپ کی موت کا انتقام لے سکوں۔ لیکن تم کہیں نہ ملے اور ماسٹر کلرز تنظیم بھی ختم ہو گئی۔ اوہ گاڈ۔ آج تم سامنے آ ہی گئے"....... راڈل نے کہا۔

" ارے یہ کیا تم نے پرانی دشمنیاں نکال لی ہیں۔ چھوڑو پرانی باتیں۔ موجودہ دور کی باتیں کرو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے دو دوستوں کے درمیان ہو جانے والی تلخ بات کو رفع دفع کرا رہا ہو۔

" پرانی دشمنی۔ ہاں، آج واقعی پرانی دشمنی چکانے کا موقع آگیا ہے۔ میں تو نجانے کب سے تڑپ رہا ہوں کہ کہیں سے تمہارا پتہ چلے اور میں تمہاری ہڈیاں توڑ کر اپنے باپ کا انتقام لے سکوں۔ آج میری دعا قبول ہو گئی ہے"....... راڈل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارے باپ کو میں نے معاوضے کے عوض ہلاک نہیں کیا تھا۔ جیسے میں نے تمہیں بتایا ہے کہ تمہارا باپ بھی تمہاری طرح بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے والا تھا۔ اس نے مجھے چیلنج کر دیا اور میں نے بھی اس کا چیلنج قبول کر لیا۔ یہ چیلنج فائٹ تھی"....... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" جو کچھ بھی تھا بہرحال اب تمہیں ہر صورت میں میرے ہاتھوں مرنا پڑے گا"....... راڈل نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

" چلو یہ فائٹ بھی دیکھ لیں گے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا یہ کنگ سلوان کہاں ہوتا ہے"....... عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

" خاموش رہو تم، ورنہ پہلے تمہارے سینے میں گولی اتار دوں گا۔ اب اگر آواز بھی نکالی تو"....... راڈل نے یکلخت عمران کو بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے اتنا غصہ۔ جوانا سے لڑنا ہے تو ہوش میں رہ کر لڑو۔ ورنہ اپنے باپ کی طرح تم بھی گردن تڑوا بیٹھو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہاری یہ جرات کہ تم ماسٹر کو جھڑکو۔ اب تک میں تمہیں بچہ سمجھ کر نظرانداز کر رہا تھا لیکن تم نے ماسٹر سے توہین آمیز لہجے میں بات کر کے اپنی موت مقدر کر لی ہے"...... جوانا نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

" ہونہہ۔ یہ چڑیا کا بچہ اگر تمہارا ماسٹر ہے تو تف ہے تم پر"۔ راڈل نے فرش پر تھوکتے ہوئے کہا تو جوانا کے چہرے کے عضلات بری طرح پھڑپھڑانے لگے اور آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

" اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھو جوانا۔ ٹھنڈے دماغ سے لڑنے والا ممولا بھی شہباز پر بھاری پڑتا ہے"...... عمران نے جوانا کی طرف مڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" واہ، تم واقعی اس کے ماسٹر ہو"...... راڈل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اور تم بھی سن لو راڈل۔ لڑائی بھڑائی بعد میں ہوتی رہے گی۔ پہلے چند کام کی باتیں ہو جائیں۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ شوگران سے لایا جانے والا مغوی کہاں ہے"...... عمران نے راڈل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مجھے یہاں کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم۔ اور تم بہت باتیں

کرتے ہو۔ اس لئے تم تو چھٹی کرو۔ باقی باتیں میں جوانا کی ہڈیاں توڑ کر معلوم کر لوں گا"...... راڈل نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا رخ عمران کی طرف کرتا۔ کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی راڈز غائب ہوئے اور دوسرے لمحے راڈل چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ عمران جو کسی حد تک راڈل کی نفسیات کو سمجھنے لگ گیا تھا۔ کافی دیر سے ٹانگ موڑ کر کرسی کے عقبی پائے میں موجود راڈز کو آپریٹ کرنے والے بٹن پر پیر رکھے ہوئے تھا۔ اسے معلوم تھا کہ راڈل اپنے باپ کے انتقام میں اندھا ہو کر کسی بھی لمحے اس کو راستے کی رکاوٹ سمجھ کر اس پر فائر کھول سکتا ہے۔ اس لئے وہ ایسی سچوئیشن کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ جبکہ اسے معلوم تھا کہ جوانا ایسا نہ کر سکے گا کیونکہ وہ جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ دوسری کرسی جڑی ہوئی تھی اور وہ ٹانگ نہ موڑ سکتا تھا اور ویسے فولادی راڈز کو ہاتھوں سے توڑنا ناممکن تھا۔ اس لئے جو کچھ کرنا تھا عمران کو ہی کرنا تھا۔ پھر راڈز غائب ہونے پر راڈل چونکا ہی تھا کہ عمران نے چیتے کے سے انداز میں زقند بھری اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے راڈل کے چٹان کی طرح پھیلے ہوئے سینے پر پڑے اور اس اچانک اور زوردار حملے نے راڈل جیسے دیو قامت اور پتھریلے آدمی کے پیر زمین سے اکھاڑ دیئے اور وہ چیختا ہوا ایک دھماکے سے پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ مشین پسٹل بھی اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا جبکہ عمران نے اسے ضرب لگا

کر ہوا میں قلابازی کھائی۔ اس کے انداز میں اس قدر پھرتی تھی کہ جب تک راڈل جو بھاری جسم کا مالک ہونے کے باوجود انتہائی پھرتیلا تھا اس لئے نیچے گرتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ پھرتی خود اس کے حق میں مضر ثابت ہوئی کیونکہ عمران جیسے آدمی کے مقابل اس انداز میں اٹھنے کی کوشش راڈل کو انتہائی مہنگی پڑی۔ جیسے ہی قلابازی کھا کر اٹھنے کے لئے اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سر کے عقب میں گئیں عمران یکلخت اچھل کر اس کی کمان کی طرح مڑی ہوئی پشت پر گرا اور اس کی کمر سے کڑاک کی زوردار آواز کے ساتھ ہی راڈل کے منہ سے ایک کربناک چیخ نکلی اور عمران تو اچھل کر ایک طرف جا کھڑا ہوا جبکہ راڈل پہلو کے بل زمین پر گرا اور اس کے دونوں بازو اس طرح ادھر ادھر لہرانے لگے جیسے کوئی اندھا ہوا میں لاٹھیاں چلا رہا ہو جبکہ اس کا نچلا دھڑ حرکت کرنے سے معذور ہو چکا تھا۔ عمران نے اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ کر کرسیوں کے عقب میں جا کر اس نے جوانا کی کرسی کے عقبی پائے میں موجود بٹن کو پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی جوانا کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے اور جوانا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" ماسٹر، آپ نے اسے بہت جلد بے کار کر دیا ہے۔ میں اس کی ہڈیاں توڑنا چاہتا تھا۔ اس نے آپ کی توہین کی ہے"...... جوانا نے کہا۔

" یہ سب فضول باتیں ہیں۔ اصل بات ہمارا مشن ہے۔ اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور پھر کمرے سے باہر چیکنگ کرو۔ جو بھی نظر آئے اسے ہلاک کر دو تاکہ اس سے اطمینان سے پوچھ گچھ ہو سکے"...... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ راڈل اب تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ جوانا نے جھک کر اس کا ایک بازو پکڑا اور پھر اسے فرش پر گھسیٹتا ہوا اس کرسی کے قریب لے آیا جس پر پہلے عمران بیٹھا ہوا تھا اور پھر اس نے جھک کر اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا۔ عمران نے عقب میں جا کر راڈز والا بٹن آپریٹ کر دیا اور راڈل کے جسم کو راڈز نے جکڑ لیا۔

" ماسٹر، یہ تو حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ پھر راڈز کی کیا ضرورت تھی"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ جسمانی طور پر واقعی خاصا طاقتور ہے۔ اس لئے کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ تم باہر جا کر چیکنگ کرو"...... عمران نے جواب دیا تو جوانا مڑا اور اس نے ایک طرف پڑے ہوئے راڈل کے مشین پسٹل کو اٹھایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ایک طرف پڑی ہوئی عام سی کرسی اٹھا کر راڈل کے سامنے رکھی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے راڈل کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے اوپر والے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد راڈل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں

اور اس کے ساتھ ہی لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا نچلا جسم بالکل بے حس و حرکت رہا تو راڈل کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" تم، تم نے یہ کیا کیا ہے۔ تم نے راڈل کو بے کار کر دیا ہے۔ یہ، یہ کیسے ہو گیا"...... راڈل کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکل رہے تھے۔ اسے شاید یقین نہ آرہا تھا کہ اسے واقعی عمران نے ہی بے کار کیا ہے۔ وہ عمران جو اس کی نظر میں تنکے جیسی حیثیت بھی نہ رکھتا تھا۔

" تمہارا دماغ بے حد گرم ہے۔ اس لئے مجھے مجبوراً تمہیں بے کار کرنا پڑا۔ اب بھی اگر تم میرے سوالوں کے درست جواب دے دو تو میں تمہیں ٹھیک کر سکتا ہوں ورنہ تم باقی ساری زندگی اسی طرح بے حس و حرکت پڑے رہو گے اور دنیا کا کوئی ڈاکٹر تمہیں دوبارہ ٹھیک نہ کر سکے گا اور یہ بات تم بھی اچھی طرح سے جانتے ہو کہ تمہیں اس حالت میں دیکھ کر کنگ سلوان تمہارا کیا حشر کرے گا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تم، تم۔ پلیز مجھے ٹھیک کر دو۔ پلیز۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں۔ تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ جوانا جیسے آدمی نے اگر تمہیں ماسٹر بنایا ہے تو تم واقعی ایسے ہی آدمی ہو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ پلیز مجھے ٹھیک کر دو"...... راڈل نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی ساری اکڑ فوں ہوا ہو چکی تھی۔

" میں نے تم سے وعدہ کیا ہے تو میں وعدہ پورا بھی کروں گا۔ لیکن

پہلے تم میرے سوالوں کے درست جواب دے دو"...... عمران نے کہا۔

" تم پوچھو۔ جو میں جانتا ہوں سچ بتا دوں گا۔ مجھے ٹھیک کر دو یا پھر مجھے گولی مار دو۔ میں اس حالت میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ تم نے تو مجھے کینچوے سے بھی بدتر کر دیا ہے"...... راڈل نے کہا۔

" سنو، ہم نے شوکائی مغوی کو بازیاب کرانا ہے۔ تم بتاؤ کہ وہ کہاں ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تم یقین کرو میں اس حالت میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ مجھے قطعی معلوم نہیں ہے کیونکہ میں صرف یہاں تک محدود ہوں"۔ راڈل نے جواب دیا۔

" تم درست کہہ رہے ہو لیکن اس بات سے تم انکار نہیں کر سکتے کہ تمہیں کنگ سلوان کے بارے میں معلوم نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

" تم اس کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... راڈل نے کہا۔

" وہ کہاں بیٹھتا ہے، کہاں رہتا ہے۔ اس بارے میں تفصیل"...... عمران نے کہا۔

" ہاں، یہ میں جانتا ہوں۔ لوپاک کے شمال مشرق میں ایک علاقہ ہے جسے برائٹ لائٹ ایریا کہا جاتا ہے۔ اس ایریا میں ایک مارشل آرٹ سکول ہے جس کا نام لوپاک مارشل آرٹ سنٹر ہے۔ یہاں لوگوں کو مارشل آرٹ کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس

سکول کے نیچے ایک علیحدہ خفیہ پورشن ہے جس میں کنگ سلوان کا آفس بھی ہے اور رہائش بھی۔ اس کا راستہ خفیہ ہے لیکن ہے وہ بھی مارشل آرٹ سنٹر کے اندر سے۔ میں وہاں کنگ سلوان کے باڈی گارڈ کے طور پر چار سال رہا ہوں۔ پھر مجھے یہاں کا انچارج بنا دیا گیا۔ یہاں ان لوگوں کو لایا جاتا ہے جن پر تشدد کر کے معلومات حاصل کرنا ضروری ہو اور یہ کام میں سرانجام دیتا ہوں"...... راڈل نے جواب دیا۔

"لیکن اس کا فون نمبر تو کلیولینڈ کالونی کی ایک کوٹھی میں نصب ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، یہ ڈاجنگ سسٹم ہے اور تم بھی اس ڈاجنگ سسٹم کی وجہ سے پکڑے گئے ہو۔ کنگ سلوان کے آفس میں مشینری کا انچارج تھامس ہے۔ اس کوٹھی میں صرف ایک چوکیدار رہتا ہے لیکن وہاں خفیہ کیمرے اور ڈیوائسز نصب ہیں۔ وہاں جو فون موجود ہے وہ بظاہر عام سا فون ہے لیکن اس کی مین لائن کے اندر ایک جدید ترین لائن ایسی ہے جس سے کنگ سلوان کے آفس میں بھی لائن جاتی ہے۔ تین گھنٹیاں بجنے تک اس لائن پر کال شفٹ نہیں ہوتی لیکن تین گھنٹیوں کے بعد اس فون کی لائن آٹومیٹک انداز میں آف ہو جاتی ہے اور کنگ سلوان کے آفس میں جانے والی لائن اوپن ہو جاتی ہے۔ تھامس نے تمہیں جس کے ذریعے یہاں بھجوایا تھا اس سے میں نے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ تم دونوں اس کوٹھی میں گئے۔ وہاں کے

خفیہ کیمروں نے تمہاری تصویریں بنائیں۔ یہ تصویریں لوپاک میں کنگ سلوان کے تمام آدمیوں کو پہنچا دی گئیں اور پھر انہوں نے تمہیں ایک کوٹھی میں ٹریس کر لیا اور وہاں سے تمہیں گیس سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے"...... راڈل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس مارشل آرٹ سنٹر کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"بظاہر تو کوئی نہیں ہیں کیونکہ اس سنٹر میں ہر آدمی آ جا سکتا ہے۔ یہ اوپن ہے لیکن جب کوئی آدمی نیچے آفس میں جانے کی کوشش کرتا ہے یا کسی سے اس بارے میں پوچھتا ہے تو وہاں موجود مخصوص افراد الرٹ ہو جاتے ہیں اور اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ راستہ مارشل آرٹ سنٹر کے مینجنگ ڈائریکٹر کے آفس سے جاتا ہے اور اسے یا تو براہ راست اندر سے کھولا جاتا ہے یا پھر مینجنگ ڈائریکٹر براؤن کھولتا ہے"...... راڈل نے جواب دیا۔

"کنگ سلوان کا حلیہ اور قد و قامت کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو راڈل نے تفصیل بتا دی۔ یہ وہی حلیہ تھا جو عمران کو پہلے بتایا گیا تھا۔

"اس کے آفس کا لامحالہ کوئی خفیہ راستہ بھی ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہے لیکن اسے سوائے انتہائی ایمرجنسی کے استعمال نہیں

کیا جاتا۔ وہ بلا کڈ رہتا ہے"...... راڈل نے جواب دیا۔

" کونسا راستہ ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

" اس مارشل آرٹ سنٹر کی عقبی گلی میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے۔ اس دروازے کے پیچھے کنکریٹ کی دیوار ہے۔ جب اس راستے کو کھولا جاتا ہے تو یہ کنکریٹ کی دیوار ہٹ جاتی ہے اور دروازہ کھل جاتا ہے ورنہ نہیں اور اس کے کھولنے کا سسٹم براہ راست کنگ سلوان کے پاس ہے"...... راڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے، تم نے سب کچھ بتا کر تعاون کیا ہے۔ اس لئے میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور مڑ کر جوانا کی طرف دیکھا جو اس دوران خاموشی سے اندر آکر عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا تھا۔

" کیا رہا جوانا"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ماسٹر، سوائے اس راڈل کے یہاں اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ البتہ یہاں ایک بڑا اسلحہ سٹور ہے جہاں ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں یہاں اکیلا رہتا ہوں"...... راڈل نے کہا۔

" اب اگر ہم تمہیں ٹھیک کر دیں تو تم ہمارے بارے میں کنگ سلوان کو کیا رپورٹ دو گے"...... عمران نے کہا۔

" میں تمہاری یہاں آمد سے ہی صاف مکر جاؤں گا"...... راڈل نے جواب دیا۔

" لیکن وہ لوگ جو ہمیں یہاں چھوڑ گئے ہیں ان کا کیا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

" کنگ سلوان میری بات مانے گا ان کی نہیں۔ انہیں یقیناً موت کی سزا دے دی جائے گی اور بس"...... راڈل نے جواب دیا۔

" جوانا۔ اس کے راڈز کھولو اور اسے اٹھا کر نیچے فرش پر منہ کے بل لٹا دو"...... عمران نے کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

" اس کی دونوں ٹانگیں سیدھی کر کے اس کے سر کی طرف لے جاؤ اور جہاں میں کہوں وہاں روک دینا"...... عمران نے کہا تو جوانا نے ویسے ہی کیا۔ راڈل کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔

" بس یہاں رک جاؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے اس کی کمان کی طرح مڑی ہوئی کمر پر ایک جگہ بایاں ہاتھ رکھا۔ کافی دیر تک وہ اس ہاتھ کو اوپر نیچے کر کے ایڈجسٹ کرتا رہا۔

" قابو میں رکھنا اسے"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا کے اثبات میں سر ہلانے پر عمران نے کمر پر رکھے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ پر دائیں ہاتھ کا مکا پوری قوت سے مارا تو کٹاک کی زوردار آواز کے ساتھ ہی کمرہ راڈل کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا پورا جسم کانپنے لگ گیا تھا۔

" بس چھوڑ دو"...... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو جوانا نے

راڈل کی ٹانگیں چھوڑ دیں۔اس کی دونوں ٹانگیں ایک دھماکے سے نیچے گریں اور اس طرح سمٹنے اور کھلنے لگیں جیسے راڈل پر جان کنی کی حالت طاری ہو گئی ہو۔لیکن چند لمحوں بعد راڈل یکلخت پلٹ کر سیدھا ہوا اور پھر اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔وہ کبھی حیرت سے اپنے جسم کو دیکھتا اور کبھی عمران کو۔

" میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے راڈل۔ اب ہم جا رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم، تم حیرت انگیز انسان ہو۔ ناقابل یقین صلاحیتوں کے مالک۔ میں نے تمہاری خاطر جوانا کو بھی معاف کر دیا۔ تم جا سکتے ہو"...... راڈل نے کہا۔

" تمہارے دل میں اگر کوئی انتقامی جذبہ ہو تو اب بھی وقت ہے۔اپنے آپ کو رسک میں ڈال لو۔ماسٹر تو رحمدل آدمی ہے جنہوں نے تمہیں دوبارہ ٹھیک کر دیا ہے۔لیکن میں ابھی اتنا رحمدل نہیں بن سکا"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آؤ جوانا۔اب یہاں وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"۔ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔جوانا بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے بڑھا جبکہ راڈل اپنی جگہ پر ہی کھڑا رہ گیا۔ابھی عمران اور جوانا دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یکلخت کمرہ راڈل کے ہذیانی قہقہے سے گونج اٹھا۔

"بس رک جاؤ۔تمہاری لاشیں ہی یہاں سے جا سکتی ہیں"۔راڈل

نے قہقہہ لگا کر چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران اور جوانا دونوں تیزی سے مڑے ہی تھے کہ راڈل کے ہاتھ میں موجود خنجر بجلی کے کوندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا جوانا کے سینے کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ خنجر جوانا کے سینے میں پیوست ہوتا۔جوانا کا ایک ہاتھ بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور پلک جھپکنے میں خنجر اس کے ہاتھ کی تھپکی کھا کر اڑتا ہوا چھناکے سے سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔اس کے ساتھ ہی جوانا کا دوسرا ہاتھ سیدھا ہوا اور گولیاں تواتر سے راڈل کے چٹان جیسے سینے میں اترتی چلی گئیں اور راڈل جو اپنے خنجر کو اس طرح پلٹ کر دیوار کی طرف جاتا دیکھ رہا تھا گولیاں کھا کر چند قدم لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹا۔اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ یہ سب کچھ صرف پلک جھپکنے میں مکمل ہو گیا تھا۔چند لمحے لڑکھڑانے کے بعد راڈل ایک دھماکے سے نیچے گرا اور اس بار چند لمحے جان کنی کی کیفیت سے گزرنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"آؤ جوانا، اب ہم نے یہاں سے ضروری اسلحہ بھی لینا ہے"۔عمران نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ پھر وہ ضروری اسلحہ لے کر واپس برآمدے میں پہنچے ہی تھے کہ سائیڈ روم میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران تیزی سے اس سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

" راڈل بول رہا ہوں"...... عمران نے راڈل کے لہجے اور آواز میں

کہا۔

"کنگ سے بات کرو راڈل"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور عزاتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"راڈل بول رہا ہوں کنگ"...... عمران نے راڈل کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"ان دونوں آدمیوں سے کیا معلوم ہوا ہے راڈل"...... دوسری طرف سے اسی پہلے جیسے لہجے میں کہا گیا۔

"کون سے دو آدمی کنگ۔ میرے پاس تو ابھی تک کوئی نہیں پہنچا"...... عمران نے جواب دیا۔

کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تھامس کے افراد دو بے ہوش افراد کو تمہارے پاس پہنچا نہیں گئے"...... دوسری طرف سے کنگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں کنگ۔ میں تو ان کا انتظار کر رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے لائن کاٹ دی گئی تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر کمرے سے نکل کر وہ پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک سفید رنگ کی کار موجود تھی جس کے قریب جوانا کھڑا تھا۔

"میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ ابھی مطلوبہ لوگ نہیں پہنچے۔ اس

طرح وہ فوری طور پر ادھر کا رخ نہیں کریں گے اور اس دوران ہم ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے"...... عمران نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، اب اس مارشل آرٹ سنٹر جانا ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"ہاں، اب جب تک کنگ سلوان سے دو دو ہاتھ نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک معاملات آگے نہیں بڑھ سکتے"...... عمران نے جواب دیا اور جوانا سر ہلاتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

کنگ سلوان کے چہرے پر شدید غیض و غضب کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے راڈل کو فون کیا تھا تاکہ اس سے معلوم کر سکے کہ ان دو آدمیوں نے جنہیں اس تک پہنچایا گیا تھا کیا تفصیلات بتائی ہیں لیکن راڈل نے الٹا جواب دیا تھا کہ وہ دونوں ابھی تک پہنچائے ہی نہیں گئے۔ یہ بات سنتے ہی کنگ سلوان کا ذہن گھوم گیا تھا۔ اس نے تھامس سے بات کی تو تھامس نے بتایا کہ اسے تو یہی رپورٹ مل چکی ہے کہ دونوں آدمیوں کو راڈل کے پوائنٹ پر پہنچایا جا چکا ہے اور اسے کافی وقت بھی گزر چکا ہے۔ کنگ نے اسے فوری تحقیقات کرانے کا حکم دیا تھا اور اب کنگ سلوان، تھامس کی رپورٹ سننے کے لئے بے چین تھا اور ساتھ ساتھ اسے اس بات پر غصہ آرہا تھا کہ یا تو راڈل نے اس سے جھوٹ بولا ہے یا پھر تھامس کے آدمیوں نے غلط بیانی کی ہے اور یہ دونوں ہی باتیں اس کے لئے ناقابل برداشت تھیں۔ اس لئے

اس کا غصہ لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... کنگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تھامس بول رہا ہوں کنگ"....... دوسری طرف سے تھامس کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے۔ جلدی بتاؤ"....... کنگ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ اجازت دیں تو آپ کے آفس حاضر ہو جاؤں تاکہ معاملات کنفرم ہو سکیں"....... تھامس نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"آجاؤ۔ ابھی فوراً"....... کنگ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر مؤدبانہ انداز میں دستک دی گئی تو کنگ نے میز کے کنارے پر موجود مختلف رنگ کے بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور ایک درمیانے قد اور جسم کا آدمی جس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اندر داخل ہوا۔

"یہ کیا ہے تھامس"....... کنگ نے بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں پروجیکٹر اور فلم ہے کنگ اور یہی آپ کو دکھانے کے لئے میں یہاں حاضر ہوا ہوں"....... تھامس نے کہا اور بیگ کو نیچے رکھ کر اس نے کھولا اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا بیٹری سے

چلنے والا پروجیکٹر نکال کر اس نے اسے میز پر اس انداز میں رکھا کہ اس کی سکرین کا رخ کنگ کی طرف تھا۔

"کونسی فلم دکھانا چاہتے ہو"...... کنگ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے آدمیوں نے جب ان دو بے ہوش افراد کو راڈل کے حوالے کیا تو اصول کے مطابق اس کی فلم تیار کر لی گئی۔آج سے چار سال قبل ایسا ہی ایک مسئلہ سامنے آیا تھا جس کے بعد میں نے سٹینڈنگ آرڈرز جاری کئے ہوئے ہیں کہ ہر اہم موقع کی فلم بنائی جائے"...... تھامس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا، دکھاؤ فلم"...... کنگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تھامس نے پروجیکٹر کا بٹن پریس کر دیا۔اس کے ساتھ ہی ایک جھماکے سے سکرین روشن ہو گئی اور منظر ابھر آیا۔کنگ خاموش بیٹھا فلم دیکھ رہا تھا۔اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔جب فلم ختم ہو گئی تو تھامس نے بٹن دبا کر پروجیکٹر آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ راڈل غلط بیانی کر رہا ہے۔ویری بیڈ۔راڈل تو انتہائی اعتماد والا آدمی ہے"...... کنگ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔یہ راڈل یقیناً ان لوگوں سے مل گیا ہے۔اس نے انہیں فرار کرا دیا ہے اور اب ان کی وصولی سے ہی یکسر انکاری ہے"۔ تھامس نے کہا۔

"کیا راڈل کو اس فلم کے بارے میں علم ہے"...... کنگ نے پوچھا۔

"یس کنگ۔اس کے سامنے فلم بندی ہوئی ہے"...... تھامس نے جواب دیا۔

"تو پھر یقیناً وہ پاگل ہو گیا ہے۔اسے فوراً پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ابھی اسی وقت"...... کنگ نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس کنگ۔حکم کی تعمیل ہو گی"...... تھامس نے کہا اور پھر پروجیکٹر کو اٹھا کر اس نے نیچے رکھے ہوئے بیگ میں ڈالا اور بیگ اٹھا کر واپس مڑ گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ راڈل ہمارے دشمنوں سے مل جائے۔ویری بیڈ۔اس قدر بااعتماد آدمی بھی اگر بدل سکتا ہے تو پھر کس پر اعتماد کیا جائے"...... کنگ نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کنگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کنگ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تھامس بول رہا ہوں کنگ۔تھری ایکس سے"...... دوسری طرف سے تھامس کی متوحش سی آواز سنائی دی تو کنگ چونک پڑا۔

"کیا ہوا ہے۔تم خود وہاں کیوں گئے ہو"...... کنگ نے چونک کر کہا۔

"یہاں کوئی کال اٹنڈ نہیں کر رہا تھا۔اس لئے میں خود ساتھیوں

سمیت یہاں آگیا۔ یہاں راڈل کی لاش بلیک روم میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کے سینے پر گولیاں ماری گئی ہیں۔ جبکہ وہ دونوں آدمی جو وہاں بے ہوشی کے عالم میں پہنچائے گئے تھے غائب ہیں اور راڈل کی کار بھی موجود نہیں ہے"...... تھامس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن پہلے مجھے راڈل نے خود فون پر بتایا ہے کہ آدمی اس نے وصول نہیں کئے۔ پھر وہ کیسے ہلاک ہوا اور کس نے اسے ہلاک کیا"...... کنگ سلوان نے کہا۔

"کنگ۔ اس کی لاش کی حالت بتا رہی ہے کہ اسے ہلاک ہوئے ایک گھنٹے سے زائد ہو گیا ہے۔ اب یہ تو وہ دونوں آدمی دوبارہ پکڑے جائیں گے تو اصل حقیقت سامنے آئے گی"...... تھامس نے کہا۔

"ہاں، تم درست کہہ رہے ہو۔ ان کی تصویریں تو تمہارے پاس ہیں۔ انہیں پورے لوپاک میں پھیلا دو اور اس بار انہیں پکڑ کر تم نے خود انہیں تھری ایکس لے جانا ہے اور تم نے خود ان سے تمام معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اب راڈل کی ہلاکت کے بعد تھری ایکس تمہارے چارج میں رہے گا۔ تم اپنے اعتماد کا کوئی آدمی وہاں تعینات کر دو"...... کنگ سلوان نے کہا۔

"یس کنگ۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... تھامس نے جواب دیا تو کنگ نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ پہلے راتھ جزیرے کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہوا۔ پھر یہ لوگ اس کلیولینڈ کالونی والی کوٹھی میں پہنچ گئے۔ اب

انہوں نے راڈل جیسے ناقابل شکست آدمی کو ہلاک کر دیا ہے۔ یہ تو انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ان کو جلد از جلد ہلاک ہونا چاہئے"۔ کنگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر گھنٹی بجنے پر اس نے رسیور اٹھایا اور فون سننے میں مصروف ہو گیا۔ فون سننے کے بعد وہ اپنے روٹین کے کاموں میں کافی دیر تک مصروف رہا۔ پھر اچانک سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اس فون کا تعلق اس کے مخصوص شعبے بلڈ ہاؤنڈز سے تھا۔ یہ ایسا شعبہ تھا جو براہ راست اس کے ماتحت تھا اور کنگ انہیں خاص خاص موقعوں پر ہی حرکت میں لاتا تھا۔

"یس"...... کنگ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ڈان بول رہا ہوں کنگ"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ ڈان بلڈ ہاؤنڈز کا چیف تھا۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... کنگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کو اطلاع دینی تھی کہ پی ایس پی کو تباہ کر دیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کنگ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پی ایس پی کو تباہ، کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... کنگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں کنگ۔ میں اتفاق سے وہاں سے گزرا تو میں نے وہاں پولیس کی گاڑیاں، ایمبولینس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں

دیکھیں تو میں رک گیا۔ پی ایس پی مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اب وہاں سے ملبہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اب تک رائیڈ اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں مل چکی ہیں"...... ڈان نے جواب دیا۔

"کیسے تباہ ہوا ہے پی ایس پی"...... کنگ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پولیس کے مطابق اس کے اندر اسلحہ کا کوئی سٹور تھا جو پھٹ گیا ہے۔ انتہائی خوفناک دھماکوں سے پوری کوٹھی زمین بوس ہو گئی ہے۔ ساتھ والی چار پانچ کوٹھیوں کو بھی نقصان پہنچا ہے"...... ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کسی شوگرانی کی لاش بھی ملی ہے"...... کنگ نے پوچھا۔

"نہیں کنگ۔ ویسے شوگرانی وہاں کیسے آگیا باس"...... ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک شوگرانی سائنسدان کے بیٹے کو اغوا کر کے وہاں رکھا گیا تھا۔ جو کچھ ہوا بہت برا ہوا ہے۔ اب حکومت ایکریمیا کی ناراضگی ہمیں جھیلنی پڑے گی۔ ویری بیڈ۔ تم وہیں رکو اور معلوم کرو کہ وہ شوگرانی زندہ ہے یا ہلاک ہو گیا ہے۔ اگر وہ زندہ ہے تو اسے فوراً اپنی تحویل میں لے لینا۔ اگر وہ ہلاک ہو گیا ہے تو اس کی لاش پولیس کے پاس نہ جانے دینا۔ اپنی تحویل میں لے لینا اور مجھے فوراً اطلاع دینا۔ سمجھ گئے ہو"...... کنگ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کنگ نے رسیور

اس طرح کریڈل پر پٹخ دیا جیسے پی ایس پی کی تباہی میں سارا قصور کریڈل کا ہو۔

"سانگر پر گردش آگئی ہے۔ ہر کام الٹا ہوتا جا رہا ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... کنگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دوبارہ سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کنگ نے کہا۔

"ڈان بول رہا ہوں کنگ"...... ڈان کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے شوگرانی کے بارے میں"...... کنگ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"کنگ۔ وہاں سے کسی شوگرانی کی لاش نہیں ملی۔ تہہ خانوں تک کا ملبہ اٹھا لیا گیا ہے۔ رائیڈ کے ساتھ ساتھ آٹھ افراد کی لاشیں ملی ہیں اور کنگ۔ انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ رائیڈ اور اس کے تمام ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے"...... ڈان نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی تو تم بتا رہے تھے کہ اسلحے کا سٹور پھٹا ہے۔ اب کہہ رہے ہو کہ رائیڈ اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں ماری گئی ہیں"...... کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس کنگ۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے کسی نے رائیڈ اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا اور پھر اسلحے کے سٹور میں وائرلیس چارجڈ بم رکھ کر اسے فائر کر دیا۔ اس

طرح پی ایس پی مکمل طور پر تباہ ہو گیا"...... ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری کارروائی اس شوگرانی کو رہا کرانے کے لئے کی گئی ہے۔ اس کی لاش کا نہ ملنا بتا رہا ہے کہ وہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ اسے وہاں سے چھڑا کر لے گئے ہیں۔ ویری بیڈ۔ تم فوراً لوپاک کی ناکہ بندی کرادو۔ تھامس کے پاس ان دونوں کی تصویریں ہیں۔ میں اسے کہہ دیتا ہوں کہ وہ تصویریں تمہیں بھجوا دے۔ تم انہیں ٹریس کرو۔ شوگرانی بھی یقیناً ان کے ساتھ ہو گا۔ پھر ان دونوں کو اس شوگرانی سمیت گولیوں سے اڑا دو"...... کنگ نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ کون لوگ ہیں کنگ"...... ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کنگ نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے کنگ۔ میں ابھی تمام بلڈ ہاؤنڈز کو ان کی ہلاکت پر لگا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کنگ نے رسیور رکھا اور پھر دوسرے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس کنگ"...... دوسری طرف سے تھامس کی آواز سنائی دی۔

"فوراً میرے آفس آؤ اور وہ تصویریں بھی لے آؤ۔ جو کلیولینڈ کالونی کی کوٹھی میں داخل ہونے والوں کی بنائی گئی تھیں"...... کنگ نے کہا۔

"یس کنگ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کنگ نے رسیور

رکھ دیا۔ اب وہ بلڈ ہاؤنڈز کے ساتھ ساتھ تھامس کو بھی تفصیل سے احکامات دینا چاہتا تھا کیونکہ اب یہ لوگ اس کے خیال کے مطابق سانگر اور اس کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو رہے تھے اور اب ان کا خاتمہ ضروری نہیں بلکہ ان کی اپنی بقاء کے لئے لازمی ہو گیا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازے پر مؤدبانہ انداز میں دستک سنائی دی تو کنگ نے میز کے کنارے پر موجود بٹن پریس کیا تو دروازہ خود بخود کھل گیا لیکن دوسرے لمحے جو آدمی اندر آیا اسے دیکھ کر کنگ اس طرح اچھلا کہ کرسی سمیت نیچے گرتے گرتے بچا۔

عمران اور جوانا دونوں کار میں سوار تیزی سے مین مارکیٹ کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ گو اسلحہ انہوں نے راڈل کے پوائنٹ سے حاصل کر لیا تھا لیکن عمران اب مزید کسی کارروائی سے پہلے اپنا اور جوانا کا میک اپ کے ساتھ ساتھ لباس بھی تبدیل کر لینا چاہتا تھا کیونکہ راڈل نے اسے بتایا تھا کہ کنگ کے کسی آدمی تھامس کے پاس ان کی تصویریں تھیں اور ان تصویروں کی وجہ سے انہیں ٹریس کر لیا گیا تھا اور راڈل کی لاش کی اطلاع ملتے ہی دوبارہ بھی ایسا ہو سکتا تھا۔ اس لئے راڈل کے پوائنٹ سے اس کی کار میں سوار ہو کر وہ سیدھے مین مارکیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ مین مارکیٹ سے پہلے ایک جنرل پارکنگ میں خالی جگہ دیکھ کر عمران نے کار موڑ دی اور چند لمحوں بعد کار وہاں روک کر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے پیدل ہی مین مارکیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چونکہ جب تک راڈل کی

لاش ٹریس نہ ہوتی۔ انہیں کوئی خطرہ نہ تھا اور عمران نے جس طرح فون پر کنگ کو کہہ دیا تھا کہ اسے کوئی بے ہوش افراد نہیں ملے۔ اس سے اسے یقین تھا کہ راڈل کی لاش فوری نہ مل سکے گی۔ اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں مارکیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر ایک سپر سٹور سے اس نے میک اپ کا سامان خریدا اور ایک ڈریس میکر کی شاپ سے اس نے اپنے اور جوانا کے ناپ کے نئے سوٹ خریدے اور پھر انہوں نے ایک ہوٹل میں جا کر ایک روز کے لئے لارڈ مائیکل کے نام سے کمرہ بک کرایا اور وہ دونوں اس کمرے میں پہنچ گئے۔ جوانا کو عمران نے لارڈ مائیکل کا سیکرٹری ظاہر کیا۔ کافی منگوا کر پینے کے بعد ان دونوں نے باری باری واش روم میں جا کر لباس تبدیل کیا۔ اس کے بعد عمران نے جوانا کا میک اپ اس انداز میں کیا کہ اس کا چہرہ پہلے سے خاصا بدل گیا۔ پھر عمران نے اپنا میک اپ کیا اور پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد وہ دونوں کمرے سے نکل کر ہوٹل سے باہر آئے۔ اترے ہوئے لباسوں کا شاپر جوانا کے ہاتھ میں تھا۔ ہوٹل کی سائیڈ گلی کے آخر میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم پڑے ہوئے تھے۔ عمران کے کہنے پر جوانا نے اتارے ہوئے لباس کا شاپر وہاں جا کر پھینک دیا۔

"آؤ اب چل کر اس کنگ کے دربار میں حاضری دیں"...... عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار مسکرا دیا اور پھر مین مارکیٹ سے نکل کر وہ جب پارکنگ میں پہنچے تو عمران کار کے ہینڈل میں اڑسا ہوا کاغذ دیکھ

کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ نکالا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔ راڈل واپس جانے سے پہلے مجھے فون ضرور کرنا۔ میں تمہارے فون کا منتظر رہوں گا۔ اس کے نیچے فون نمبر اور نام براکس لکھا ہوا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں لباسوں کی طرح اس کار سے بھی چھٹکارہ حاصل کرنا پڑے گا"....... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا لکھا ہوا ہے اس کاغذ پر ماسٹر"....... جوانا نے پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"یہ براکس کون ہو سکتا ہے"....... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"راڈل کا کوئی قریبی دوست لگتا ہے۔ تم پارکنگ کے باہر رکو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے کوئی جال ہو۔ میں فون کر کے براکس سے بات کرتا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ماسٹر ان بکھیڑوں میں پڑنے کی۔ ہو گا کوئی اس کا دوست۔ ہمیں وہ کیا دے سکتا ہے"....... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بات کر لینے میں کیا حرج ہے۔ میں نے راڈل کی آواز اور لہجے میں بات کرنی ہے۔ بعض اوقات انہونی بھی ہو جاتی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دور جا کر اسے ایک پبلک فون بوتھ نظر آ گیا تو وہ اندر داخل ہوا۔ اس نے جیب سے سکے

نکال کر فون پیس میں ڈالے اور گرین لائٹ آنے پر اس نے رسیور اٹھایا اور کاغذ پر درج نمبر دیکھ کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"براکس بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مقامی تھا۔

"راڈل بول رہا ہوں۔ تم نے کار کے ہینڈل میں پرچہ لگایا تھا۔ کیا بات ہے"....... عمران نے راڈل کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"راڈل تم میرے دوست ہو اور میں بے حد مشکل میں ہوں۔ پلیز میری مدد کرو۔ رائیڈ نے مجھے پی ایس پی سے نکال دیا ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ جسے رائیڈ نکال دے اسے کسی بھی لمحے گولی ماری جا سکتی ہے"....... براکس نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی بے زاری کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا ہوا تھا۔ کیوں اس نے ایسا کیا ہے"....... عمران نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"وہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں نے شوگرانی کی بیڑی کھول دی تھی صرف تھوڑی دیر کے لئے۔ کیونکہ اس کے پیروں میں زخم ہو گئے تھے۔ اس نے میری منت کی کہ میں اس کی بیڑی کھول دوں تا کہ وہ پیروں کو اچھی طرح مسل سکے۔ مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کی بات مان لی۔ گو دس منٹ بعد میں نے بیڑی دوبارہ اسے پہنا دی لیکن کسی

نے دیکھ لیا اور رائیڈ کو بتا دیا۔ بس رائیڈ بگڑ گیا۔ اس نے فوراً مجھے پی ایس پی سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ میں نے پارکنگ میں تمہاری کار دیکھی تو میں نے پرچہ اس کے ہینڈل میں لگا دیا۔ میں وہاں زیادہ دیر ٹھہر نہ سکتا تھا کیونکہ کسی بھی لمحے مجھے گولی ماری جا سکتی ہے۔ پلیز تم کچھ کرو پلیز۔ تمہاری بات کنگ بہت مانتا ہے۔ تم مجھے رائیڈ سے معافی دلوا دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ شوگرانی اور کنگ کے حوالے سے وہ بے اختیار چونک پڑا تھا اور اس کے چہرے پر ابھر آنے والی بیزاری یہ دونوں الفاظ سنتے ہی یکسر غائب ہو گئی۔

"تم اس وقت کہاں ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"پارکنگ کے سامنے ہوٹل پارک وے کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں۔ پلیز کچھ کرو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ چاہے میں پاتال میں کیوں نہ چھپ جاؤں۔ چوبیس گھنٹوں کے اندر مجھے بہرحال گولی مار دی جائے گی۔ پلیز کچھ کرو"...... براکس نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے پاس خود آ رہا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ میں تمہارے لئے سب کچھ کروں گا۔ میرے آنے تک کمرے میں ہی رہنا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ بے حد شکریہ۔ تم نے مجھے دوبارہ زندگی کی امید دلا دی ہے"...... براکس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ سب اوکے ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ فون بوتھ سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی طرف آیا جس کے قریب جوانا کھڑا ہوا تھا۔

"جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ جائے تو وہ کچھ ہو جاتا ہے جس کا آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا"...... عمران نے قریب آ کر کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا ہے ماسٹر۔ کوئی خاص بات"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں، شوگرانی مغوی کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی رائیڈ کی تحویل میں ہے اور کسی پی ایس پی میں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا ماسٹر"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے براکس سے فون پر ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ، ویری گڈ ماسٹر۔ واقعی اب بند راستے کھلنے لگ گئے ہیں"...... جوانا نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آؤ، اب ہم نے اس براکس سے پوری تفصیل معلوم کرنی ہے اور پھر براہ راست وہاں ریڈ کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جوانا بھی اس کے پیچھے تھا اور پھر سڑک پار کر کے وہ چار منزلہ ہوٹل پارک وے کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گئے۔ دوسری منزل پر کمرہ نمبر دو سو بارہ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے

کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

" کون ہے "....... ڈور فون سے براکس کی آواز سنائی دی۔

" راڈل "....... عمران نے راڈل کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا "....... براکس کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد جیسے ہی دروازہ کھلا۔ عمران دروازے میں موجود لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی کو دھکیلتا ہوا اندر لے گیا۔ اس کے پیچھے جوانا بھی اندر داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

" تم، تم کون ہو۔ کیا مطلب "....... اس آدمی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں راڈل نے بھیجا ہے۔ تم نے اس کی کار کے ہینڈل میں پرچہ لگایا تھا اور پھر اس نے تمہیں فون کیا تھا اور فون پر بتایا تھا کہ وہ خود یہاں تمہارے پاس آرہا ہے۔ لیکن اچانک اسے کنگ کی طرف سے ایمرجنسی کال آگئی اور اسے وہاں جانا پڑا اور اس نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے لائل "....... عمران نے نرم لہجے میں اسے سارے حوالے دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ لیکن تم کہاں ہوتے ہو۔ میں نے تو تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا "....... براکس نے کہا۔

" اب تو دیکھ لیا ہے۔ بس یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ تم ہمیں

تفصیل سے پی ایس پی کے بارے میں بتاؤ۔ کہاں ہے یہ پی ایس پی "....... عمران نے کہا تو کرسی پر بیٹھا ہوا براکس یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" تم، تم غلط لوگ ہو۔ نکل جاؤ یہاں سے ورنہ میں ہوٹل سیکورٹی بلالوں گا۔ نکل جاؤ ابھی اسی وقت "....... براکس نے چیختے ہوئے کہا۔

" ارے ارے اس میں اتنا شور مچانے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں اگر مدد کی ضرورت نہیں ہے تو ہم واپس چلے جاتے ہیں "....... عمران نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور عمران کے اس فقرے اور اس کی مسکراہٹ نے براکس کے تنے ہوئے جسم کو قدرے ڈھیلا کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور براکس چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ کنپٹی پر پڑنے والی مڑی ہوئی انگلی کی مخصوص ضرب نے اسے نیچے گر کر کراہنے کے قابل بھی نہ چھوڑا تھا۔

" اس سے تفصیل سے بات کرنا ہو گی۔ کوئی رسی دیکھو یا پردے اتار کر اس کی رسی بنا لو "....... عمران نے کہا۔

" کمرے میں کسی بھی وقت کوئی آسکتا ہے ماسٹر۔ اس لئے کیوں نہ اسے اٹھا کر کسی اور جگہ لے چلیں "....... جوانا نے کہا۔

" کہاں۔ اور ہوٹل سے کیسے نکالیں گے اسے "....... عمران نے کہا۔

" ہاں، واقعی یہ بات تو ہے "....... جوانا نے الجھے ہوئے لہجے میں

کہا۔

" یہ اچھی بات ہے کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ تم ایسا کرو دروازے کے باہر "نو ڈسٹربنس" کا سلوگن روشن کر دو۔ پھر کوئی اندر نہیں آئے گا"...... عمران نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ جدید ہوٹلوں میں لگژری رومز میں ٹھہرنے والوں کو خصوصاً یہ سہولت دی جاتی تھی کہ اگر وہ دروازے پر " نو ڈسٹربنس " کا سلوگن روشن کر دیں تو جب تک یہ سلوگن روشن رہے گا کوئی آدمی حتیٰ کہ ویٹر بھی دروازے پر دستک نہ دے گا اور اس اصول کی سختی سے پیروی بھی کی جاتی تھی تاکہ ان کے ہوٹل کے مسافر اطمینان سے کمرے میں آرام کر سکیں یا کوئی اہم بزنس ٹاک کر سکیں۔ پھر ایک الماری کے نچلے خانے سے رسی کا بنڈل دستیاب ہو گیا اور جوانا نے "نو ڈسٹربنس" کا سلوگن روشن کر دیا۔ عمران نے فرش پر پڑے ہوئے براکس کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر جوانا کی مدد سے اس نے اسے رسی کی مدد سے کرسی پر باندھ دیا۔

" تمہارے پاس خنجر ہو گا وہ مجھے دو۔ عام حالات میں شاید یہ زبان نہ کھولے"...... عمران نے کہا تو جوانا نے جیب سے خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا نے ایک ہاتھ سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب براکس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جوانا نے ہاتھ ہٹا لیا اور

پیچھے ہٹ کر عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیسے ہی براکس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں عمران کا خنجر والا بازو تیزی سے حرکت میں آیا اور کمرہ براکس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ ابھی اس چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس بار براکس کی ناک کا دوسرا نتھنا بھی آدھے سے زیادہ کٹ گیا۔ عمران نے خنجر کو براکس کے لباس سے ہی صاف کیا اور پھر واپس جوانا کی طرف بڑھا دیا۔ براکس تکلیف کی شدت سے دائیں بائیں سر مار رہا تھا کہ عمران نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مار دیا۔ ضرب لگتے ہی براکس کی حالت انتہائی خستہ ہو گئی۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے پھڑپھڑانے لگا۔ آنکھیں ابل کر باہر آگئیں۔

" بولو کہاں ہے پی ایس پی۔ بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیشانی پر ایک اور ضرب لگا دی اور براکس نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈ آن ہو جاتا ہے۔ وہ اب لاشعوری طور پر سب کچھ بتا رہا تھا۔ عمران مسلسل اس سے سوال کرتا رہا اور براکس جواب دیتا رہا۔ براکس چونکہ خود پی ایس پی میں طویل عرصہ سے کام کر رہا تھا اور اسے شوگرانی کی دیکھ بھال اور نگرانی پر لگایا گیا تھا اس لئے عمران نے اس سے ہر وہ بات معلوم کر لی جو وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ براکس نے جو کچھ پی ایس پی کے

بارے میں بتایا تھا اس کے مطابق یہ شہر کے مغرب میں ایک مضافاتی کالونی جسے والٹ کالونی کہا جاتا تھا اور ایک بڑی حویلی کو کہا جاتا تھا۔ اس حویلی کی حفاظت کے لئے انتہائی جدید ترین سائنسی آلات اس انداز میں نصب تھے کہ کوئی آدمی پی ایس پی کے انچارج رائیڈ کی خصوصی اجازت کے بغیر نہ اندر جا سکتا تھا اور نہ ہی باہر آسکتا تھا۔ ہر اندر آنے اور باہر جانے والے کو ایک خصوصی چپ دی جاتی تھی جس کی موجودگی میں آلات اس پر اٹیک نہ کرتے تھے ورنہ بغیر اس چپ کے کوئی آدمی اندر آنے یا باہر جانے کی کوشش کرتا تو ہلاکت خیز ریز پلک جھپکنے میں اسے راکھ کا ڈھیر بنا دیتی تھیں۔ پی ایس پی اصل میں سانگر کا عملی ہیڈ کوارٹر تھا۔ سانگر مافیا کی تمام عملی کارروائیاں پی ایس پی کے ذریعے ہی کی جاتی تھیں اور پی ایس پی کو اس قدر خفیہ رکھا گیا تھا کہ سانگر سے تعلق رکھنے والے صرف چند لوگوں کو ہی اس کے بارے میں معلوم تھا۔ رائیڈ وہاں آٹھ افراد کے ساتھ رہتا تھا اور یہ آٹھوں افراد بھی پوری طرح تربیت یافتہ تھے۔ براکس نے بتایا کہ پی ایس پی میں اگر رائیڈ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا جاتا تو رائیڈ کی عجیب عادت تھی کہ وہ قصوروار کو فوری سزا دینے کی بجائے اسے خصوصی چپ دے کر پی ایس پی سے باہر جانے کا حکم دے دیتا تھا اور ساتھ ہی سانگر مافیا کے تمام افراد تک اس کی ہدایات پہنچ جاتی کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر قصوروار کو وہ چاہے جہاں بھی ہو ٹریس کر کے ہلاک کر دیا جائے۔ براکس کے بقول رائیڈ

اسے چوہے بلی کا کھیل کہتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ قصوروار کو فوری سزا دے کر ختم کر دینا اصل میں اس کے ساتھ رحم کرنا ہے۔ قصوروار کو جب چوبیس گھنٹے ہر طرف سے موت کا دھڑکا لگا رہتا تھا تو اسے صحیح معنوں میں سزا ملتی تھی اور سانگر مافیا پی ایس پی کو ٹاپ سیکرٹ اور انتہائی محفوظ خیال کرتے ہوئے انتہائی اہم ترین افراد جن کی حفاظت کی جانی مطلوب ہو اسے پی ایس پی میں ہی رکھا جاتا تھا۔ شوگرانی مغوی شوکائی کو بھی پی ایس پی میں رکھا گیا تھا۔ تہہ خانے میں اسے بیڑیاں پہنا کر رکھا گیا تھا اور وہاں ایک آدمی مستقل طور پر اس کے سر پر سوار رہتا تھا۔ براکس کی ڈیوٹی بھی شوکائی پر لگائی گئی تھی لیکن اس نے اس کی بات مان کر رائیڈ کی اجازت کے بغیر اس کی بیڑیاں تھوڑی دیر کے لئے کھول دی تھیں اور اس پاداش میں اسے قصوروار قرار دے کر پی ایس پی سے باہر بھجوا دیا گیا تھا۔ براکس نے بتایا تھا کہ جسے قصوروار قرار دے کر باہر بھجوایا جاتا ہے اسے ایسی چپ دی جاتی ہے جو صرف باہر جانے کے کام آتی ہے۔ اس کے ذریعے پی ایس پی میں واپس اندر نہیں آیا جا سکتا تھا۔ عمران کے کہنے پر جوانا نے براکس کی جیب سے وہ چپ بھی برآمد کر لی۔ عمران نے اسے بغور دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ براکس جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔ پی ایس پی کو انتہائی جدید ترین آلات کی مدد سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ چونکہ عمران جانتا تھا کہ اب براکس واپس ہوش میں نہ آسکے گا اس لئے اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کی نال براکس کے سینے پر دل کی

جگہ پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ براکس براہ راست دل میں گولی اتر جانے کی وجہ سے چند لمحوں میں ہی ہلاک ہو گیا۔

"آؤ، اب ہمیں واپس جانا ہے لیکن یہ "نوڈسٹربنس" کا سلوگن روشن ہی رہنے دو۔ اس طرح اس کی لاش فوری سامنے نہ آسکے گی اور ہمیں وقت مل جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل سے باہر آکر اس پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

رائیڈ لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ بھیڑیئے نما تھا اور اسے دیکھ کر فوری طور پر یہی احساس ہوتا تھا کہ کوئی بھیڑیا انسانی جسم میں منتقل ہو گیا ہے۔ اس کی آنکھوں میں سرخی اور چہرے پر سختی کا عنصر تقریباً ہر وقت موجود رہتا تھا۔ سانگر مافیا میں شامل ہونے سے پہلے وہ پیشہ ور قاتل تھا اور انسانوں کو انتہائی بے رحمی سے ہلاک کرنے میں پورے توپاک میں مشہور تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی جدید ترین آلات کے استعمال کا بھی بے حد شائق تھا۔ اس لئے وہ بھاری رقومات کے عوض ایکریمیا سے انتہائی جدید آلات منگوا کر انہیں پی ایس پی میں نصب کر دیتا تھا۔ اس طرح اس نے پی ایس پی کو ناقابل یقین حد تک ناقابل تسخیر بنا دیا تھا اور پی ایس پی میں کسی بھی طرح کوئی غیر متعلقہ آدمی اس کی اجازت کے بغیر داخل ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اگر کوئی کوشش کرتا تو ہلاکت خیز ریز پلک جھپکنے میں اسے

راکھ کا ڈھیر بنا دیتی تھیں۔ رائیڈ اپنے ساتھیوں کو یہاں ہر طرح کی آسائش مہیا کرتا تھا لیکن اس کی لغت میں معافی کا کوئی لفظ نہ تھا۔ اگر اس کا کوئی ساتھی اس کی مرضی کے خلاف یا اس کی اجازت کے بغیر کوئی انتہائی معمولی سا اقدام بھی کرتا تو وہ اسے فوری طور پر موت کی سزا دے دیتا لیکن موت کی سزا دینے کا بھی اس کا اپنا طریقہ کار تھا۔ وہ اس آدمی کو پی ایس پی سے باہر بھجوا دیتا اور پھر پورے لوپاک میں موجود اپنے آدمیوں کو حکم دے دیتا کہ وہ قصوروار کو ٹریس کر کے ہلاک کر دیں۔ اس طرح ایک لحاظ سے وہ پیشہ ور قاتلوں والی اپنی مخصوص بے رحم حس کی تکمیل بھی کر لیتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر دو مختلف رنگوں کے فون سیٹس کے ساتھ ساتھ ایک مشین موجود تھی جس کی بڑی سی سکرین اس وقت تاریک تھی۔ اس کے ایک آدمی براکس نے اس کی اجازت کے بغیر شوگرانی مغوی کی بیڑیاں کچھ دیر کے لئے کھول دی تھیں۔ اس لئے اس نے اسے موت کی سزا دے کر پی ایس پی سے باہر بھجوا دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پورے لوپاک میں موجود اپنے آدمیوں کو اس حکم کے بارے میں اطلاع کر دی تھی لیکن کسی کو یہ اجازت نہ تھی کہ وہ اس قصوروار کو ہلاک کر کے اسے فون پر اطلاع دیتا۔ بلکہ یہ ان کا فرض تھا کہ جیسے ہی قصوروار کو ٹریس کیا جاتا۔ وہ اسے اطلاع کرتے اور پھر اپنے ساتھ ایک خصوصی آلہ لے کر قصوروار کے پاس جاتے اور آلے کی مدد سے ساری کارروائی کی تصاویر وہ میز پر رکھی ہوئی مشین

کی سکرین پر براہ راست دیکھ سکتا تھا۔ اس طرح وہ کنفرم ہو جاتا کہ اس کے حکم کی اس کی مرضی کے مطابق تعمیل کر دی گئی ہے۔ براکس کے بارے وہ اطلاع دے چکا تھا اور اب آفس میں بیٹھا وہ اس کے ٹریس ہونے کے بارے میں کسی اطلاع کا منتظر تھا تاکہ وہ اس کی موت کا منظر سکرین پر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔ لیکن ابھی تک اسے براکس کے ٹریس ہونے کی اطلاع نہ ملی تھی۔ گو وہ اتنی دیر ہو جانے پر دل ہی دل میں پیچ و تاب بھی کھا رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے مکمل یقین تھا کہ براکس بہرحال چوبیس گھنٹے گزرنے سے پہلے ٹریس ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔ پھر تقریباً تین گھنٹے مزید گزر گئے لیکن کوئی فون نہ آیا تو رائیڈ کا چہرہ غصے سے جل اٹھا۔ اس نے فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس۔ رائیڈ بول رہا ہوں"...... رائیڈ نے رسیور اٹھا کر پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"پراگ بول رہا ہوں باس۔ براکس کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ اس وقت پارک وے ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں چھپا ہوا ہے اور کمرے کے باہر "نو ڈسٹربنس" کا سلوگن روشن ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیسے ٹریس ہوا"...... رائیڈ نے اس بار نرم لہجے میں کیونکہ یہ بات سن کر کہ براکس ٹریس ہو گیا ہے اس کا غصہ ختم ہو گیا تھا۔

"باس، تمام ہوٹل چھان مارے گئے لیکن پارک وے ہوٹل کا

کسی کو خیال ہی نہ آیا کیونکہ وہ بے حد مہنگا اور لگژری ہوٹل ہے لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ براکس پہلے اس ہوٹل کے مینجر کا سیکورٹی گارڈ رہا ہے۔ اس لئے اسے وہاں سب جانتے ہیں اور وہ اسے انتہائی رعایتی قیمت پر کمرہ مہیا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ واقعی اس ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں موجود ہے لیکن اس نے ڈھائی تین گھنٹوں سے چونکہ "نو ڈسٹرب بنس" کا سلوگن روشن کیا ہوا ہے اس لئے اس کے کمرے میں کوئی نہیں گیا۔ ویسے وہ ہے اندر"...... پراگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سپیشل کیمرہ اپنے کالر میں لگا کر اسے آن کر دو اور کمرے میں جا کر اسے ہلاک کر دو"...... رائیڈ نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس طرح براکس کے قتل کا حکم دے رہا تھا جیسے کسی انسان کی بجائے کسی ضرر رساں کیڑے کو ہلاک کرنے کا کہہ رہا ہو۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رائیڈ نے رسیور رکھ دیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھی ہوئی مشین کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد مشین کی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک ہوٹل کے بڑے ہال کا منظر ابھر آیا۔ اس کی لفٹ کے باہر ایک درمیانے قد لیکن بھاری جسم کا آدمی موجود تھا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ یہ پراگ تھا۔ اس کے کالر میں موجود سپیشل کیمرہ ارد گرد کا تمام منظر سکرین پر نشر کر رہا

تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد لفٹ نیچے آئی۔ اس کا دروازہ کھلا اور چار آدمی اور ایک عورت لفٹ میں سوار ہو گئیں اور پھر لفٹ اوپر چڑھنے لگی۔ دوسری منزل پر پراگ لفٹ سے باہر آ گیا اور پھر راہداری میں چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ ایک بند دروازے کے سامنے رک گیا۔ دروازے پر ابھرے ہوئے دو سو بارہ کے نمبر صاف نظر آ رہے تھے اور دروازے کے اوپر "نو ڈسٹرب بنس" کا سلوگن بھی جلتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ پراگ نے کال بیل کا بٹن پریس کیا لیکن جب کچھ دیر تک کوئی جواب نہ آیا تو پراگ نے ہینڈل کو گھمایا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر سے لاک نہ تھا اور اس کے ساتھ ہی رائیڈ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی کیونکہ اب اس نے براکس کی موت کا منظر دیکھنا تھا لیکن پراگ جیسے ہی اندر داخل ہوا اور سکرین پر کمرے کا اندرونی منظر نظر آیا تو رائیڈ بے اختیار اچھل پڑا اور یہی حالت پراگ کی ہوئی کیونکہ سامنے ہی براکس ایک کرسی پر موجود تھا۔ اس کی گردن لٹکی ہوئی تھی اور جسم ڈھیلا پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے پر موجود خون کا پھیلا ہوا دھبہ دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ تو مر چکا ہے باس"...... پراگ کی آواز سنائی دی اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ سے براکس کا سر پکڑ کر اوپر کیا تو براکس کی بے نور آنکھیں سامنے آ گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے دونوں نتھنے بھی آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے تھے اور اس کا جسم کرسی

کے ساتھ رسی سے بندھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ یہ کس نے کیا ہے"...... رائیڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اس کی آواز تو پراگ تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ صرف پراگ کی آواز اس سپیشل کیمرے کی وجہ سے اس تک پہنچ سکتی تھی۔ اسی لمحے پراگ نے مڑ کر سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو رائیڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"پراگ بول رہا ہوں باس۔ براکس کو کسی نے پہلے ہی ہلاک کر دیا ہے"...... پراگ کی آواز سنائی دی۔

"ہاں، میں دیکھ رہا ہوں لیکن یہ سب کس نے کیا ہے۔ ہمارے آدمیوں نے تو نہیں کیا۔ پھر اس کے نتھنے بھی کٹے ہوئے ہیں اور اس کا جسم بھی کرسی کے ساتھ رسی سے بندھا ہوا ہے۔ یہ سب کس نے کیا ہے"...... رائیڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے باس۔ اس کے کسی پرانے دشمن نے دشمنی نکالی ہو۔ اسے کرسی سے باندھ کر اس پر تشدد کیا ہوا اور پھر اسے ہلاک کر دیا"...... پراگ نے کہا۔

"ہاں، ایسا ہی ہو گا۔ بہرحال یہ ہلاک ہو گیا ہے۔ ہم نے کیا ہے یا کسی اور نے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اوکے۔ تم واپس آ جاؤ"...... رائیڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے مشین کا بٹن آف کر

دیا۔ اس کے چہرے پر سکون کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود شراب کی چھوٹی بوتل نکال کر اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور پھر بوتل کو منہ سے لگا کر غٹاغٹ شراب پینے میں مصروف ہو گیا۔ جب بوتل خالی ہو گئی تو اس نے اسے ایک طرف پڑی ہوئی بڑی سی باسکٹ میں اچھال کر ٹشو سے منہ صاف کیا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ، یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں۔ کیا مطلب"...... اس نے چونک کر بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔ کوئی بھاری قدموں سے دوڑتا ہوا اس کے آفس کے دروازے کی طرف آ رہا تھا۔ ابھی وہ حیرت سے بت بنا بیٹھا ہی تھا کہ یکلخت دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی رائیڈ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس پر جھپٹا ہو اور پھر اس کی گردن کسی آہنی شکنجے میں جکڑ دی گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یکلخت تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

پی ایس پی ایک وسیع حویلی تھی جس کی دیواریں کسی قلعے کی فصیل کی طرح اونچی تھیں اور ان دیواروں کے اوپر باقاعدہ آہنی جالی لگی ہوئی تھی جس میں الیکٹرک کرنٹ کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ عجیب ساخت کے باکسز لگے ہوئے تھے۔ اس کا جہازی سائز کا پھاٹک بند تھا اور پھاٹک کے اوپر بھی آہنی جالی اور باکسز موجود تھے۔ یہ عام انداز کا پھاٹک نہ تھا جو باہر یا اندر کھلتا ہے بلکہ یہ ریوالونگ پھاٹک تھا جو ایک طرف دیوار کے اندر غائب ہو جاتا تھا۔ عمران اور جوانا دونوں حویلی کے عقب میں کچھ فاصلے پر موجود تھے۔

" ماسٹر۔ عقبی طرف سے تو جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے"۔ جوانا نے کہا۔

" فرنٹ سائیڈ پر بھی کوئی راستہ نہیں ہے۔ تم نے براکس سے اس کی حفاظتی تفصیل نہیں سنی تھی"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

" سنی تو تھی۔ اس لحاظ سے تو اس کے اندر داخل ہی نہیں ہوا جا سکتا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اس دیوار کو بموں سے اڑا دیا جائے اور پھر اندر داخل ہوا جائے"...... جوانا نے کہا۔

" بم کے خوفناک دھماکوں سے پولیس فوراً یہاں پہنچ جائے گی۔ یہاں کی پولیس انتہائی مستعد ہے۔ پاکیشیا کی پولیس کی طرح نہیں ہے کہ جب تک معاملات ختم نہیں ہو جاتے پولیس ادھر کا رخ ہی نہیں کرتی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ اندر کیسے پہنچا جائے گا"...... جوانا نے کہا۔

" ہاں، یہ بات واقعی سوچنے کی ہے آؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ جوانا اس کے پیچھے تھا اور اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ عمران اس طرح اطمینان سے حویلی کی عقبی دیوار کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جیسے وہ اڑتا ہوا دیوار کی دوسری طرف پہنچ جائے گا۔ اس کی سمجھ میں عمران کا رویہ نہ آ رہا تھا۔ اس لئے اس کا ذہن الجھ گیا تھا لیکن ظاہر ہے وہ عمران سے سوالات تو نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عمران دیوار سے کچھ فاصلے پر رک گیا۔

" یہ گٹر کا ڈھکن ہٹاؤ"...... عمران نے سامنے موجود گٹر کے بڑے سے ڈھکن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جوانا بے اختیار اچھل

پڑا۔

" اوہ، اوہ تو آپ گٹر کے ذریعے اندر جائیں گے۔ آپ واقعی بہت گہرائی میں سوچتے ہیں"...... جوانا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اتنا لمبا سانس نہ لو۔ بند گٹر کے اندر زہریلی گیس کافی مقدار میں ہوتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں کی مدد سے ایک زوردار جھٹکے سے گٹر کا بڑا سا اور وزنی ڈھکن اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ اس طرف خالی میدان تھا اور کوئی سڑک نہ تھی اس لئے اس طرف کوئی آدمی بھی دکھائی نہ دے رہا تھا۔

" آؤ، اب حقیقی گہرائی میں جا کر دیکھیں۔ اگر تو ان لوگوں نے یہاں بھی کوئی ہلاکت خیز ریز نصب کر رکھی ہیں تو پھر گٹر ہی ہماری قبر بنے گا"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ نیچے جاتی ہوئی لوہے کی سیڑھی سے گٹر میں اترتا چلا گیا۔ گٹر کافی چوڑا تھا اور گندہ پانی اس کے درمیان میں بہہ رہا تھا۔ سائیڈیں خشک تھیں۔ عمران نے جیب سے ایک پنسل ٹارچ نکالی اور اس کا بٹن آن کر دیا تو تاریک گٹر میں تیز روشنی پھیل گئی۔ عمران نے ایمرجنسی کے لئے یہ ٹارچ میک اپ کے سامان کے ساتھ ہی ایک سٹور سے خرید کر جیب میں رکھ لی تھی جو اس وقت واقعی کام آ رہی تھی کیونکہ گٹر میں خاصی تاریکی تھی جو اب ٹارچ کی وجہ سے تیز روشنی میں تبدیل ہو گئی تھی۔ عمران نے ٹارچ کی

روشنی کی مدد سے گٹر کو ہر طرف سے اچھی طرح چیک کیا کہ کہیں اس کے اندر تو کوئی ڈیوائس نصب نہیں ہے لیکن جب ایسا کوئی آلہ اسے گٹر میں نظر نہ آیا تو وہ مطمئن ہو کر آگے بڑھنے لگا۔ گٹر کا دہانہ کھلے ہوئے چونکہ اب کافی دیر ہو گئی تھی اس لئے گٹر کی فضا نارمل ہو گئی تھی البتہ تیز بو وہاں موجود تھی جسے بہرحال انہوں نے برداشت کرنا تھا۔ تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد دوسرا دہانہ انہیں نظر آیا جس کے ساتھ لوہے کی سیڑھی موجود تھی۔ عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ دہانہ حویلی کے اندر عقبی طرف ہو گا۔ اس نے جوانا کو اشارہ کیا کہ وہ اوپر جا کر ڈھکن ہٹا دے اور جوانا سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہاتھوں پر ڈھکن اٹھا کر اسے آہستہ سے ایک طرف رکھ چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سیڑھی اور چڑھ کر سر باہر نکالا اور پھر سر اندر کر کے اس نے عمران کو اشارہ کیا کہ باہر کوئی موجود نہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ مزید سیڑھیاں چڑھ کر گٹر سے باہر چلا گیا تو عمران بھی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا اور چند لمحوں بعد ہی وہ بھی گٹر سے باہر نکل آیا تھا۔ یہ حویلی کا عقبی باغ تھا جو تقریباً اجڑا ہوا تھا۔ اس کی شاید سرے سے دیکھ بھال ہی نہ کی جاتی تھی۔

" ہم نے پہلے اس رائیڈ کو پکڑنا ہے اور اسے بھی صرف بے ہوش کرنا ہے تاکہ اگر اس نے شوکائی کو یہاں سے کہیں اور شفٹ کر دیا ہو تو اس سے بعد میں معلوم کیا جا سکے۔ یہ کام میں کروں گا البتہ تم نے

باہر برآمدے میں موجود افراد کو گولیوں سے اڑانا ہے اور اس کے ساتھ ہی اندر موجود افراد کا بھی جو مشین روم میں ہوں گے ان کا خاتمہ کرنا ہے اور پھر نیچے تہہ خانوں میں جا کر وہاں موجود افراد کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ کل آٹھ افراد ہیں جن کا تم نے خاتمہ کرنا ہے۔ یہ لوگ کہاں کہاں موجود ہو سکتے ہیں اور کس کس راستے سے وہاں پہنچا جا سکتا ہے یہ سب کچھ تم نے براکس سے سن لیا تھا یا نہیں"...... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر آپ بے فکر رہیں لیکن فائرنگ تو کرنا پڑے گی"۔ جوانا نے بھی آہستہ سے کہا۔

"ہاں۔ لیکن کوشش کرنا کہ فائرنگ کم سے کم ہو"...... عمران نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سائیڈ گلی سے ہو کر فرنٹ سائیڈ پر پہنچ گئے۔ وہاں واقعی برآمدے میں چار مسلح افراد کھڑے ایک دوسرے سے بڑے ایزی موڈ میں باتیں کر رہے تھے۔ ظاہر ہے انہیں معلوم تھا کہ اندر کوئی آ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے وہ سب ڈھیلے ڈھالے انداز میں کھڑے تھے۔ یہ اور بات تھی کہ انہیں وہاں کھڑے ہو کر ڈیوٹی دینا تھی۔ اس لئے وہ صرف ڈیوٹی ہی دے رہے تھے۔ جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا اور عمران کے اشارہ کرتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخیں گونجیں اور وہ چاروں ہی چیختے ہوئے نیچے گرے اور پھر برآمدے کی

سیڑھیوں سے لڑھکتے ہوئے نیچے صحن میں جا گرے جبکہ جوانا انہیں پھلانگتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے برآمدے کے کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے مشین روم کو راستہ جاتا تھا جبکہ عمران برآمدے میں چڑھ کر درمیانی راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ براکس سے اس نے پی ایس پی کا پورا نقشہ معلوم کر لیا تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ رائیڈ کا آفس کہاں ہے۔ راہداری مڑتے ہی ایک بند دروازہ آ گیا اور یہی رائیڈ کا آفس تھا۔ عمران نے دروازے پر لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور سامنے ہی میز کے پیچھے ایک آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی۔

عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ اس کی گردن پر پڑ چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ آدمی ہوا میں قلابازی کھاتا ہوا ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے وقوع پذیر ہوا کہ اس آدمی کو جو یقیناً رائیڈ تھا چیخنے کا بھی موقع نہ مل سکا تھا۔ عمران اس کے فرش پر گرتے ہی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھوں پر رکھ کر سرکر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ عمران تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر واپس مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب وہ جلد از جلد شوکائی تک پہنچنا چاہتا تھا جو اس کا اصل مشن تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ

جیسے ہی تہہ خانے کے قریب پہنچا اسے جوانا کی آواز سنائی دی۔

"آ جائیں ماسٹر۔ سب کچھ اوکے ہے"...... جوانا کہہ رہا تھا اور عمران دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تہہ خانے میں دو آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ ایک شوگرانی نوجوان کرسی پر بیٹھا کانپ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے دونوں پیروں میں بیڑیاں تھیں۔

"تم اوپر دیکھو اور خیال رکھو۔ میں اسے لے کر آتا ہوں اور ہاں۔ رائیڈ اپنے آفس میں بے ہوش پڑا ہے۔ اسے اٹھا کر بڑے ہال میں پہنچا دو"...... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیزی سے تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔

"تمہارا نام شوکائی ہے"...... عمران نے نوجوان کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مم، مگر تم کون ہو"...... نوجوان نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ ہم تمہیں رہا کرانے کے لئے آئے ہیں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور شوگران نہ صرف ہمارا دوست ملک ہے بلکہ تمہارے والد ڈاکٹر چیانگ سے پاکیشیا کے ایک بڑے سائنسدان سرداور کے بڑے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اور سرداور نے تمہیں بازیاب کرانے کے لئے ہمیں حکم دیا ہے۔ میرا نام علی عمران ہے اور میرے ساتھی کا نام جوانا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو"...... شوکائی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اب میں تمہاری بیڑیاں توڑنے کے لئے مشین پسٹل نکال رہا ہوں۔ تم گھبراؤ نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی چابیاں اس لمبے قد والے آدمی کی جیب میں ہوتی ہیں"...... شوکائی نے فرش پر پڑے ہوئے ایک ہلاک شدہ آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور جھک کر اس آدمی کی تلاشی لی اور چند لمحوں بعد وہ چابی حاصل کر چکا تھا۔ پھر چابی کی مدد سے اس نے شوکائی کی بیڑیاں کھول دیں۔

"شش شکریہ۔ تم تو میرے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر آئے ہو۔ ورنہ یہ لوگ تو مجھے مارنے والے تھے"...... شوکائی نے اٹھتے ہوئے بڑے تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو کسی کی موت نہیں آ سکتی۔ آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تہہ خانے سے نکل کر اوپر ہال میں پہنچ چکے تھے۔ جہاں فرش پر بے ہوش رائیڈ پڑا ہوا تھا۔ جوانا اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

"جوانا۔ یہاں اسلحے کا ایک بڑا سٹور ہے۔ اس میں جا کر بم کو چارج کرو اور ڈی چارجر لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا ایک دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"یہ، یہ روزانہ آکر مجھے موت کی دھمکیاں دیتا تھا"...... شوکائی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رائیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ یہاں کا انچارج رائیڈ ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈی چارجر تھا جو اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے اپنے پاس رکھو۔ ہم نے اس گٹر کے ذریعے ہی واپس جانا ہے"...... عمران نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں شوکائی سمیت بیرونی گٹر سے باہر آگئے اور عمران کے کہنے پر جوانا نے گٹر کا ڈھکن واپس رکھ دیا۔

"جوانا۔ اب تم نے شوکائی کو ساتھ لے کر واپس جانا ہے"۔ عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اور آپ ماسٹر"...... جوانا نے چونک کر کہا۔

"میں اس کنگ سلوان کی خیریت پوچھ کر ہی آؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ انہیں کسی ہوٹل میں ٹھہرا دیتے ہیں۔ واپس پر ساتھ لیتے جائیں گے"...... جوانا نے رک رک کر کہا۔ وہ شاید عمران کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔

"میں نے اسلحہ خانے میں بم اس لئے نصب کرایا ہے کہ میں اس پورے اڈے کو تباہ کر دوں۔ اس طرح ملبہ ہٹانے اور لاشیں نکالنے

میں کچھ وقت لگ جائے گا اور اس دوران شوکائی کو بحفاظت یہاں سے نکال لیا جائے گا۔ ورنہ کنگ سلوان تک شوکائی کے غائب ہو جانے کی خبر پہنچ گئی تو وہ پورے لوپاک پر قیامت برپا کر دے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر۔ جیسے آپ کی مرضی"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے واشنگٹن کے لئے چارٹرڈ فلائٹ مل جاتی ہے۔ تم شوکائی کو لے کر جب تک واشنگٹن پہنچو گے میں یہاں سے فون کر کے سرداور کو ساری صورتحال بتا دوں گا۔ واشنگٹن میں پاکیشیا سفارتخانے کے افراد تمہیں پک کر لیں گے اور پھر باقی کام ان کا ہو گا۔ لیکن تم نے بہرحال شوکائی کی بحفاظت واپسی تک ہر لمحہ چوکنا رہنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ، ٹھیک ہے ماسٹر۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ مجھے کیوں ساتھ بھیج رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں میں اپنا کام بخوبی سمجھتا ہوں"۔ جوانا نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

بلڈ ھاؤنڈز کے چیف ڈان نے مارشل آرٹ سنٹر کی پارکنگ میں کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ بے شمار بار یہاں آ چکا تھا کیونکہ یہاں کا مینجنگ ڈائریکٹر رابرٹ براؤن اس کا گہرا دوست تھا اور ان دونوں نے ایک ہی استاد سے مارشل آرٹ سیکھا تھا۔ لیکن اب وہ صرف رابرٹ براؤن سے ملنے کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ وہ رابرٹ براؤن کے ذریعے کنگ سلوان سے رابطہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس نے جب کنگ سلوان کو پی ایس پی کی تباہی کی خبر دی تھی تو کنگ نے اسے ہدایت کی تھی کہ پی ایس پی میں موجود شوگرانی نوجوان کی لاش دیکھ کر اسے اطلاع دے اور جب ملبہ ہٹنے کے باوجود شوگرانی نوجوان کی لاش دستیاب نہ ہوئی تھی تو اس نے کنگ کو رپورٹ دی تھی اور کنگ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ بلڈ ھاؤنڈز کے ذریعے نہ صرف اس شوگرانی نوجوان کو تلاش کرے بلکہ ان دو افراد کو

بھی ٹریس کیا جائے جن میں ایک مقامی ہے اور ایک حبشی۔ ان دونوں کی تصویریں بھی ان تک پہنچ گئیں اور پھر جب اس نے تمام کھوج لگا لیا تو اسے معلوم ہوا کہ شوگرانی نوجوان اور حبشی دونوں چارٹرڈ فلائٹ کی ذریعے واشنگٹن گئے ہیں اور جب ڈان کو اس کا علم ہوا تو اتنا وقت گزر چکا تھا کہ چارٹرڈ فلائٹ کو واشنگٹن پہنچے ہوئے بھی ایک گھنٹہ گزر چکا تھا جبکہ دوسرا مقامی آدمی غائب ہو گیا تھا۔ اس کا کہیں سے کوئی اتا پتہ نہ مل رہا تھا۔ ڈان نے جب یہ اطلاع دینے کے لئے کنگ سلوان کو فون کیا تو دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ اس کے بعد اس نے کنگ سلوان کے ہیڈ کوارٹر انچارج تھامس کو فون کیا لیکن وہاں بھی فون اٹنڈ نہ کیا گیا تو ڈان بے حد پریشان ہو گیا اور اسی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اس نے مارشل آرٹ سنٹر پہنچ کر رابرٹ براؤن کے ذریعے کنگ سلوان سے رابطہ کرنے کا سوچا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کنگ سلوان کا ہیڈ کوارٹر، مارشل آرٹ سنٹر کے نیچے موجود ہے اور وہاں کا راستہ بھی رابرٹ براؤن کے آفس سے ہی جاتا ہے اور رابرٹ براؤن سے کنگ سلوان کا مسلسل رابطہ بھی رہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ رابرٹ براؤن کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ رابرٹ براؤن کو شاید اس کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی اس لئے اس نے اس کا استقبال دروازے پر آکر کیا تھا۔

بلڈ ھاؤنڈز کے چیف کو اگر بلڈ ملنا بند ہو گیا ہو تو میں انتظام کر

دوں"...... رابرٹ براؤن نے ڈان سے ہاتھ ملاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ سنا ہے کہ تمہارے اندر ضرورت سے زیادہ بلڈ بھر گیا ہے"۔ ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوست بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"کیا پیئو گے"...... رابرٹ براؤن نے پوچھا۔

"جو مرضی آئے پلوا دو۔ مجھے معلوم ہے کہ پینے پلانے کے معاملے میں تمہارا ذوق بہت اچھا ہے"...... ڈان نے جواب دیا تو رابرٹ براؤن مسکرا دیا اور پھر اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک بوتل نکالی اور پھر دو گلاس نکال کر اس نے میز پر رکھے اور پھر بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس نے دونوں گلاس آدھے سے زیادہ بھر دیئے۔

"یہ ڈیڑھ سو سالہ پرانی شراب ہے۔ پی کر دیکھو لطف آ جائے گا"...... رابرٹ براؤن نے کہا۔

"اچھا۔ ویری گڈ"...... ڈان نے کہا اور گلاس اٹھا کر ایک چسکی لی تو اس کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"ارے، واقعی یہ تو لاجواب ہے"...... ڈان نے کہا تو رابرٹ براؤن کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیسے ادھر آنا ہوا اور وہ بھی اس وقت۔ پہلے تو تم شام کو ہی آتے تھے"...... رابرٹ براؤن نے شراب پیتے ہوئے کہا۔

"کنگ سلوان سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے بے حد کوشش

ں لیک ... اٹنڈ ہی نہیں کیا گیا۔ پھر میں نے تھامس کو کال کیا لیکن ... ے بھی فون اٹنڈ نہیں کیا گیا جبکہ میں نے انتہائی ضروری رپورٹ کنگ کو دینی ہے۔ اس لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم کنگ سے میرا رابطہ کرا دو"...... ڈان نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ کال اٹنڈ نہ کی جا رہی ہو"...... رابرٹ براؤن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے"...... ڈان نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"میں حیرت کا اظہار کر رہا ہوں۔ تمہیں جھوٹا نہیں کہہ رہا"۔ رابرٹ براؤن نے اس کے لہجے سے ناراضگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے نیلے رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن خود ہی پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ جب کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو رابرٹ براؤن کے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن ایک بار پھر پریس کر دیا۔ لیکن اس بار بھی نتیجہ وہی نکلا جو پہلی بار نکلا تھا۔ مسلسل گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

"تم درست کہہ رہے ہو۔ معاملات میں کوئی خاص گڑبڑ ہے"۔ رابرٹ براؤن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے"...... ڈان نے کہا۔

"ہمیں ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا"...... رابرٹ براؤن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور دراز بند کر کے اس نے اس ریموٹ کنٹرول نما آلے کا رخ اندرونی دیوار میں موجود ایک الماری کی طرف کر کے ایک بٹن پریس کر دیا تو الماری سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار میں غائب ہو گئی اور اب وہاں ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ موجود تھا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... رابرٹ براؤن نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈان بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ رابرٹ براؤن نے پہلے اپنے آفس کا دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر الماری کے کھسکنے سے پیدا ہونے والے خلا میں دوسری طرف موجود سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ ڈان اس کے پیچھے تھا۔ اس کے جسم میں ایک سرسراہٹ ہو رہی تھی کیونکہ وہ پہلی بار کنگ سلوان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے اور پھر اس کمرے سے وہ دوسری طرف جیسے ہی ایک ہال نما کمرے میں گئے۔ وہ دونوں حیرت سے بت بنے کھڑے رہ گئے کیونکہ وہاں چھ افراد فرش پر پڑے ہوئے تھے اور ان کے جسم گولیوں سے چھلنی تھے۔ ان میں ایک لاش تھامس کی بھی تھی۔

"اوہ، اوہ۔ یہ سب کیا ہے"...... چند لمحوں بعد رابرٹ براؤن نے

چیخ کر کہا تو ڈان کو بھی جیسے ہوش آ گیا۔

"ہمیں کنگ کا معلوم کرنا ہو گا۔ یہاں تو میرے خیال میں قتل عام کیا گیا ہے"...... ڈان نے کہا تو رابرٹ براؤن تیزی سے مڑا اور پھر ایک راہداری میں بھاگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ڈان بھی اس کے پیچھے تھا۔ پھر وہ ایک بڑے آفس نما کمرے میں پہنچے تو ایک بار پھر حیرت ن شدت سے بت بن کر رہ گئے کیونکہ آفس کے قالین پر کنگ سلوان کی لاش پڑی تھی۔ اس کا سینہ بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہاں کوئی اندر آ ہی نہیں سکتا۔ پھر یہ کیسے ہوا"...... رابرٹ براؤن نے جیسے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی دوسرا یا کوئی خفیہ راستہ تو نہیں ہے"...... ڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے خیال آیا تھا کہ کنگ سلوان کی موت کے بعد سانگر مافیا کا چیف وہ خود بن چکا ہے۔

"رابرٹ براؤن سنو۔ اب کنگ سلوان کی موت کے بعد میں ڈان چیف آف بلڈ ھاؤنڈز سانگر مافیا کا چیف بن چکا ہوں اور سنو تم میرے دوست ہو۔ اس لئے میں تمہیں تھامس کی جگہ اپنا نمبر ٹو بنا سکتا ہوں۔ بولو تیار ہو یا"...... ڈان نے دانستہ یا کہہ کر فقرہ مکمل نہیں کیا تھا۔

"اوہ، واقعی ڈان۔ تم اب چیف ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں اور تمہاری مہربانی کہ تم مجھے یہ عہدہ دے رہے ہو۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ

ہمیشہ تمہاری تابعداری کروں گا"...... رابرٹ براؤن نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈان کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تو ایسا کرو کہ فوراً تھامس کے سامان کو چیک کرو۔ اس میں یقیناً کوئی فائل ہوگی جس میں سانگر مافیا کے تمام چھوٹے بڑے اڈوں اور سیکشنوں کی تفصیل موجود ہوگی۔ ان سب کو فون پر اطلاع دے دو کہ کنگ سلوان اور تھامس ہلاک ہو چکے ہیں اور اب کنگ سلوان کی جگہ سانگر کا ڈان چیف بن چکا ہے اور تم تھامس کی جگہ سانگر کے نمبر ٹو ہو"...... ڈان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہوگا لیکن پہلے یہ تو چیک کر لیں کہ یہ سب کچھ کیا کس نے ہے اور وہ کہاں سے آیا ہے۔ وہ کون تھا۔ ورنہ وہ ان کی طرح اچانک ہمارے سروں پر بھی تو پہنچ سکتا ہے"...... رابرٹ براؤن نے کہا اور ڈان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے وہ راستہ تلاش کر لیا جہاں سے کوئی اندر آیا تھا اور وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر کے واپس اسی راستے سے چلا گیا تھا اور یہ راستہ گٹر کا تھا کیونکہ گٹر کا ڈھکن ایک طرف ہٹا ہوا پڑا تھا اور خفیہ راستہ جو اندر سے کنکریٹ کی دیوار سے بلاکڈ تھا ویسے ہی بند تھا۔

"یہ یقیناً وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہی ہوگا۔ وہ ایک آدمی جو اس شوگرانی نوجوان اور حبشی کے ساتھ واپس نہیں گیا بلکہ یہیں کہیں غائب ہو گیا تھا۔ وہی لوگ جنہوں نے پی ایس پی کو تباہ کر دیا اور اس شوگرانی کو لے اڑے"...... ڈان نے کہا تو رابرٹ براؤن حیرت بھری

نظروں سے اسے دیکھنے لگا کیونکہ اسے تو اس بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں تھا اور پھر جب ڈان نے اسے تفصیل بتائی تو اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"پھر تو یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں"...... رابرٹ براؤن نے کہا۔

"یہ ایجنٹ لوگ واقعی خطرناک ہوتے ہیں۔ اصل میں چیف نے اس چکر میں پڑ کر بڑی غلطی کی تھی۔ ہمارا کام منشیات کی سمگلنگ ہے حکومتی مسائل میں پڑنا نہیں ہے اور چیف طاقت کے زعم میں ایکریمین حکومت کے کہنے پر اس چکر میں پڑ گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ ہم اس چکر میں نہیں پڑیں گے"...... ڈان نے کہا تو رابرٹ براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ کام چیف کو کس نے دیا تھا"...... واپس چیف کے آفس کی طرف آتے ہوئے رابرٹ براؤن نے کہا۔

"بلیک شیڈو کے چیف جان وکٹر نے۔ وہ سپر چیف گریٹ مین کا دوست ہے"...... ڈان نے جواب دیا۔

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا ہے"...... رابرٹ براؤن نے پوچھا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

"تھامس میرا دوست تھا۔ اس نے مجھے یہ ساری تفصیل بتائی تھی"...... ڈان نے کہا اور رابرٹ براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ بھی ان کی دوستی سے واقف تھا اور پھر وہ دونوں ابھی آفس

تک پہنچے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور ڈان نے تیزی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھالیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس" ..... ڈان نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

"کنگ سلوان سے بات کراؤ۔ میں بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر بول رہا ہوں" ..... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا تو ڈان نے معنی خیز نظروں سے رابرٹ براؤن کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ میں نے درست بتایا تھا ناں اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر اپنے آفس میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جان وکٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس" ..... جان وکٹر نے کہا۔

"شوگران سے رالف کی کال ہے چیف" ..... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی تو جان وکٹر چونک پڑا۔

"شوگران سے۔ اوہ، کراؤ بات" ..... جان وکٹر نے چونک کر کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں رالف بول رہا ہوں" ..... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"تم۔ کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات" ..... جان وکٹر نے کہا۔

"چیف۔ شوکائی واپس شوگران پہنچ چکا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... جان وکٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے خود اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیسے۔ تمہارا اس سے ایسا کیا تعلق ہے کہ تم اسے وہاں پہنچتے ہی براہ راست دیکھو"...... جان وکٹر نے باقاعدہ جرح کرنے والے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف، میں اپنے ایک ذاتی کام سے ایئرپورٹ پر موجود تھا کہ میں نے وہاں سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کو دیکھا اور میں اسے ایئرپورٹ پر دیکھ کر یہی سمجھا کہ وہ ملک سے فرار ہو رہا ہے لیکن جو فلائٹ جانے والی تھی۔ میں نے اس کی لسٹ چیک کی تو اس میں ان کا نام نہیں تھا۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ وہ کسی کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہے۔ پھر پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ جب ایئرپورٹ پر پہنچی تو اس میں سے شوکائی باہر آیا۔ اس کے ساتھ دو پاکیشیائی بھی موجود تھے۔ شوکائی اپنے باپ سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں ملا۔ میں ان کے قریب آگیا۔ ان کے درمیان جو سرسری سی گفتگو ہوئی اس سے صرف دو نام سامنے آئے ہیں ایک علی عمران اور دوسرا سرداور کا۔ پھر وہ سب

کاروں میں بیٹھ کر چلے گئے اور میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں"...... رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، کہیں یہ ڈاج نہ ہو۔ کسی کو شوکائی کے میک اپ میں وہاں پہنچایا گیا ہو"...... جان وکٹر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف۔ جس گرمجوشانہ انداز میں دونوں باپ بیٹا ملے ہیں ایسی گرمجوشی کوئی نقلی آدمی نہیں دکھا سکتا۔ وہ اصل شوکائی تھا"...... رالف اپنی بات پر بضد تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں"...... جان وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ کنگ سلوان سے بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ اب سانگر کا چیف کنگ سلوان تھا۔ دوسری طرف کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کنگ سلوان سے بات کراؤ۔ میں بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر بول رہا ہوں"...... جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کنگ سلوان کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور میں ڈان جو پہلے سانگر کے بلڈ ہاؤنڈز سیکشن کا چیف تھا اب سانگر کا چیف ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کنگ سلوان کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔

کیسے۔ کیوں، کب اور کس نے ہلاک کیا ہے"....... جان وکٹر نے ایک بڑی سرکاری ایجنسی چیف ہونے کے باوجود بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ دراصل کنگ سلوان کی ہلاکت کا سن کر وہ واقعی بوکھلا گیا تھا۔

"کنگ سلوان کو ان کے آفس میں کسی نے پراسرار انداز میں داخل ہو کر ہلاک کیا ہے اور یہاں ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ابھی اس بات کا علم ہوا ہے۔ اب اس بارے میں انکوائری کی جائے گی"....... ڈان نے جواب دیا۔

"کنگ سلوان کے پاس ایک شوگرانی مغوی موجود تھا۔ اس کا کیا ہوا"....... جان وکٹر نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پوچھا۔

"وہ بھی پراسرار طور پر غائب ہو چکا ہے۔ اسے سانگر کے انتہائی خفیہ سنٹر پی ایس پی میں رکھا گیا تھا لیکن پھر اچانک پی ایس پی سنٹر بموں سے تباہ ہو گیا۔ وہاں سے جو لاشیں ملی ہیں ان میں کسی شوگرانی کی لاش نہیں ہے۔ ہم نے لوپاک میں چیکنگ کی تو ہمیں صرف اتنی اطلاع مل سکی کہ ایک شوگرانی نوجوان ایک حبشی کے ساتھ چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے واشگٹن گیا ہے اور جب ہمیں پتہ چلا تو انہیں وہاں پہنچے کافی وقت گزر چکا تھا۔ اس لئے اب ہم انہیں وہاں ٹریس بھی نہ کر سکتے تھے۔ اس کے بعد کنگ سلوان کی ہلاکت سامنے آئی۔ اس کے علاوہ ان کا ایک سنٹر بھی تباہ ہو گیا ہے۔ وہاں سے ان کے خاص آدمی راڈل کی لاش ملی ہے۔ اس سے پہلے راتھ آئی لینڈ پر سپر چیف گریٹ

مین کو ہلاک کر دیا گیا تھا اور راتھ آئی لینڈ پر موجود سانگر کا مین ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور تمام بڑے بڑے سربراہ مارے جا چکے ہیں۔ اس طرح صرف ایک مغوی کے چکر میں پھنسنے کی وجہ سے سانگر مافیا ایک لحاظ سے مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ جو اطلاعات اب تک مجھے ملی ہیں ان کے مطابق یہ ساری کارروائی پاکیشیا کے آدمیوں کی ہے۔ چار آدمیوں نے راتھ آئی لینڈ تباہ کیا۔ پھر دو واپس چلے گئے اور دو یہاں لوپاک میں رہ گئے۔ پھر راڈل ہلاک ہوا۔ اس کا تھری ایکس سپیشل سنٹر تباہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد پی ایس پی سنٹر جو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر تھا وہ تباہ کر دیا گیا اور ان دو آدمیوں میں سے ایک آدمی اس شوگرانی نوجوان کے ساتھ واپس چلا گیا اور ایک یہاں رہ گیا۔ اس ایک نے ہی یقیناً کنگ سلوان اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا"....... دوسری طرف سے بڑے جوشیلے انداز میں کہا گیا۔

"اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ میں نے حکومت ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کی منت کر کے گریٹ مین کو یہ معمولی سا مشن دلایا تھا تاکہ آئندہ بھی سانگر مافیا کو حکومت کے بڑے بڑے مشن ملتے رہیں۔ حکومت ایکریمیا سانگر مافیا کی منشیات سمگلنگ کو نظرانداز کئے رکھتی لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ سانگر مافیا کا نیٹ ورک اتنا کمزور ہے کہ دو چار آدمی سارے نیٹ ورک کو تباہ و برباد کر کے مغوی کو واپس لے جائیں گے"....... جان وکٹر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ رالف کی رپورٹ درست ہے۔ اصل شوکائی واپس شوگران پہنچ چکا ہے۔ اب فوری طور پر کیا کیا جا سکتا ہے"...... جان وکٹر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ فوری طور پر ڈاکٹر چیانگ کو یا اس کی نوجوان بیٹی کو اغوا کر لیا جائے اور فارمولا اس سے حاصل کر لیا جائے لیکن ظاہر ہے وہ اکیلا یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لئے ڈیفنس سیکرٹری کی منظوری ضروری تھی اور جان وکٹر یہ بھی جانتا تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری کو بہرحال رپورٹ دینا پڑے گی اور جیسے ہی ڈیفنس سیکرٹری کو اس واضح شکست کا علم ہوگا وہ غصے سے پاگل ہو جائے گا۔ اس لئے وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کس انداز میں بات کی جائے لیکن جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے ڈیفنس سیکرٹری کو سب کچھ صاف صاف بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سیکرٹری سر جوھن سے میری بات کراؤ"...... جان وکٹر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور جان وکٹر نے رسیور رکھ دیا۔ سر جوھن کافی عرصہ گریٹ لینڈ میں ایکریمیا کے سفیر رہے ہیں۔ پھر انہیں ایکریمیا بلوا کر ڈیفنس سیکرٹری بنا دیا گیا اور وہ بے حد

غصہ ور مشہور تھے۔ معمولی سی بات کا بھی بتنگڑ بنا دیا کرتے تھے۔ اس لئے جان وکٹران سے بات کرنے میں خوف محسوس کر رہا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جلد یا بدیر بہرحال انہیں بتانا تو پڑے گا۔ اس لئے کیوں نہ خود ہی انہیں بتا دیا جائے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ وہ بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جان وکٹر نے کہا۔

"سر جوھن سے بات کریں جناب۔ ان کی سیکرٹری لائن پر ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر بول رہا ہوں۔ سر جوھن سے بات کرائیں"...... جان وکٹر نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد سر جوھن کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... جان وکٹر نے کہا۔

"بات کریں"...... سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر جان وکٹر سمجھ گیا کہ سیکرٹری ڈیفنس سے رابطہ ہو گیا ہے۔

"سر، میں جان وکٹر بول رہا ہوں"...... جان وکٹر نے مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

" یس۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے سپاٹ اور تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

" سر ہمارا شوگران مشن ناکام ہو گیا ہے"...... جان وکٹر نے دل کڑا کر کے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔

" کیا۔ کیا ناکام ہو گیا ہے۔ دوبارہ کہو"...... سرجوھن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں بات ہی سمجھ نہ آئی تھی۔

" شوگران سے لایا جانے والا مغوی شوکائی رہا ہو کر واپس شوگران پہنچ گیا ہے اور سانگر مافیا کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ہمارا یہ مشن ناکام ہو گیا ہے"...... جان وکٹر نے کہا۔

" کیا مطلب۔ یہ کیسے ہوا ہے۔ کس نے کیا ہے اور تم اب بتا رہے ہو۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا ہے"...... اس بار سرجوھن نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سر، مجھے بھی ابھی اطلاع ملی ہے۔ شوگران میں ہمارا ایک ایجنٹ کام کرتا ہے رالف۔ اس شوکائی کو وہاں سے اغوا کرنے میں سانگر کی مدد اس رالف نے کی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے رالف کی کال آئی اور اس نے بتایا کہ شوکائی واپس شوگران پہنچ گیا ہے اور اس نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے۔ میں نے اس کا اعتبار نہ کیا تو اس نے مجھے تفصیل بتائی کہ ایئرپورٹ پر شوکائی کا باپ سائنسدان ڈاکٹر چیانگ موجود تھا۔ پہلے وہ سمجھا کہ ڈاکٹر چیانگ شاید کہیں باہر جا رہا ہے۔ اس

نے باہر جانے والی فلائٹ کی لسٹ چیک کی تو ڈاکٹر چیانگ کا نام لسٹ میں نہیں تھا۔ چنانچہ وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر چیانگ کسی کو لینے کے لئے آیا ہے۔ پھر پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ سے شوکائی اترا۔ اس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ پھر دونوں باپ بیٹا بڑی گرمجوشی سے ملے۔ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی رالف نے سنی۔ اس میں دو نام سامنے آئے۔ ایک علی عمران کا اور دوسرا سرداور کا۔ پھر وہ واپس چلے گئے تو رالف نے مجھے کال کر کے یہ تفصیل بتائی"...... جان وکٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ سب ہوا کیسے"...... سرجوھن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" سر، میں نے رالف کی اطلاع کے بعد جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق چار افراد راتھ آئی لینڈ پہنچے جہاں سانگر کا ہیڈ کوارٹر تھا اور جہاں اس کا سپر چیف گریٹ مین رہتا تھا اور جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا لیکن یہ جزیرہ مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا اور گریٹ مین بھی ہلاک ہو گیا لیکن مغوی شوکائی لوپاک میں تھا اس لئے وہ بچ گیا۔ پھر لوپاک میں سانگر کا ہیڈ کنگ سلوان تھا۔ شوکائی ایک انتہائی خفیہ سنٹر پی ایس پی میں تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور ہیڈ کوارٹر تھا جسے تھری ایکس سپیشل پوائنٹ بنایا گیا تھا۔ یہاں ایک طاقتور ترین آدمی راڈل رہتا تھا۔ چنانچہ گریٹ مین کی ہلاکت کے بعد کنگ سلوان چیف بن گیا اور اس نے راڈل کو راتھ آئی لینڈ تباہ کرنے والوں کو ٹریس کرنے کا مشن سونپ دیا لیکن ان چاروں میں سے دو

افراد واپس چلے گئے اور دو لوپاک میں ہی رہ گئے۔ پھر راڈل ہلاک ہو گیا اور اس کا سنٹر بموں سے تباہ کر دیا گیا۔ پھر یہی حشر پی ایس پی سنٹر کا ہوا اور شوکائی کو صاف نکال لیا گیا۔ شوکائی ایک آدمی کے ساتھ چارٹرڈ فلائٹ سے واشنگٹن اور وہاں سے پاکیشیا پہنچ گیا جبکہ کنگ سلوان کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیا گیا اور کنگ سلوان اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور یہ کام ایک آدمی کا تھا اور یقیناً یہ آدمی علی عمران تھا۔ جس کا نام رالف کی رپورٹ میں موجود ہے۔ اس علی عمران کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اس طرح یہ مشن مکمل طور پر ناکام ہو گیا۔ اب میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر چیانگ کے بیٹے کی بجائے اس کی نوجوان بیٹی کو اغوا کیا جائے کیونکہ بہرحال ہم نے وہ فارمولا تو اس سے حاصل کرنا ہے"...... جان وکٹر نے مزید پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کام تو شوگرانی ایجنٹوں کا تھا۔ پاکیشیائیوں کا اس سے کیا تعلق"...... سرجوھن نے کہا۔

"ہو سکتا ہے جناب کہ شوگران حکومت نے اس کے لئے خصوصی طور پر پاکیشیا حکومت سے درخواست کی ہو۔ کیونکہ دونوں ممالک کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات ہیں"...... جان وکٹر نے جواب دیا۔

"ہونہہ، تمہاری بات درست لگتی ہے۔ تم اس عمران کو جانتے

ہو"...... سرجوھن نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے"۔ جان وکٹر نے جواب دیا۔

"کیا تمہارا اس سے براہ راست کبھی ٹکراؤ ہوا ہے"...... سرجوھن نے پوچھا۔

"نو سر۔ براہ راست کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا"...... جان وکٹر نے کہا۔

"تمہیں پہلی بار کب پتہ چلا کہ عمران اس سارے کھیل کے پیچھے ہے"...... سرجوھن نے پوچھا۔

"ابھی ابھی سر۔ جب رالف نے اپنی رپورٹ میں علی عمران کا نام لیا ہے"...... جان وکٹر نے اس بار جان بوجھ کر پہلی باتیں چھپاتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اسے گریٹ مین کی ہلاکت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی شوکائی کی رہائی کے لئے لوپاک پہنچ چکے ہیں۔ لیکن اس وقت اسے سو فیصد یقین تھا کہ وہ کسی صورت بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے لیکن اب یہ بات اگر وہ سرجوھن کو بتا دیتا تو سرجوھن یقیناً اسے گولی مار دینے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ اس لئے وہ ساری بات صاف چھپا گیا تھا۔

"ہونہہ، پھر تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے ورنہ میں تمہیں انتہائی سخت ترین سزا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ بہرحال ہماری یہ بنیادی غلطی تھی کہ ہم نے ایک مجرم گروپ پر اس قدر انحصار کیا جبکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے سامنے بڑی بڑی تربیت یافتہ اور شہرت

یافتہ ایجنسیاں بھی نہیں ٹھہر سکتیں۔اس لئے میں تمہیں کوئی سزا نہیں دے رہا البتہ اب ہم نے بہرحال یہ فارمولا حاصل کرنا ہے ہر صورت میں۔کیونکہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ شوگران کے پاس خلا میں موجود خلائی سیاروں کو تباہ کرنے کا میزائل موجود ہو۔اس لئے اب یہی ہو سکتا ہے کہ فوری طور پر اس ڈاکٹر چیانگ کو ہلاک کر دیا جائے اور اس کی لیبارٹری سے فارمولا حاصل کر کے اس لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے"...... سرجوھن نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ہم یہ کام آسانی سے کر لیں گے"...... جان وکٹر نے کہا۔

"تم نے پہلے جو کام کیا ہے وہی کافی ہے۔یہ کام تمہارے بس کا نہیں ہے۔یہ کام ریڈ ایجنسی کرے گی۔اس کا نیٹ ورک شوگران میں بھی ہے۔تم اس کیس کو کلوز کر دو"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جان وکٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔گو آئندہ کا مشن اسے نہیں دیا گیا تھا لیکن اس کی جان بھی بچ گئی تھی اور اس کی ایجنسی بھی بچ گئی تھی۔اس بات پر اسے بے حد اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میری عدم موجودگی میں کوئی خاص بات"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں عمران صاحب۔امن ہی رہا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میری عدم موجودگی کی وجہ سے امن رہا ہے"۔عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی عدم موجودگی میں سکوت رہتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مطلب ہے کہ میرے جیسی اعلیٰ گفتگو کوئی نہیں کرتا۔ اس کمنٹ کا بے حد شکریہ"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ شوکائی واپس شوگران پہنچ چکا ہے لیکن یہ سب ہوا کیسے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ شوکائی واپس پہنچ گیا ہے"....... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جوانا نے مجھے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ شوکائی کو سرداور کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ جس پر میں نے اسے سرداور کی رہائش گاہ کی تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی سرداور کو بھی فون کر کے کہہ دیا"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں کیس کی تفصیلی رپورٹ نہیں ملی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ کون دیتا۔ جولیا تو ساتھ نہیں گئی تھی"....... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جوانا سے رپورٹ لے سکتے ہو اور ہاں ٹائیگر کی کیا پوزیشن ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"جوانا سے میں کیا رپورٹ لیتا۔ مجھے تو آپ کا انتظار تھا اور ٹائیگر اب بالکل ٹھیک ہے۔ کل ہی اسے ہسپتال سے رخصت ملی ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"یہ ہمارے لئے بلائنڈ مشن ثابت ہوا ہے بلیک زیرو۔ ایک وقت ایسا آیا کہ ہمارے سامنے کوئی راستہ نہ تھا۔ ہم یقیناً مشن کے معاملے میں مکمل طور پر بلائنڈ ہو گئے۔ مجھے اماں بی کا قول یاد آیا کہ جب انسان اپنی بھرپور کوشش کے باوجود ناکام ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر مدد کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بند راستے کھول دینے پر قادر ہے اور وہی ہے جو بلائنڈ کو بینائی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے اماں بی کے اس قول پر عمل کیا اور واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ گئی اور ہماری آنکھوں میں روشنی آ گئی اور بلائنڈ مشن روشن مشن بن گیا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔ پلیز تفصیل بتا دیں"....... بلیک زیرو نے منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے شروع سے آخر تک خاص خاص واقعات کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ، واقعی یہ بلائنڈ مشن تھا۔ آپ کی بات درست ہے اگر وہ براکس اتفاق سے آپ کو راڈل سمجھ کر کار کے ہینڈل میں پرچہ نہ پھنساتا اور آپ کی اس سے ملاقات نہ ہوتی تو واقعی آپ کے آگے بڑھنے کا کوئی راستہ نہ تھا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہو گیا تھا۔ اب تم نے تفصیل سن لی۔ اب جلدی سے ایک بڑی مالیت کا چیک دو تا کہ میری تھکاوٹ بھی دور ہو سکے"....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"چیک۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سیکرٹ سروس کا اس مشن سے کیا تعلق۔ یہ تو آپ کا ذاتی مشن تھا"....... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر سیکرٹ سروس کا مشن نہیں تھا تو پھر تم نے تفصیلی رپورٹ کیوں لی ہے۔ چلو بڑی مالیت کا نہ سہی چھوٹی مالیت کا ہی چیک دے دو"....... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا چیک آپ سرداور سے لے سکتے ہیں مجھ سے نہیں۔ البتہ اس تفصیل کے بدلے میں آپ کو چائے کا ایک کپ پلوا سکتا ہوں"....... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ ویری گڈ۔ سرداور سے چیک وصول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک درخواست ہے کہ تم انہیں وہ مالیت خود بتا دینا جس مالیت کا چیک تم مجھے دیتے ہو"....... عمران نے کہا تو بلیک زیور بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ کا ارادہ ہے کہ سرداور کو جو پراویڈنٹ فنڈ ملتا ہے اس سمیت دس بارہ سالوں کی اکٹھی تنخواہیں آپ ان سے وصول کر لیں"....... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران، بلیک زیرو کی بات کا جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں"....... دوسری طرف

سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں کال کی ہے" عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان بغیر کسی ایمرجنسی کے یہاں فون نہیں کر سکتا تھا۔

"صاحب۔ سرداور کا فون آیا ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں جس پر انہوں نے تاکید کی ہے کہ میں آپ کو ہر صورت میں تلاش کر کے ان سے بات کراؤں۔ اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے"....... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں بات کرتا ہوں ان سے"....... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سرداور بغیر کسی خاص وجہ کے اس انداز میں بات نہیں کر سکتے۔ بلیک زیرو بھی یہ بات محسوس کر کے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر بھی تشویش کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

"داور بول رہا ہوں"....... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"....... عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

وہ شاید سرداور پر اپنی پریشانی ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔

" عمران بیٹے غضب ہو گیا۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ شوگران میں ڈاکٹر چیانگ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی لیبارٹری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے سرداور کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

" اوہ، ویری بیڈ۔ اس فارمولے کا کیا ہوا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہ تو محفوظ ہے۔ جس روز شوکائی کو ان تک پہنچایا گیا تھا۔ اس روز میری ان سے تفصیلی بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا کہ وہ اسی روز فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کے حوالے کر چکا ہے اور انہوں نے شوکائی کی زندہ سلامت بازیابی پر میرا اور تمہارا دونوں کا بے حد شکریہ ادا کیا تھا"...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا نے یہ کارروائی انتقامی طور پر کی ہے۔ بہرحال فارمولا تو بچ گیا ہے۔ یہی بات اس سارے معاملے میں قابل اطمینان ہے اور اب اس فارمولے کی حفاظت حکومت شوگران کی ڈیوٹی ہے۔ بہرحال مجھے ڈاکٹر چیانگ کی موت کا بے حد افسوس ہے"۔ عمران نے کہا۔

" مجھے اس کی اس طرح اچانک موت سے بے حد شاک پہنچا ہے۔ وہ میرے گہرے دوست بھی تھے اور انتہائی قابل سائنسدان بھی۔ بہرحال اب کیا کیا جا سکتا ہے"...... سرداور نے کہا۔

" ایکریمین ایجنٹ اس فارمولے کے پیچھے لازماً کام کریں گے۔ آپ حکومت شوگران سے کہہ دیں کہ وہ اس فارمولے کی حفاظت کریں"...... عمران نے کہا۔

" وہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ میں تمہارا بھی مشکور ہوں عمران کہ تم نے صرف میری بات کی عزت رکھتے ہوئے اتنا بڑا مشن مکمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ اللہ حافظ"...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" لو مانگ لو بڑی مالیت کا چیک۔ سرداور کا خیال تھا کہ ڈاکٹر چیانگ کے قتل کا بدلہ لینے میں پھر دوڑ پڑوں گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سرداور کا لہجہ بتا رہا تھا کہ انہیں حقیقتاً ڈاکٹر چیانگ کی موت پر بے حد شاک پہنچا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اب بولو۔ اب میں آغا سلیمان پاشا کو کیا جواب دوں گا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اماں بی کے قول پر دوبارہ عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کو خزانوں کا مالک بنا دے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد